سیرتِ غوث الاعظمؓ

RekhtaDownload.com

حضرت الحاج مولانا زاہد القادری صاحب مفتیٔ آستانہ

56715
19 Dec 2001
Collection

ہدیہ مجلد — تین روپے

پہلا ایڈیشن

ذوالقعدہ ۱۳۷۴ھ — جولائی ۱۹۵۵ء

جملہ حقوق بحقِ آستانہ بکڈپو محفوظ ہیں

(الجمعیۃ پریس دہلی)

297.420 92
Z15

ناشر
آستانہ بکڈپو پوسٹ بکس نمبر ۱۲۰۶ دہلی

انتساب

محبوبِ سبحانی، قطبِ ربّانی حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر
جیلانی قدس سرہٗ کی درگاہِ معلّی کے سجّادہ نشین اعلیٰ حضرت شیخ الاعظم
نقیب الاشراف سید محمد ابراہیم صاحب دامت برکاتہم کے نام۔

زاہد القادری

LIBRARY
JAMIA HAMDARD
U56715

فہرستِ مضامین

سیرتِ غوث الاعظمؒ

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
۱	انتساب	۳
۲	نگاہِ اوّلیں	۶
۳	ولادتِ باسعادت	۹
۴	مقدس بچپن	۱۰
۵	نام ونسب	۱۱
۶	جمالِ اقدس	۱۱
۷	جیلان سے روانگی	۱۲
۸	بغداد میں	۱۴
۹	خرقۂ ارادت	۱۵
۱۰	عبادت وریاضت	۱۶
۱۱	اصلاحی جدوجہد	۲۰
۱۲	محاسنِ اخلاق	۲۱
۱۳	اتباعِ سنت	۲۲
۱۴	سرچشمۂ علم کا فیض	۲۲

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
۱۵	امتیازی خصوصیات	۲۷
۱۶	ایثار و کرم	۲۸
۱۷	مجلس رشد و ہدایت	۳۲
۱۸	گراں قدر تصانیف	۳۲
۱۹	ہمہ گیر اثر	۳۵
۲۰	دعوت و تبلیغ	۳۶
۲۱	ایک عظیم فضیلت	۳۹
۲۲	تبلیغی نظام	۴۴
۲۳	فلسفہ کا طوفان	۴۸
۲۴	گلشنِ ہدایت کے پھول	۵۸
۲۵	غیر مسلموں پر اثر	۶۰
۲۶	دنیائے معرفت میں حضرت غوث الاعظمؓ کی عظمت	۶۴
۲۷	کراماتِ غوث الثقلینؓ	۶۸
۲۸	ملفوظاتِ حضرت غوثِ اعظمؓ	۷۷
۲۹	خطباتِ غوث الثقلینؓ	۸۶
۳۰	دوسرا خطبہ	۹۹
۳۱	تیسرا خطبہ	۱۰۷
۳۲	چوتھا خطبہ	۱۱۶
۳۳	پانچواں خطبہ	۱۲۳
۳۴	چھٹا خطبہ	۱۳۲
۳۵	ساتواں خطبہ	۱۳۶
۳۶	آٹھواں خطبہ	۱۳۹
۳۷	نواں خطبہ	۱۴۲
۳۸	دسواں خطبہ	۱۴۵
۳۹	گیارھواں خطبہ	۱۵۳
۴۰	حضرت غوث الثقلینؓ کے اوراد و وظائف	۱۵۸
۴۱	سلسلۂ قادریہ کے وظائف	۱۷۳
۴۲	اوراد بعد نماز پنجگانہ	۱۷۳
۴۳	قصیدۂ غوثیہ	۱۷۶
۴۴	شانِ غوث پاکؓ	۱۸۳
۴۵	آستانۂ غوثِ اعظمؓ	۱۸۴
۴۶	شجرۂ غوثیہ	۱۸۵
۴۷	شجرۂ ثانیہ	۱۸۷
۴۸	شجرۂ ثالثہ	۱۸۹
۴۹	ذکر اسمائے مبارک	۱۹۱

نگاہِ اوّلیں

نقیب الاولیاء صاحبزادہ محمد مستحسن فاروقی

سریر آرائے مسندِ ارشاد، شہنشاہِ بغداد، سلطانِ طریقت، غوث الثقلین، محبوب سبحانی، قطبِ ربانی، حضرت سیدنا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ کی ذاتِ والا کو آسمانِ معرفت کے ستاروں میں شمسِ نصف النہار کی حیثیت حاصل ہے۔ حضرتؒ کے فضائل و محاسن بے اندازہ اور بے شمار ہیں۔ اگر حضرتؒ کے حالات کو پوری وسعت کے ساتھ لکھا جائے تو بلاشبہ ایک ضخیم دفتر بن جائے۔ اس کتاب کے مرتّب نے اختصار کے ساتھ حضرتؒ کے حالات لکھے ہیں۔ اندازِ بیان میں فرسودگی نہیں جدت ہے۔ اولیا کرام کے حالات کے سلسلہ میں اب تک میں نے جتنی کتابیں پڑھی ہیں اُن میں زیادہ تر ایسی ہیں جو چند کشف و کرامات تک محدود ہیں۔ اس کتاب میں روشِ عام کی تقلید نہیں کی گئی بلکہ حالاتِ حاضرہ کے تقاضوں کے مطابق اسے مرتّب کیا گیا ہے۔ اس میں سب سے پہلے حضرت غوث الثقلینؓ کے نام و نسب کو بیان کیا گیا ہے۔ پھر حضرتؒ کے فضل و کمال کا ذکر ہے۔ پھر نظامِ تبلیغ پر تبصرہ ہے۔ اس کے بعد اس بات کا ذکر ہے کہ حضرت نے اسلامی سوسائٹی کی کس طرح اصلاح کی۔ پھر کرامات اور ملفوظات ہیں اور آخر میں حضرت کے روح پرور اور وجد آفریں خطبات ہیں۔

کتاب کے مرتّب نے حضرت کے تبلیغی نظام پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

جس وقت حضرت محبوب سبحانی رح مسندِ ہدایت پر جلوہ افروز ہوئے تو عرب و عجم کے حالات یاس انگیز تھے۔ مذہبی انتشار اور دینی گمراہیوں کا ایک شدید طوفان برپا تھا۔ علماء کی بے راہ روی کی وجہ سے دین میں رخنے پڑ رہے تھے اور ملحدانہ خیالات ترقی حاصل کر رہے تھے۔ ایثار و اخلاص کی روح مردہ ہو گئی تھی۔ اہلِ علم کے دامن حرص و ہوس سے آلودہ تھے۔ سرمایۂ ملت منتشر ہو رہا تھا۔ ان حالات میں حضرت نے ہدایت کا نور پھیلایا۔ آپ کی عظیم جد و جہد کے بعد مذہبی استحکام کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ آپ نے فکر و نظر کے پرانے سانچے بدل دیئے اور فکر و عمل کی نئی راہیں کھول دیں۔ حضرت رح نے دینی اصلاح و تربیت کے لئے ۴۹۱ھ سے ۵۶۱ھ تک مسلسل جد و جہد کی اور مسلمانوں کے دینی احساس کو اس طرح بیدار کیا کہ وہ تزکیۂ نفس کی شدید تر ضرورت محسوس کرنے لگے۔ حالات ناخوشگوار تھے، ماحول نہایت ناسازگار تھا، لیکن حضرت رح کی عظیم جد و جہد کامیاب ہوئی۔ امراء و سلاطین نے آپ پر اپنا رعب ڈالنا چاہا، لیکن آپ نے ان کی حرکات کو قطعی طور پر شریعتِ اسلامی کے منافی قرار دیا اور ان کے غیر شرعی اعمال پر سخت تنقید کی۔ حضرت رح نے بڑی دانائی کے ساتھ مسلمانوں کے بکھرے ہوئے شیرازہ کو منظم کیا اور بڑی خوبی کے ساتھ اُن کے اندر دینی غور و فکر کی صلاحیتوں کو اُبھارا۔"

اس کتاب میں حضرت رح کے اُن امتیازات و خصائص کو نمایاں طور پر بیان کیا گیا ہے، جن کی وجہ سے آپ کو محی الدین کا مقدس لقب دیا گیا۔

جدوجہد کے باب میں اس بات کا بھی ذکر ہے کہ حضرتؒ نے غلط کار مسلمانوں کی سیرت کی تربیت اور شخصیت کی تعمیر میں نمایاں حصہ لیا۔ مسلمانوں کی انفرادی زندگی میں بھی عظیم تبدیلی پیدا کی اور جماعتی زندگی میں بھی ایک انقلاب برپا کیا۔ ارباب حکومت کی طرف سے آپ نے ہمیشہ بے نیازی اور شانِ استغنا اختیار کی۔ آپ نے اپنی روحانی جدوجہد سے یہ ثابت کیا کہ سلسلہ معرفت درحقیقت تزکیۂ نفس اور خدمتِ خلق کا ایک وسیع نظام ہے۔ رسل ورسائل کے سقیم ذرائع کے باوجود آپکے دنیائے اسلام میں عظیم تبلیغی مراکز قائم کیے۔

اس عہد کے بدکار سرمایہ داروں نے آپ کی دعوت وتبلیغ کو ناکام بنانے کی بے پناہ کوشش کی، لیکن آسمان کی ہزاروں گردشیں اور زمانہ کے ہزاروں انقلابات بھی آپ کی روحانی تحریک کو روک نہ سکے۔ شروع میں آپکے پیغام کی مخالفت کی گئی لیکن آپ کی صداقت کے اثر نے چند ہی دنوں میں آپ کے قریب اہلِ اخلاص کی قطاریں کھڑی کر دیں۔ ۱۱۴۲ھ میں جب آپ نے وصال فرمایا تو اہلِ عقیدت کی تعداد لاکھوں سے متجاوز تھی۔

حضرتؒ کی حیاتِ طیبہ پر ایک نظر ڈالنے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ تربیتِ قلوب، اور اصلاحِ خلق کے اہم کام کو جس اہتمام، انہماک، خلوص اور شیفتگی سے حضرتؒ نے انجام دیا اس کی مثالیں معرفت کی تاریخ میں کم ملیں گی۔

اس کتاب کے مرتب نے ان ہی حالات کو زیادہ نمایاں کیا ہے۔ اور یہی وہ خصوصیت ہے جو اس کتاب کو ایک امتیازی حیثیت دیتی ہے۔ میری آرزو ہے کہ قادری حلقوں میں اس کتاب کو قبولِ عام کی سند حاصل ہو۔

خادمِ ملت

صاحبزادہ محمد محسن فاروقی سجادہ نشین خانقاہِ کلیمیؒ۔ دہلی

سیرتِ غوثِ اعظم رح

آفتابِ معرفت کا طلوع

ابتدائی حالات

ولادتِ باسعادت

قطبِ ربّانی، محبوبِ سبحانی، سلطان العارفین، غوث الاعظم مولانا و سیّدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی ولادتِ باسعادت ۴۷۱ھ میں یکم رمضان المبارک کو بوقتِ شب قصبہ جیلان میں ہوئی۔ یہ قصبہ بغداد شریف کے قریب ہے۔ ولادت کے حالات حضرت اُم الخیر رح اس طرح بیان فرماتی ہیں:

نصف شب گذر چکی تھی میں نے نمازِ تہجد ادا کی، زمین سے آسمان تک ایک نور نظر آرہا تھا۔ سارا گھر نور کا سمندر معلوم ہوتا تھا۔ کسی نے کہا۔ فاطمہ! یہ وقت ایک آفتِ معرفت کی ولادت کا ہے۔ کچھ دیر کے بعد درد محسوس ہوا اور عبدالقادر پیدا

ہوئے۔ میں یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ بچے نے اپنا سر زمین پر سجدہ کے لیے رکھا اور سُبحانَ رَبّیَ الاعلیٰ کہا۔ اس وقت روحانی برکتوں کی عجیب بارش ہو رہی تھی۔

مقدس بچپن

بچپن بڑے معصومانہ انداز میں گذرا۔ عہدِ رضاعت میں یہ حال رہا کہ سال بھر کے تمام مہینوں میں آپ اچھی طرح دودھ پیتے، لیکن جونہی رمضان شریف کا مہینہ شروع ہوتا تو دن میں آپ بالکل دودھ کی طرف توجہ نہ کرتے۔ رمضان کے پورے مہینہ میں یہی معمول رہتا کہ طلوعِ آفتاب سے لے کر غروبِ آفتاب تک قطعاً دودھ نہیں پیتے تھے۔

اپنے بچپن کے حالات بیان کرتے ہوئے ایک روز حضرت غوث الثقلین رح نے فرمایا۔ میں اوائل عمر میں جب بھی لڑکوں کے ساتھ کھیلنا چاہتا تو غیب سے ایک آواز آتی کہ: "لہو ولعب سے باز رہو" چنانچہ میں رُک جاتا، پھر گرد و پیش پر نگاہ دوڑاتا اور جب کوئی بولنے والا نظر نہ آتا تو مجھے خوف معلوم ہوتا اور میں بھاگتا ہوا گھر آتا اور والدہ کی آغوش میں چھپ جاتا۔

اب وہی آواز میں ہمیشہ اپنی تنہائیوں میں سنتا ہوں۔ جب کبھی مجھے نیند آتی ہے تو وہی آواز میرے کانوں میں آکر مجھے متنبہ کر دیتی ہے "تمہیں اس لئے پیدا نہیں کیا کہ تم سویا کرو"۔ اگر کبھی نیند کا زیادہ غلبہ ہوتا ہے تو یہ ہدایت ملتی ہے "تن آسانی تیرے لیے نہیں، ذوقِ اطاعت تیرا حصہ ہے، جو عبودیت کے فرائض سے بیگانہ ہیں اُن کو آشنا کر، روحانی ترانہ اور سرمدی نغمہ سُنا، تیری جبینِ سجدہ آشنا

نرم بستر کے لئے نہیں، اٹھ! اور ناموس دین کی حفاظت کر۔ جو اب تک غفلت میں مدہوش ہیں ان کو جامِ معرفت سے سرشار کر۔"

نام و نسب

آپ کا اسمِ گرامی عبد القادر، ابو محمد کنیت اور لقب محی الدین ہے۔

سلسلۂ نسب یہ ہے:۔ آپ کے والدِ محترم کا نام موسیٰ اور کنیت ابو صالح، اُن کے والد عبد اللہ جیلی، ان کے والد یحییٰ زاہد، ان کے والد محمد، ان کے والد داؤد، اُن کے والد موسیٰ، اُن کے والد عبد اللہ، ان کے والد موسیٰ، ان کے والد عبد اللہ المحض، ان کے والد حسن مثنیٰ، ان کے والد امیر المومنین امام حسنؓ، اُن کے والد امام المتقین، سید المومنین، ابو تراب، اسد اللہ، مشکل کشا سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین۔

جمالِ اقدس

حضرت شیخ عفیف الدین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

"اللہ رب العزت جل مجدہٗ نے حضرت غوث الثقلینؓ کو معرفت کے تمام کمالات سے آراستہ کیا۔ روحانیت کے تمام محاسن عطا فرمائے، اسی طرح جمالِ صورت کی نعمت بھی فیاضی سے عطا فرمائی۔

قد مبارک میانہ تھا، سرِ اقدس بڑا تھا، سر کے بال نہایت خوشنما تھے اکثر کان کی لو تک رہتے تھے، مقدس پیشانی کشادہ اور نورانی تھی، بھویں نہایت خوبصورت تھیں، آنکھیں پُر کیف تھیں، ناک پتلی اور خوشنما تھی، لب مبارک خوبصورت تھے،

اور گلاب کی پتی کی طرح نرم و نازک تھے، جب آپ کلام فرماتے تو معلوم ہوتا، نور برس رہا ہے، آواز نہایت دلکش تھی اور اس میں ایک دل آویز بلندی تھی۔ اور یہ خوبی بھی تھی کہ ہر بڑے مجمع میں یکساں طور پر سب کو پہنچتی تھی، دانت نہایت چمکدار اور سفید تھے۔ رخسار نہایت سرخ و سپید اور پُر انوار تھے، گردن صراحی دار تھی۔ سینہ کشادہ اور فراخ تھا۔ ہتھیلیاں فراخ اور ملائم تھیں۔ حضرتؒ جس شخص سے مصافحہ کرتے اس کے ہاتھ خوشبو سے مہک جاتے۔ انگلیاں سیدھی اور خوشنما تھیں۔ جسم مبارک چھریرا اور نازک تھا۔ ریشِ مبارک نہایت گنجان تھی۔ چہرۂ اقدس پر معرفت کی نوری شعاعیں دمکتی تھیں۔

جیلان سے روانگی

سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ نے زندگی کے اٹھارہ سال جیلان میں بسر کئے۔ جب انیسواں سال شروع ہوا تو آپ نے اپنی والدۂ محترمہ اُم الخیر امۃ الجبار سیدہ فاطمہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ۔ "اب تک میں آپ کے پاس رہا ہوں لیکن اب اللہ کے دین کی خدمت کرنی چاہتا ہوں۔ اس لئے مجھے بخوشی اجازت دیجئے کہ بغداد جاکر علم دین حاصل کروں"۔

سیدہ فاطمہؒ آپ کو اپنی نگاہوں سے ایک لمحہ کے لئے بھی اوجھل نہیں ہونے دینا چاہتی تھیں لیکن وہ صاحبِ حال تھیں اس لئے درخواست منظور کرلی۔ اور آپ کو بغداد جانے کی اجازت دے دی۔ والدۂ محترمہ نے آپ کو چالیس دینار دئے اور حفاظت کی خاطر بغل کے نیچے ایک کپڑے میں سی دئے، پھر آپ کو پیار کیا اور اکلِ

حلال اور صدقِ مقال کی نصیحت کی۔ آپ نے وعدہ کیا کہ میں ہر حال میں ان نصیحتوں کو سامنے رکھوں گا۔ حضرتؒ ایک قافلہ کے ساتھ بغداد کی طرف روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں ہمدان سے گذرنے کے بعد اس قافلہ کو ساٹھ مسلح لٹیروں سے سابقہ پڑا جنہوں نے قافلہ کا جملہ سامان و اسباب لوٹ لیا۔ لوٹ مار کے دوران میں ایک مسلح سوار حضرتؒ کے پاس بھی آیا اور آپ سے پوچھا "تمہارے پاس کیا ہے؟"

حضرتؒ نے بتلایا کہ "چالیس دینار ہیں"

اس سوار نے اس جواب کو کوئی اہمیت نہیں دی اور سنتا ہوا چلا گیا۔ اس کے بعد لٹیروں کا سردار آپ کی طرف متوجہ ہوا۔ اس سے بھی یہی گفتگو ہوئی چنانچہ وہ کپڑا اُدھیڑا گیا تو وہ چالیس دینار مل گئے۔ سردار نے حیرت کے ساتھ آپ سے دریافت کیا "تمہیں کس چیز نے اس سچائی کی جرأت دلائی؟"

آپ نے فرمایا "میں نے سفر پر روانہ ہونے سے پہلے اپنی والدہ سے سچ بولنے کا عہد کیا تھا اور اسی عہد نے مجھے اس سچائی پر آمادہ کیا ہے"

اکلِ حلال اور صدقِ مقال کا تیر گنہگار دل میں بھی پیوست ہو گیا۔ سردار رونے لگا اور اُس نے شیخؒ کا ہاتھ تھام کر کہا "تم اپنی والدہ سے عہد کی اس قدر پاسداری کرتے ہو، مگر آہ! میرا کیا حال ہوگا، میں تو مدتوں سے حق تعالیٰ کے عہد سے بے پروا ہوں، اس سے بغاوت کر رہا ہوں، اے میرے اللہ! میرا کیا حال ہوگا؟ آہ! میری غفلت شعاری حد سے آگے بڑھی ہوئی ہے۔ دنیا اور اس کے لہو و لعب میں ڈوبا ہوا ہوں، زندگی اچھے کاموں سے محروم ہے، خدا ترسی و حق پرستی کا میرے پاس نام و نشان تک نہیں، سخت نافرمان ہوں، خطاکار ہوں، عصیاں شعار ہوں" یہ الفاظ

کہتے ہوئے اُس نے حضرت شیخ رح کا ہاتھ تھاما اور توبہ کی اور پھر اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا۔

"آج ایک برسوں کا بھاگا ہوا نافرمان و مجرم غلام اپنے آقا و معبود کی چوکھٹ پر پہنچ گیا ہے۔ آج سے بصدقِ دل میں اپنے گناہوں اور ظلم کاریوں سے تائب ہوتا ہوں۔ اس لئے اب تم میرے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ تم جو چاہو کرو۔"

لٹیرے ساتھیوں نے جواب دیا "آپ رہزنی میں ہمارے سردار تھے، جب گناہ کی زندگی اور بغاوت میں ہم نے آپ کا ساتھ دیا تو کیا نیکی، پرہیزگاری، اور اللہ کی فرمانبرداری میں ہم آپ کا ساتھ نہیں دیں گے؟" یہ کہتے کہتے وہ بھی رونے لگے۔ تمام لوٹا ہوا مال قافلہ کو واپس کر دیا گیا۔ اور پھر اس پوری جماعت نے حضرت رح کے ہاتھ پر توبہ کی۔

حضرت غوث الثقلین رح بغداد میں

ہمدان سے روانہ ہو کر حضرت غوث الثقلین رح جب بغداد کی شہر پناہ میں داخل ہوئے تو رات ہو چکی تھی اور بارش ہو رہی تھی۔ آپ سیدھے حضرت حماد بن مسلم رح کی خانقاہ میں پہنچے۔ خانقاہ کا دروازہ بند دیکھ کر آپ نے باہر ہی قیام فرمایا۔ صبح ہوتے ہی آپ خانقاہ میں پہنچے تو شیخ رح نے پُر تپاک معانقہ کیا اور روتے ہوئے فرمایا "فرزند عبدالقادر رح! فقر و معرفت کی دولت آج ہمارے پاس ہے، کل تمہارے ہاتھ آئے گی، ذرا احتیاط سے استعمال کرنا۔"

اس کے بعد فرمایا:۔

اے سرزمینِ عراق! تجھ میں ایسے قدسی وجود کا آنا مبارک ہو۔ اب تجھ پر رحمت کی بدلیاں چھائیں گی اور علم و عرفان کی بارش ہوگی جس سے دنیا بھر کے قلوب سرسبز و شاداب ہوں گے۔ مرحبا اے سعید و صالح فرزند عبدالقادر مرحبا!"

شیخ حمادؒ کو یہ سب کچھ کشف کے ذریعہ معلوم ہوا تھا۔ اسی لئے انہوں نے حضرت غوث الثقلینؒ کا پرجوش خیر مقدم کیا۔ حضرت غوث اعظمؒ نے حضرت حمادؒ ہی سے علوم دینیہ حاصل کئے اور تمام علوم و فنون اور ان کے اصول و فروع میں کمال حاصل کیا۔ علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد آپ نے امام العارفین حضرت قاضی ابو سعیدؒ کے دستِ حق پر بیعت کی اور فیضِ باطنی حاصل کیا۔ قاضی ابو سعیدؒ اس عہد کے آفتابِ طریقت تھے۔ اگر اُن کے محاسن کو پوری وسعت کے ساتھ لکھا جائے تو ایک ضخیم دفتر بن جائے۔ رب السماوات والارض نے اُن کو بے شمار فضائل عطا فرمائے تھے۔ ان کا سینہ نور و معرفت کا خزینہ اور ہدایت و عرفان کا گنجینہ تھا۔ اُن کی ذاتِ گرامی علوم و معارف کا ایک بے پناہ سمندر تھی۔

خرقۂ ارادت

حضرت غوث الثقلینؒ نے خرقۂ ارادت حضرت قاضی ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ سے پہنا۔ اُن کو شیخ ابوالحسن علیؒ بن محمد القرشی سے اور ان کو شیخ ابوالفرح طوسیؒ سے اور ان کو ابوالفضل عبدالواحد تمیمیؒ سے ملا، جن کو شیخ ابوبکر شبلیؒ نے پہنایا تھا اور شیخ شبلیؒ کو حضرت جنید بغدادیؒ سے پہنچا اور ان کو حضرت سری سقطیؒ سے اُن کو شیخ معروف کرخیؒ سے اور اُن کو حضرت داؤد طائیؒ سے اور ان کو حضرت سید

حبیب عجمیؒ سے اور ان کو حضرت حسن بصریؒ سے ملا جن کو امام المتقین، سید المومنین، مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ نے پہنایا تھا اور مولائے کائنات کو حضور سید عالم سرور کائنات رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ خرقہ ارادت عطا فرمایا تھا۔

عبادت و ریاضت

علوم دینیہ کی تکمیل اور علوم باطنیہ کی تحصیل کے بعد حضرت غوث الثقلینؒ نے عبادت، و ریاضت اور مجاہدۂ نفس کی طرف خاص توجہ کی چنانچہ شہر سے نکل کر عراق کے سنسان ویرانوں میں تنہا زندگی گذارنے لگے۔

جس زمانہ میں آپ ریاضت و مجاہدہ کی منازل طے فرما رہے تھے اسی زمانہ میں شیطان کی دسیسہ کاریاں بجھنے والی شمع کی لَو کی طرح بھڑکیں۔ اب تک شیطان آپ سے پے در پے شکستیں کھا چکا تھا اور کسی مرحلہ پر آپ کو کسی بھی فریب میں مبتلا نہ کر سکا تھا۔ یکایک، شیطان ایک کریہہ المنظر شخص کی صورت میں آیا اور کہنے لگا "میں ابلیس ہوں مجھے اور میرے تمام گروہ کو آپ نے عاجز کر دیا ہے، اب میں آپ کی خدمت میں رہنا چاہتا ہوں"

حضرتؒ نے قہر آفریں نگاہ سے اس کی طرف دیکھا اور وہ زمین میں دھنستا ہوا چلا گیا۔

طویل مجاہدہ کے بعد حق سبحانہٗ و تعالےٰ نے آپ پہ نفس کی حالت منکشف فرمائی تو حضرتؒ نے محسوس فرمایا کہ ابھی نفس میں جان باقی ہے اور اس میں کچھ روحانی

امراض موجود ہیں۔ حضرتؒ نے پھر شدید ریاضت اختیار کی، یہاں تک کہ آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے۔

ریاضت و مجاہدہ کی عظیم منزل طے کرنے کے بعد جب حضرتؒ نے بغداد میں قیام فرمایا تو یہاں کی سوسائٹی کا مدوجزر اور فتنہ و فساد گراں بارِ طبیعت ہوا۔ یہاں تک کہ آپ نے بغداد سے تشریف لے جانے کا قصد وارادہ فرمایا۔ چنانچہ قرآن مجید بغل میں ڈال کر محلہ حلب کے دروازہ سے باہر نکلے۔ ایک آواز آئی :-

"تم کو اسی مقام پر رہنا ہے اور اصلاحِ خلق کی خدمت انجام دینی ہے"

اس ہدایت کے بعد حضرتؒ نے بغداد میں قیام کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اسی زمانہ کا ذکر ہے ایک دن آپ دوپہر کو مسجد میں سو رہے تھے کہ خواب میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضورؐ نے فرمایا :-

"میرے بیٹے! تم لوگوں کو وعظ و نصیحت کیوں نہیں کرتے؟"

حضرت شیخؒ نے عرض کیا "میں عجمی ہوں، فصحائے بغداد کے سامنے کیسے زبان کھولوں؟"

سرکار رحمتِ عالمؐ نے فرمایا "اپنا منہ کھولو"

شیخؒ نے اپنا منہ کھولا تو حضور اکرمؐ نے اپنے منہ میں کھجور ڈال کر شیخؒ کے منہ میں ڈالی۔ پھر ارشادِ گرامی ہوا "اٹھو، قوم کو نصیحت کرو"

شیخؒ فوراً بیدار ہو گئے۔ دل میں تبلیغ کا جذبہ شدت سے موجزن تھا۔ ربیع الاول ۵۲۱ھ کو حضرتؒ نے پہلی تقریر کی، جو درد و اثر میں ڈوبی ہوئی تھی۔ چند روز میں آپ کے اندازِ بیان کی شہرت ہو گئی۔ دور دور سے لوگ آ کر مجلس میں

شامل ہوتے تھے۔ خلق کا اس قدر اژدحام ہونے لگا کہ باب الشامیہ کی مسجد ناکافی ہوئی اور شہر کے باہر عیدگاہ میں اجتماع ہونے لگا۔ یہ ایک وسیع ترین جگہ تھی اکثر آپ کے وعظ میں اسّی اسّی ہزار آدمی شریک ہوتے تھے اور عیدگاہ اپنی تمام وسعتوں کے باوجود تنگ نظر آتی تھی۔

ان اجتماعات میں غیر مسلم بھی شریک ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کی مجلس میں ایک عیسائی عالم آیا جس کا نام سنان تھا۔ اُس نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر مجمع عام میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور اسلام قبول کیا۔

اُس نے کہا "میں یمن کا رہنے والا ہوں، میرے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ میں اسلام قبول کروں۔ میں اسی فکر میں تھا کہ ایک رات کو میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔ آپؑ نے فرمایا "سنان تم بغداد جاؤ اور حضرت شیخ عبدالقادر کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو۔ اُن کی ذات اس وقت آسمانِ ز... کے ستاروں میں شمسِ نصف النہار کی حیثیت رکھتی ہے۔ پیغمبرِ اسلام نے تربیت قلوب اور اصلاحِ خلق کا فرض اُن کے سپرد کیا ہے۔ اُن کی مجلس میں صلحاء ار... ارواحِ طیبات شریک ہوتی ہیں۔ وہ بھٹکے ہوئے انسانوں کو راہِ راست پر لائیں گے اور سونے والوں کو جگائیں گے۔"

حضرت شیخ عفیف الدین بن المبارکؒ بیان کرتے ہیں:-

"حضرت غوث الثقلینؓ ظاہری علوم و معارف کے آفتاب تھے اور باطنی علوم کے ماہر اور امامِ طریقت تھے۔ حضرت کے خطبات میں بیش قیمت جواہرات اور اسرار و نکات ہوتے تھے۔ جن سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے مختلف مقامات

بکثرت علماء و فضلاء حاضر ہوتے تھے۔ عباد و صالحین کی جماعت صبح و شام حاضر رہتی۔ اکثر طالبین یہ کہتے :-

یک زمانہ صحبتے با اولیاء　　بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

مجھے عرب و عجم میں حضرتؒ کی مجلس سے بڑھ کر کوئی عرفان کی مجلس نہیں ملی۔ اور نہ شیخ اعظم جیسا آفتاب ہدایت ملا۔ حضرت شیخؒ بلا شبہ مادر زاد ولی تھے حضرتؒ نے معرفت کی ابتدائی منازل سے گذر کر حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بلاواسطہ اکتسابِ فیوض کیا۔ تربیت کا طریقہ سب سے الگ تھا۔ اکثر اوقات صرف توجہ سے مراتبِ سلوک طے کرا دیتے۔ جب توجہ فرماتے سالکین کا سینہ انوارِ معرفت کا خزانہ بن جاتا۔ جب کوئی سالک زیادہ عرصہ تک حاضرِ خدمت رہتا تو اخلاقِ نبوی کا مجسمہ بن جاتا۔ اس کا ہر عضو نورِ معرفت سے تاباں و درخشاں ہو جاتا۔ ہم نے بہت سے شیوخؒ سے شرفِ نیاز حاصل کیا لیکن اُن کی تعلیم کے آبِ زلال سے ہماری تشنگی دور نہ ہو سکی لیکن جب حضرت غوث الثقلینؒ کے چشمۂ معرفت سے پانی پیا تو اس قدر سیرابی ہوئی کہ بیان نہیں کر سکتے۔"

حضرت سلمان بن عاصم بغدادیؒ لکھتے ہیں :-

"حضرت غوث الثقلینؒ نے حدیث و تفسیر اور جملہ علوم دینیہ کی تعلیم اجلہ علماء سے حاصل کی۔ پھر میدانِ طریقت میں قدم رکھا۔ مراتبِ قرب حاصل کئے طویل عرصہ تک آبادی سے باہر رہے۔ پھر رُشد و ہدایت کے فرض نے آپ کو ممبر پہ لا کر بٹھا دیا۔ شہ ۵۱۱ھ سے آپ کی تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔

اصلاحی جدّ وجہد

خلفاءِ عباسیہ کا دور دورہ تھا، اُمرار بدکاریوں میں مشغول تھے۔ شراب
کی محفلیں آراستہ تھیں۔ خوبصورت کنیزیں مجمعِ عام میں آتی تھیں۔ قمار بازی ا
دلچسپ مشغلہ تھا۔ آسودہ حال لوگ غریبوں کو ذلیل و حقیر سمجھتے تھے۔ لذّتِ نف
کی حکومت دل و دماغ پر مذہب سے بڑھ کر حکمراں تھی۔ خلیفہ کی رضامندی
مقابلہ میں حرّیت رائے کا وجود گم تھا۔ عباسی دربار دنیا ساز علماء سے معمور تھ
حضرت رح نے ان حالات کی اصلاح بڑے استقلال سے کی۔

ابو نعیم بغدادی رح فرماتے ہیں :-

"حضرت غوث الثقلین رض مرتبۂ ولایت میں قطب العالم تھے۔ تزکیۂ نف
اور اصلاحِ خلق کی خدمت آپ کے سپرد کی گئی تھی۔ آپ کو روحانیت کی قوت
یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ آپ کی مجلس مرکزِ انوارِ ربّانی اور الطافِ یزدانی ہوتی تھی
میں اولیاء اللہ، صلحاء، جنات اور ملائکہ بھی شریک ہوتے تھے۔ کبھی کبھی روحِ پُر
حضور سید الانبیاء رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نزولِ اجلال بھی تائید کی غرض
ہوتا تھا۔ آپ طبعاً خلوت پسند تھے لیکن چونکہ قطبیتِ کبریٰ کا تاج آپ کے س
رکھا گیا تھا اس لئے آپ کو رشد و ہدایت کے میدان میں آنا پڑا۔ آپ کی اثر آ
تقاریر اور آپ کے رُوح پرور خطبات سے ہزاروں گمراہ راہِ راست پر آگئے
شرابِ دنیا کے متوالوں نے ہوش کی نعمت حاصل کی۔ سوئے ہوئے جاگ اُ
بگڑے ہوئے قلوب سنور گئے۔ دل کے بیماروں کو شفا حاصل ہو گئی۔ معصیت

صحرا میں ٹھوکریں کھانے والے طاعتِ حق کے گلشن میں آگئے۔ نفس پرست، حق پرست بن گئے۔ حرص و ہوا کے زندان کے اسیر آزاد ہو گئے۔ ظلمتوں کے جنگل میں بھٹکنے والے نور و ضیا کی محفل میں آ گئے۔ آپ کی ہر تقریر ربانی فتوحات اور یزدانی الہامات کا ایک سمندر ہوتی تھی۔ جس وقت آپ اپنی روحانی توجہ کے ساتھ کوئی نصیحت کرتے تو سننے والوں کے دل بے قرار ہو جاتے۔ اور ان کے دلوں کی دھڑکنیں تیز ہو جاتیں۔ آپ کی محفلِ وعظ میں اُمرار و فقرار، اہلِ سیف اور اہلِ قلم، ہر طبقہ کے لوگ بکثرت شریک ہوتے تھے۔ اُمرار کے لئے کوئی خاص اہتمام نہ تھا، جو شخص جہاں جگہ پاتا وہیں بیٹھ جاتا۔ حدِ نظر تک انسانوں کا ایک سمندر نظر آتا تھا۔ جب حضرتؒ کسی خاص کیفیت کے ساتھ کوئی بات کہتے تو کسی پر وجد طاری ہو جاتا، کوئی آہ و زاری میں مشغول ہو جاتا اور کسی کی آنکھیں آنسوؤں کے بوجھ سے جھک جاتیں۔ کسی کا دل اس قدر متاثر ہوتا کہ وہ آغوشِ رحمت میں پہنچ جاتا۔

محاسنِ اخلاق

حضرت غوث الثقلینؒ کا چمنِ اخلاق گلہائے رنگارنگ سے آراستہ تھا۔ تقویٰ، زہد، جفاکشی، ایثار اس باغ کے دل آویز پھول تھے۔ مزاج قدرتؓ نہایت ہی لطافت پسند تھا۔ سادہ اور صاف لباس پہنتے۔ ہر جمعہ کو عطریات استعمال فرماتے۔ سادگی، تواضع اور خاکساری کا یہ حال تھا کہ فرشِ خاک اُن کے لئے سب سے زیادہ راحت بخش بستر تھا۔ کبھی کبھی باب الشیخ میں ایک درخت کے نیچے فرشِ خاک پر سو جاتے۔

حضرت میں حیا بدرجۂ کمال موجود تھی۔ ایک مرتبہ کچھ اشخاص کو دیکھا کہ دجلہ

کے کنارے ننگے نہار ہے ہیں آپ کو بیحد افسوس ہوا۔ فرمایا:۔

"مجھے بار بار مر کر زندہ ہونا پسند ہے مگر یہ فعل پسند نہیں ہے"۔

اتّباعِ سنّت

سنّت سے لے کر مستحبات تک کی خود پابندی کرتے اور اپنے اہل وعیال سے بھی پابندی کراتے۔ قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا مسنون ہے۔ حضرت غوث اعظم اپنی لڑکیوں تک کو حکم دیتے کہ وہ اپنے ہاتھ سے ذبح کریں۔ آپ کی پوری زندگی حیاتِ نبویؐ کا آئینہ تھی۔

عامر بن وہبؒ بیان کرتے ہیں:۔

"سنّتِ نبوی کی پیروی نے حضرت غوث الثقلینؒ کے اخلاق وطرزِ معاشرت میں حضور سرورِ عالمؐ کے مکارم ومحامد کی ایک شاندار جھلک پیدا کر دی تھی"۔

سرچشمۂ علم کا فیض

حضرت غوث الثقلینؒ اُن سالکینِ محترم میں ہیں جو اپنے علم وفضل کے لحاظ سے دنیائے اسلام میں ایک خاص اہمیت رکھتے تھے۔ طالبانِ علم شب وروز اس سرچشمۂ علم سے مستفیض ہوتے۔ بڑے بڑے اربابِ فضل وکمال آپ کی خدمت میں حاضر رہتے۔ قرآنِ کریم جو اصلِ اصولِ اسلام ہے، آپ اس کے سب سے بڑے عالم اور مفسّر تھے۔ فقہ پر آپ کو غیر معمولی عبور حاصل تھا۔ آپ کی ایک شاندار درس گاہ تھی۔ اس درس گاہ سے بڑے بڑے اہلِ کمال سندِ فضیلت لے کر نکلے۔ بعض اہلِ علم آپ کی

فقیہہ العراق کہتے تھے۔

آپ کے صاحبزادہ حضرت عبدالجبارؒ کے پاس آپ کے فتاویٰ کا نہایت قیمتی ذخیرہ تھا۔ جو ان کو تمام تر زبانی یاد تھا۔ ان سے حضرت شیخ عفیف الدین بن المبارک نے حاصل کیا۔ جنھوں نے اپنے علم و اجتہاد سے اس کو اس قدر وسعت دی کہ اُس سے کئی ضخیم کتابیں مرتب کر لی گئیں۔

ایک مرتبہ چند لوگوں نے آپ کے سامنے یہ بحث کی کہ "جہری نمازوں میں مقتدی کو سورۂ فاتحہ پڑھنی چاہیئے یا نہیں؟"

آپ نے کہا "خاموش رہو، کیونکہ نماز میں توجہ قائم نہیں رہتی۔ امام کا پڑھنا تمہارے لئے کافی ہے"

پھر یہ آیت پڑھی:-

اذا قرئ القران فاستمعوا له وانصتوا۔

جب قرآن پڑھا جائے تو اسے سنو اور خاموش رہو۔

حضرت غوث الثقلینؒ کے تبحرِ علمی کے اکثر علماء معترف تھے۔ اگر کوئی غلط مسئلہ بیان کرتا اُسے فوراً ٹوک دیتے۔

ایک دفعہ ایک عالم سے ایک شخص نے پوچھا کہ "اگر کسی کے حلق سے بیوی کا دودھ نیچے اُتر جائے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟" انہوں نے جواب دیا کہ "وہ اس پر حرام ہو جائے گی"

حضرت غوث الثقلینؒ نے پُرزور انداز میں فرمایا "آپ یہ کیا فتویٰ دیتے ہیں، رضاعت صرف دو سال تک ہے"

حضرت عبیداللہ بن ہاشم بیان کرتے ہیں :۔

"رات کے وقت جبکہ تمام دنیا محوِ راحت ہوتی تھی، حضرت غوث الثقلین رح
خشوع وخضوع کے ساتھ قرآن کی تلاوت فرماتے تھے۔ اکثر تہجد کے لئے بیدار ہوتے
طلوعِ آفتاب تک تسبیح وتہلیل میں مصروف رہتے۔"

حضرت عامر بن وہب رح بیان کرتے ہیں :۔

"فضل وکمال کے لحاظ سے حضرت غوث الثقلین رض ایک آفتابِ علم تھے۔ علو
ومعارف کا سمندر تھے۔ اُن کی ذاتِ گرامی ایک ایسی زندہ کتاب تھی جس میں تما
علوم جمع تھے۔ قرآن، تفسیر، حدیث، فقہ، ادب، کوئی علم ایسا نہ تھا جس میں ان کو ید طو
حاصل نہ ہو۔ بالخصوص قرآن پاک کی تفسیر کے سلسلہ میں ان کو جو مہارت حاصل تھی
وہ اپنی مثال آپ تھی۔ ایک روز بابُ الشیخ میں حضرت نے خطبہ دیا۔ اور اس میں سورۂ نو
کی تفسیر بیان کی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، وہ تفسیر کیا تھی
معارف کا ایک سمندر تھی۔ حضرت کا حلقۂ درس بہت وسیع تھا۔ ہزاروں طالبانِ
ہدایت آپ سے فیض حاصل کرتے تھے۔"

حضرت عبداللہ بن شہاب رح بیان کرتے ہیں :۔

"حضرت غوث الثقلین رض پرہیزگاری، حق پسندی، بے نیازی، سخاوت اور ایثار
کا سمندر تھے۔ راہِ حق میں خرچ کرنے میں ہمیشہ پیش پیش رہتے۔ اعلانِ حق کے سلسلہ
میں حضرت رح خطرات کی مطلق پرواہ نہ کرتے تھے۔ مصائب کا خوف کبھی ان کے عزم و
ارادہ میں حائل نہ ہوتا تھا۔ حضرت کی امانت و دیانت کا عام شہرہ تھا یہاں تک کہ لوگ
عموماً اپنی وفات کے وقت ان کو اپنی اولاد اور اپنے مال ومتاع کا محافظ بنانے کی تمنا

ظاہر کرتے تھے۔ خشیتِ الٰہی اور حضور رحمتِ عالمؐ کی محبت سے حضرتؒ کا پیمانۂ قلب لبریز تھا۔ سرکارؒ اقلیمِ سخاوت کے بادشاہ تھے۔ فقراء و مساکین کے لئے آپ کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا تھا۔ حضرتؒ بہت سے محتاج اور تنگدست خاندانوں کی مستقل طور پر کفالت کرتے تھے۔ بے سہارا لڑکیوں اور بیوہ عورتوں کی شادی اپنے خرچ سے کرا دیتے تھے۔ مہمان نوازی حضرتؒ کا خاص شیوہ تھا۔ صدق و عفاف، ترحم، فیاضی حضرتؒ کے درخشاں اوصاف تھے۔ مساواتِ اسلامی کا ہر وقت خیال رکھتے تھے۔ اُن کی مجلس میں ایک غریب مسلمان کو بھی وہی عزت حاصل تھی جو ایک بڑے سے بڑے امیر الامراء کو حاصل ہو سکتی ہے۔ حضرتؒ کا خلق و ترحم تمام خلق اللہ کے لئے عام تھا۔ عراق میں آپ کے خلقِ عظیم نے آتش پرستوں اور عیسائیوں کو بھی مرہونِ منت بنا رکھا تھا۔"

حضرت شیخ عفیف الدین بغدادیؒ لکھتے ہیں:۔

"حضرتؒ کے محاسنِ اخلاق کو اگر پوری وسعت کے ساتھ لکھا جائے تو بلاشبہ ایک ضخیم دفتر بن جائے۔ حضرتؒ نے دینِ اسلام کی عظیم خدمت انجام دی۔ غوثِ اعظمؒ کا مبارک لقب ہی آپ کے احترام و احتشام کا مظہر ہے۔ یہ ایسی خصوصیت ہے جس نے ان کی شانِ بلند کو نہایت ارفع و اعلیٰ ثابت کر دیا ہے۔ آپ کو استقامتِ محکم حاصل تھی۔ کسی بادشاہ کی فرعونیت کا رعب آپ کے دل پر سایہ فگن نہ ہوتا تھا۔ آپ کا مبارک دل نورِ معرفت کا خزینہ اور ہدایت و عرفان کا گنجینہ تھا۔ آپ کے بیان میں بے پناہ اثر تھا۔ آپ فاسقوں کو دریائے ظلمت سے نکال کر ہدایت کا نور اُن کے سینوں میں بھر دیتے تھے۔ دجلہ کے ساحل سے لے کر گنگا کے کنارے تک آپ کا فیض پہنچا۔ آپ نے تیس سال تک قلبِ عالم کو منور کیا اور فاسقوں کو تختِ سیادت پر بٹھایا۔ آپ بلاشبہ سریر آرائے

معرفت تھے۔ مسندِ ہدایت پر آپ کے جلوہ افروز ہونے سے پہلے عراق کے گوشہ گوشہ میں بدکاری و زناکاری کا شدید طوفان برپا تھا۔ لوگ اپنے افعالِ قبیحہ پر بالکل نادم نہیں ہوتے تھے۔ شراب نوشی کا زور تھا۔ شہری عورتیں بے حجاب ہو کر مجمعِ عام میں جایا کرتی تھیں۔ اور اپنے جسم کے مخفی سے مخفی حصّہ کو نمایاں کرتی تھیں۔ شرفار کے مکانات اچھے خاصے قمار خانے تھے۔ حضرتؒ نے حالات کی زبردست اصلاح کی۔ آپ نہایت رحمدل تھے۔ اپنے خادموں کی تکلیف کو اپنی تکلیف اور ان کی راحت کو اپنی راحت سمجھتے تھے۔ آپ فطرتِ سلیمہ اور طینتِ طیبہ کے مالک تھے۔ اعانتِ بیچارگاں کا ہر وقت خیال رکھتے تھے۔ آپؒ کی محفل میں عربی و عجمی سب مساوی حیثیت میں بیٹھتے تھے۔ آپ کی دعوت جملہ اقوام کے لئے تھی۔ آپ کی مبارک روحانی تعلیم سے بے شمار دل متاثر ہوئے۔ آپ نے ایک ہی ولولہ دماغوں میں اور ایک ہی احساس دلوں میں پیدا کر دیا تھا اور وہ حق تعالےٰ کی رضا طلبی تھی۔ آپ نے امراضِ قلوب کی تشخیص کی، امراض کی علامات ظاہر کیں اور علاج کے صحیح طریقے بتلائے۔ آپ نے توہمات کی زنجیروں، اندھی تقلید کی بیڑیوں اور نفس پرستی کی ہتھکڑیوں سے انسانوں کو آزاد کیا۔ آپ نے جملہ اقسام پرہیزگاری اور جملہ انواعِ خدا ترسی میں لوگوں کو تعاون کرنے کی دعوت دی۔ اور جملہ اصنافِ معصیت اور جملہ اشکالِ تمرد سے محفوظ رہنے کی ہدایت کی۔ آپ نے تقویٰ، خشیتِ من اللہ، مراتبِ احسان اور روحِ اخلاص و صدق کی طرف بُلایا۔ آپ نے رہزنوں کو مسندِ معرفت اور غلاموں کو سلطانی دی۔ آپ نے لوگوں کو نواحش اور حیوانی تعیش سے الگ کر کے حق شناسی کی طرف مائل کر دیا۔ جو طالبینِ ہدایت خدمتِ عالی میں حاضر ہوتے حضرت ان کی طرف خاص توجہ کرتے۔ پہلے ان کی زبان ہی ذکر میں مشغول ہوتی، پھر دل بھی

ذکر میں مشغول ہو جاتے۔ پھر دل اور زبان دونوں ذاکر ہو جاتے۔ آپ پہلی ہی محفل میں ثنائے ربانی، توحیدِ الٰہی، امر و نہی، انعام و اکرام اور احسان و اخلاص کے مراتب سمجھا دیتے۔ آپ وہ علم سکھاتے جو ظلمت کو دور کر دیتا۔ اور سالک کو نور میں لے آتا۔ اور وہ علم سکھاتے جو آنکھوں کو روشن اور دل کو بینا بنا دیتا۔ آپ حاضرینِ محفل کو اللہ تعالیٰ کی ربوبیت والوہیت پر رضامندی کا مطلب، رحمتِ عالم ﷺ کی رسالت اور حضور ﷺ کی اطاعت پر رضامندی کا مفہوم اور دینِ حق پر رضامندی کی حقیقت سمجھاتے۔ احکامِ الٰہی کے سامنے تسلیم و رضا کی تشریح بیان کرتے۔ آپ فرماتے، خوف ہو تو صرف اُس (اللہ) کا ہو، اور اُمید ہو تو صرف اس (اللہ) سے ہو۔ توکل، اعتماد اور استعانت میں توحید ہونی چاہیئے۔ اللہ کے ہر حکم کا خیر مقدم کرو۔ خوشنودی کے ساتھ اطاعت کرو۔ رسالتِ محمدیہ پر خوشنودی کے یہ معنی ہیں کہ احکامِ نبوی کے مقابلہ میں کسی اقتدار کی بھی اطاعت نہ کی جائے۔ اور حضور ﷺ کی محبت اپنی جان سے بھی بڑھ کر ہو۔ اسلام پر خوشنودی کے یہ معنی ہیں کہ اس کا ہر حکم اخلاص سے قبول کرو۔"

امتیازی خصوصیات

حضرت حارث بن عثمان بغدادی رح لکھتے ہیں کہ:۔

"حضرت غوث الثقلین رح زہد و تقویٰ اور کمالاتِ معرفت میں یگانۂ روزگار اور عبادت و ریاضت میں بے مثل تھے غربا و مساکین کو دوست اور مسافروں کو عزیز رکھتے تھے۔ اکثر یہ فرماتے " وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ " آپ بہت کم کھانا کھاتے تھے۔ اور نفس پرست لوگوں سے کہتے تھے " اپنے پیٹ کو حیوانوں کا مقبرہ نہ بناؤ" آپ

جمعہ کی شب میں چار سو رکعت نماز نفل ادا کرتے۔ اور تلاوتِ قرآن اور ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے۔ نمازِ فجر کے بعد طلوعِ آفتاب تک حضور رحمتِ عالم پر درود پڑھتے۔

ایثار و کرم

حضرتؒ اتنے فیاض اور رحمدل تھے کہ شاگردوں کے پاس سے جب کچھ تحائف آتے تو غربا و مساکین کو تقسیم کر دیتے۔ رُباطوں میں جاکر مسافرین کو کھانا کھلاتے۔ آپ بڑے خلیق، حلیم، کریم اور سراپا ایثار تھے۔ شرم و حیا آپ کے اندر بدرجۂ اتم موجود تھی۔

ایثار و کرم کا یہ حال تھا کہ آپ نے کبھی کسی کے سوال کو رَد نہیں کیا۔ اور کوئی سائل کبھی آپ کے در سے محروم نہیں گیا۔ دوسروں کی ضروریات کو اپنی ضرورتوں پر ترجیح دیتے تھے۔ اوّل شب میں کسی قدر سو رہتے، باقی تمام شب عبادتِ الٰہی میں بسر کرتے۔ اگر کسی خادم سے کوئی غلطی ہو جاتی تو اسے فوراً ہی معاف کر دیتے۔ آپ کے ایک خادم بیان کرتے ہیں:۔

"آدھی رات گزرنے کے بعد آپ ایک جگہ سر جھکا کر بیٹھ جاتے۔ اور پچھلی رات تک سکونِ دل کے ساتھ بیٹھے رہتے۔ پھر تہجد سے فارغ ہو کر صبحِ صادق تک اسی طرح بیٹھے رہتے۔ کبھی کبھی دعا میں یہ فرماتے:۔

"ربّ العزت! میری آخر عمر کو بہترین عمر فرما اور میرا انجام بہترین عمل پر کر۔"

کبھی کبھی آپ شدید گرمی میں مسلسل روزے رکھتے تھے۔ کبھی آپ شاگردوں سے یہ فرماتے:۔

"میں نے کبھی لذّتِ نفس کو سجدہ نہیں کیا، میں نے کبھی مشتبہ کھانا نہیں کھایا

یاد رکھو جو جسم حرام غذا سے پرورش پاتا ہے وہ کبھی جنت میں نہیں جائے گا"۔

نامناسب باتوں سے آپ نے اپنے کان بند کر لئے تھے۔ بے ضرورت اور بے موقعہ آپ کبھی کلام نہیں فرماتے تھے۔ رقتِ قلب کا یہ حال تھا کہ تلاوتِ قرآن مجید کے وقت اور حضور سرورِ عالمؐ کے مقدس حالات بیان کرتے وقت، دو نہریں آپ کی آنکھوں سے جاری ہو جاتیں۔ کبھی کبھی اپنے یہ نعتیہ اشعار بھی پڑھتے:۔

اے قصرِ رسالت از تو معمور　　منشورِ لطافت از تو مشہور

روشن زِ وجودِ تست کونین　　اے ظاہر و باطنت ہمہ نور

کبھی کبھی طلوعِ سحر سے پہلے یہ اشعار پڑھتے:۔

با اُحد در لحدِ تنگ بگوئیم کہ دوست　　آشنائیم توئی غیرِ تو بیگانۂ ما

بشارت داد آں سلطاں، مترسید اے تہی دستاں

کہ گنجِ رحمتِ رحماں، نثارِ ہر گنہگار است

راضیم از ہر چہ پیش آید بدردِ عشقِ تو،

گر ہمہ برجانِ من درد و بلا آید خوش است

حضرتؒ نے احیاءِ دینِ متین میں جان توڑ کر کوشش کی اور پرہیزگاری کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو گردابِ بلا سے بچایا۔ اسی لئے محی الدین آپ کا لقب مشہور ہوا۔ آپ عاداتِ حمیدہ اور اخلاقِ پسندیدہ میں یکتا تھے۔ مال و دولت کی آپ کو مطلق پروا نہ تھی۔ سادہ زندگی بسر کرنا آپ کو مرغوبِ خاطر تھا۔ مہمان نوازی میں آپ شہرۂ آفاق تھے۔ غریبوں کے ساتھ سلوک و احسان کرنا اور ان کے دُکھ درد میں شریک ہونا اپنا ایک اہم فرض سمجھتے تھے۔ فروتنی اور انکسار پسندی آپ کے اندر بدرجۂ اتم موجود تھی۔ اکثر

نمازِ فجر کے بعد بکریوں کا دودھ نکال کر غرباء و مساکین کو پلاتے۔ اپنے ذاتی کاموں کے لیے کسی کو تکلیف نہ دیتے۔

حضرت یعقوب بن ہاشم جیلانیؒ لکھتے ہیں:۔

"حضرت غوثیت مآبؒ ہر ایک قول و فعل میں پوری مطابقت حضرت سرورِ عالمؐ کی کرتے تھے اور فرماتے تھے "میں نے اتباعِ رسولؐ کا عہد کیا ہے ایسا نہ ہو مجھ سے کوئی کام خلافِ سُنّت سرزد ہو اور مجھے دربارِ رسولؐ میں نادم ہونا پڑے"۔

حضرت احمد ابنِ شہابؒ بیان کرتے ہیں:۔

"میں نے اہلِ سلوک میں حضرت سیدنا عبدالقادرؓ سے زیادہ زہد والا اور پرہیزگار کسی کو نہیں دیکھا۔ اگر کبھی غصّہ آتا تو تحمل سے کام لیتے۔ جب بات کرتے سچ بولتے، جب فیصلہ کرتے عدل کو سامنے رکھتے۔ ان کا علم وسیع تھا وہ اعلیٰ مرتبہ کے عارف باللہ تھے۔ دینِ حق کی تائید میں سخت تھے، لذتِ نفس کا ان کو مطلق خیال نہ تھا۔ ہم لوگ باوجود کمالِ تقرب کے کبھی بیباکانہ کلام نہیں کر سکتے تھے۔ کسی جلال و جبروت والے کو آپ سے رعایت کی اُمید نہ ہوتی تھی اور کسی غریب کو جو حق پر ہوتا آپ سے مایوسی نہ ہوتی تھی۔ حضرت غوث الثقلینؒ کی زندگی خدمتِ خلق کے لیے وقف تھی۔ وہ دن رات اخلاص و محبت پیدا کرنے کے لئے بے چین رہتے تھے۔ خدمتِ خلق کو انھوں نے اپنی زندگی کا ایک اہم ترین فریضہ بنالیا تھا۔ حضرتؒ کی پوری زندگی اسی جدوجہد میں گزری۔ حضرتؒ اپنے ساتھیوں سے فرمایا کرتے تھے "اگر برائی کا بدلہ بُرائی سے دیا گیا تو یہ دنیا وحشی درندوں کا ایک مسکن بن جائے گی"۔

حضرت عاصم بن حارثؒ کہتے ہیں:۔

"آپ کے دروازہ پر نہ حاجب تھے نہ چوکیدار، آپ بغداد کی گلیوں میں بیکسوں کی دستگیری فرماتے تھے۔ حضرتؒ کی ذاتِ گرامی میں، مختلف حیثیتوں کا دلکش اجتماع تھا۔ دینی دعوت، تزکیۂ نفس، اور اشاعتِ حق یہ سب کام آپ بیک وقت انجام دیتے تھے۔ بدکار لوگوں کو دیکھ کر آپ فرماتے" اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَخَافُکَ وَ اَخَافُ مَنْ لَّا یَخَافُکَ "حضرتؒ نے اپنی دعوت میں عشقِ الٰہی پر زور دیا اور خود محبتِ الٰہی میں سرشاری کی زندگی بسر کی۔ حضرت محبتِ الٰہی کے سمندر میں غرق تھے اور دوسروں کو بھی محبتِ الٰہی کی دعوت دیتے تھے"

حضرت ہاشم بن یعقوب بغدادیؒ لکھتے ہیں:۔

"جب یہ آفتابِ معرفت طلوع ہوا، کتاب و سنّت کا عملی احترام بس برائے نام تھا۔ تقوے کا قلعہ ٹوٹ چکا تھا۔ اتباعِ سنت ایک بھولا ہوا سبق تھا۔ لذّتِ نفس کے چمن میں بہار آرہی تھی۔ مکر و فریب ایک ہُنر بن گیا تھا۔ نفس پرستی کا کاروبار تیزی سے جاری تھا۔ کتنی ہی زناکاریاں حلال کر دی گئی تھیں۔ شراب نوشی کے لئے مناسب مواقع تجویز کئے گئے تھے۔ قمار بازی ایک "روحانی تسکین" کا مشغلہ تھا۔ مذہبی رُوح بالکل مُردہ ہو کر رہ گئی تھی۔ حضرتؒ نے اس طوفانِ معصیت کو سختی سے روکا۔ اور مذہبی روح کو بیدار کرنے کی بے پناہ کوشش کی اور اصلاحِ باطن پر خاص زور دیا"

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:۔

"مجلس حضرت غوث الثقلینؓ ہرگز از جماعتِ یہود و نصاریٰ و امثال ایشاں کہ بر دستِ اُو بیعتِ اسلام آوردندے و از طوائف عصاۃ از قطاع طریق و اربابِ بدعت و فساد در مذہب و اعتقاد کہ تائب می شدند خالی نبودے" (اخبار الاخیار ص۱۳)

ترجمہ:۔ حضرت غوثِ اعظم رضؓ کی مجلس کبھی یہود و نصاریٰ سے جو مشرف بہ اسلام ہوتے تھے اور قزاق، بدعتی اور فسادیوں سے جو دستِ حق پرست پر توبہ کرتے تھے، خالی نہ ہوتی تھی۔

مجلسِ رُشد و ہدایت

بعض اوقات حاضرین کی تعداد ستر ہزار تک پہنچ جاتی تھی۔ چار سو کاتب قلم دوات لئے بیٹھے رہتے تھے۔ اور جو لفظ حضرتؒ کی زبانِ مبارک سے نکلتا اُسے فوراً لکھ لیتے۔ شیخ عبدالحق محدثؒ دہلوی لکھتے ہیں:۔

"درمجلسِ وعظ حضرت غوث الثقلینؒ چار صد نفر دوات و قلم گرفتہ می نشستند واں چہ از وے می شنیدند املامی کردند"

ترجمہ:۔ حضرتؒ کی مجلسِ وعظ میں چار سو آدمی قلم دوات لئے بیٹھے رہتے تھے۔ اور جو ان سے سنتے تھے وہ لکھ لیتے تھے۔ (اخبار الاخیار صہ ۱۲)

گراں قدر تصانیف

حضرت غوث الثقلین رضؓ کے مواعظ حسنہ کے دو عظیم مجموعے "فتوح الغیب" اور "فتح ربانی" ۵۴۵ھ میں تیار ہو گئے تھے۔ یہ مجموعے آج بھی دنیائے اسلام میں دستیاب ہوتے ہیں۔ "فتوح الغیب" میں حضرت کے اٹھتر ۷۸ وعظ ہیں۔ "فتح ربانی" میں تریسٹھ ۶۳ خطبات ہیں۔ ان خطبات کا ایک ایک حرف دل سے نکلا ہے اور اسی بنا پر وہ دل کی گہرائیوں میں اپنی جگہ تلاش کرتا ہے۔

حضرت کی دو اور مشہور تصانیف یہ ہیں:۔

"غنیۃ الطالبین"   "الفیوضات الربانیہ"

ان دونوں کتابوں کے مطالعہ سے سالک کے دل کو تسکین حاصل ہوتی ہے۔ ان کتابوں کو پڑھ کر بہت سے سالکین نے تصفیۂ قلب اور تزکیۂ نفس کی نعمت حاصل کی ہے۔

حضرت کا سطحِ نظر بلند، آپ کی ہمدردیاں وسیع اور آپ کے مقاصد اعلیٰ تھے۔ تنگ نظری اور تعصب سے آپ کو شدید تر نفرت تھی۔ آخر عمر میں آپ کے اندازِ اصلاح کی شہرت دور دور تک پھیل گئی تھی۔ آپ کے ہمعصر اولیاء اللہ نے یہ تسلیم کیا کہ:۔

کان عارف عظیم، وکان شیخ الشیوخ ببغداد۔

(اشرف المناقب۔ ص ۳۱۲)

ترجمہ:۔ وہ ایک عارفِ اعظم تھے اور بغداد کے شیخ الشیوخ تھے۔

چند اہلِ معرفت نے لکھا ہے:۔

حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ، فقیہ اعظم، فاضلِ اجل، عارفِ کامل، زاہدِ محترم، علمِ معرفت میں اپنے وقت کے شیخ اور امامِ جلیل تھے۔ آپ نے اصلاحِ اخلاق، تزکیۂ نفوس اور اشاعتِ اسلام کا ایک زبردست نظام قائم کیا تھا۔

حضرت ابو نعیم بغدادیؒ لکھتے ہیں:۔

اس بات کو تسلیم کر لینا چاہیئے کہ بارھویں صدی عیسوی میں اسلامی دنیا کی حالت سخت نازک تھی، خلافتِ بغداد پر نزع کا عالم طاری تھا، اُمراء بدکاریوں کے سمندر میں ڈوبے ہوئے تھے اور اپنی حیا سوز حرکتوں پر نادم نہیں ہوتے تھے۔ شراب کا پینا ایک

شائستہ حرکت تھی۔ لونڈیوں کا رقص دیکھنا ایک دلچسپ مشغلہ تھا۔ خوبصورت عورتیں
بے حجاب مجمع عام میں نکلا کرتی تھیں۔ اور اپنے جسم کے خاص حصّوں کو نمایاں کرتی تھیں
گناہ کی نئی نئی طاقتیں اُبھر رہی تھیں۔ اخلاقی پستی اپنی آخری حد پر پہنچ چکی تھی۔ اُمراء اور
سلاطین پر لذّتِ نفس کے بادل چھائے ہوئے تھے مسلمانوں کا روحانی اقتدار ہچکیاں
لے رہا تھا۔ ان حالات میں حضرت غوث اعظم رض کامل عزم کے ساتھ میدان میں آئے
آپ نے اپنی عظیم روحانی طاقت سے زبردست اصلاح کی۔

یہ سچ ہے کہ ۵۲۱ھ میں ملوک و سلاطین کا رعب دلوں پر چھایا ہوا تھا۔ حضرت
غوث الثقلین رض نے ہر خوف و ہراس کو ٹھکرا کر عزم و استقلال کے ساتھ ملوک و سلاطین
کی بدکاریوں پر سخت تنقید کی اور ان کی گمراہیوں کو بے نقاب کیا۔ اس تنقید نے عوام میں
ہمت و جراٴت پیدا کر دی۔ اور سلاطین کو بھی اصلاحِ حالات کے لئے مجبور کر دیا۔ حضرت
غوث الثقلین رح امراء و خلفاء سے بالکل مرعوب نہیں تھے۔ جب کسی بے راہ روی کا پتہ
چل جاتا تو سخت مذمت کرتے اور خلفاء خاموشی سے ان کی بات سنتے۔ "بہجۃ الاسرار"
میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ:-

ایک روز خلیفہ مستنجد باللہ ابو المظفر یوسف، حضرت رح کی خدمت میں آیا اور
دس تھیلیاں اشرفیوں کی پیش کیں۔ آپ نے فرمایا:-

"مجھے ان تھیلیوں کی ضرورت نہیں"

خلیفہ نے اصرار کیا تو آپ نے ایک تھیلی اپنے دائیں ہاتھ میں لے لی اور دوسری
بائیں ہاتھ میں۔ اور دونوں کو دبا کر نچوڑا تو ان میں سے خون بہنے لگا۔ پھر آپ نے فرمایا
"ابو المظفر! کیا تو حیا نہیں کرتا کہ لوگوں کا خون لے کر میرے پاس آیا

(بہجۃ الاسرار۔ صلا)

حضرت غوث الثقلین رضؓ نے لذتِ نفس کی شدید مذمت کی۔ دنیا کی بے ثباتی کو اثر آفریں انداز میں بیان کیا۔ اس قدر اصلاح کے بعد طبیعتیں خود بخود معرفت کی طرف مائل ہو گئیں۔ انابت، خشوع وخضوع، تضرع، توکل اور ایثار و اخلاص کے جذبات پیدا ہو گئے۔ لوگوں کی طبیعتیں ایک چیز پر لگ گئیں اور اُن کے ذہن ایک مرکز پر آگئے۔ حضرتؓ نے عراق وشام کے گوشہ گوشہ میں درس گاہیں اور خانقاہیں قائم کیں جہاں عوام کی اصلاح و تربیت کا مناسب انتظام کیا۔ ملّت اسلام میں زندگی کی نئی لہریں پیدا ہو گئیں۔ خواص اور عوام میں ایثار و قربانی کے جذبات پیدا ہو گئے۔ حضرت کی دعوت کے اثرات ترکستان تک پہنچ گئے۔

ہمہ گیر اثر

حضرت شیخ عفیف الدین بغدادیؒ لکھتے ہیں:۔

"۵۱۱ھ سے ۵۲۱ھ تک مسلسل سفر کرنے کے بعد میں نے یہ اندازہ کیا کہ حضرت غوث الثقلین رضؓ کی ہدایات کا اثر بسطام، نیشاپور، تبریز، ہمدان، اصفہان، موصل، شیراز، کرمان، اللطیف، حلب، قیساریہ، انطاکیہ، دمشق اور اسکندریہ تک پہنچ گیا تھا۔"

شیخ ابونعیم بغدادیؒ لکھتے ہیں:۔

"حضرت غوث الثقلینؒ نے اپنے روحانی اثرات سے کام لے کر اصلاح و تربیت کا ایک وسیع نظام قائم کر دیا تھا اور اپنے خلفاء کو دور دور تبلیغ واشاعت

کے لئے بھیج دیا تھا۔ بلاشبہ دنیائے اسلام کے دور دراز حصوں میں تبلیغی شاخیں
ہو گئی تھیں۔ اس تبلیغی نظام کی نگرانی صاحبزادہ عبدالجبارؒ کے ذمہ تھی۔ بغداد کا
عظیم المرتبت داعیٔ معرفت جب اسلامی علاقوں میں پہنچا تو بڑے بڑے عالموں کی گردنیں
اس کے آگے جھک گئیں۔"

دعوت و تبلیغ

حضرت نے دعوت و تبلیغ کے لئے ایسے داعی مقرر کئے تھے جو دماغی قابلیت کے
ساتھ روحانی کیفیت بھی رکھتے تھے۔ جن کو ذات گرامی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
سے بے پناہ عشق تھا۔ جن کے پاس عزم راسخ اور استقامت محکم کا گراں قدر سرمایہ تھا۔
جو بے سروسامانی کے غم سے بے نیاز تھے۔ پریشانیوں کا ڈر جن کے قلب کے نزدیک بھی
نہیں آتا تھا۔ جن کی درد میں ڈوبی ہوئی اذانیں صبح کے روح افزا جھونکوں کے ذریعہ
اونچے اونچے محلوں میں پہنچ جاتی تھیں۔ جو اپنی اثر آفریں تقریروں سے سامعین کے
دلوں کو منور کر دیتے تھے۔ جن کی مجلسیں مورد انوار ربانی ہوتی تھیں۔ انہوں نے تزکیۂ
قلوب اور اصلاح خلق کے فرض کو نہایت شاندار طریقہ پر انجام دیا۔

حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ ایک کامیاب داعیٔ حق تھے۔ انداز بیان میں
ایک عارفانہ وقار ہوتا تھا۔ کم سے کم الفاظ میں اہم معارف بیان فرماتے تھے۔

حضرت شیخ علی متقی بن حسام الدینؒ کتاب مناقب میں لکھتے ہیں:۔

"حضرت غوث الثقلینؓ در منازلِ معرفت بہ مقام اعلیٰ رسیدہ اند کہ
را واسطہ نیست"

ترجمہ:- حضرت غوثِ اعظم رضہ منازلِ معرفت میں ایک اعلیٰ مقام رکھتے ہیں، کہ کسی شخص کا اس مقام سے واسطہ نہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح حضور غوث الثقلین رح کے فضائل و محاسن بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"دیگراں قطب اند داو قطب الاقطاب است و دیگراں اگر سلاطین اند، او سلطان السلاطین است"۔ (اخبار الاخیار۔ صفحہ ۲۰۱)

ترجمہ:- دوسرے اولیاء کرام اگر قطب ہیں تو حضرت غوثِ اعظم رضہ قطب الاقطاب ہیں۔ اور دوسرے اگر سلاطین ہیں تو حضرت غوثِ اعظم رضہ سلطان السلاطین ہیں۔

اصلاحِ ملت کے لئے حضرت غوث الثقلین رضہ ہر وقت بے قرار رہتے تھے۔ اسلامی معاشرت اور آداب و اخلاق پر حضرت نے اہم کتابیں لکھیں اور یہ اس لئے لکھیں کہ عجمی تہذیب کا اثر اسلامی اخلاق پر پڑ رہا تھا، عجمی تہذیب سے مسلمانوں کی زندگی متاثر ہو رہی تھی، اس لئے حضرت نے اس طوفان کو روکا۔ "فتوح الغیب" آپ کے خطبات کا دلکش نمونہ ہے۔ ان خطبات کی فصاحت و بلاغت اور تاثیر بے مثل ہے۔ اس کتاب کا تعارف کراتے ہوئے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح لکھتے ہیں:-

"فتوح الغیب" کتابے عظیم است۔ در تحقیق مقالاتِ دیں و کمالاتِ اہلِ یقیں موافق لسانِ رسالت و زبانِ نبوت است، چناں کہ شانِ معارف صدیقاں است فرمودہ اند"۔ (حیاتِ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح۔ صفحہ ۱۸۱)

ترجمہ:- "فتوح الغیب" ایک عظیم کتاب ہے۔ مقالاتِ دین اور کمالاتِ اہلِ یقین

کے سلسلہ میں، موافقِ ارشادِ گرامی حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے، حضرتؒ کا اندازِ بیان ایسا ہے جو اہلِ صدق کی شان کے مطابق ہے۔

"غنیۃ الطالبین" حضرت کی ایک اہم تصنیف ہے جس میں مختلف دینی مسائل پر بحث کی گئی ہے

حضرتؒ نے شدید ناسازگار ماحول میں حق کا اعلان کیا اور کسی منزل پر حق پسندی کا دامن اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ عباسی امرار کی نفس پرستی کی وجہ سے دین میں سخت رخنے پڑ رہے تھے۔ حضرت نے ان حالات کی اصلاح کی۔ آپ نے مسلمانوں کے بکھرے ہوئے شیرازہ کو منظم کیا اور ان میں دینی غور و فکر کا جذبہ پیدا کیا۔ حضرتؒ نے مسلمانوں کے دینی ذوق میں، ایک نئی جان ڈال دی۔ اور امرار کی بے راہ روی کو روکا۔ یہ وہ وقت تھا کہ کجروی، عن الحق، قبولِ باطل اور اطاعتِ نفس کے بادل چھائے ہوئے تھے۔ اور حالات کی اصلاح کرنا سخت دشوار کام تھا۔ نفس پرستوں کے جبروت نے کلمۂ حق کی اشاعت کو سنگین جرم بنا دیا تھا۔

عباسی دربار دنیا ساز علمار سے خوب معمور تھا۔ حضرت نے باب الشیخ میں رونق افروز ہو کر بہت جلد دنیائے اسلام کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ "غیر اسلامی طریقت" سے آپ کو شدید تر نفرت تھی۔ کشمکشِ حیات سے گریز، راہبانہ زندگی اور اتباعِ شریعت سے انحراف، ان باتوں کو آپ سخت گمراہی قرار دیتے تھے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے:

"ایں راکے بایدکہ کتاب بردستِ راست گرفتہ باشد و سنتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بردستِ چپ، کما قال اللہ تعالےٰ فی القرآن الکریم۔ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔"

ترجمہ :- یہ راہِ معرفت اس شخص کو ملتی ہے کہ جس کے سیدھے ہاتھ پر قرآن شریف ہو اور بائیں ہاتھ پر سنتِ رسولؐ، جیسا کہ حق تعالےٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ جو کچھ رسولؐ تمہیں دے وہ لے لو اور جس سے منع کرے وہ چھوڑ دو۔

حضرت غوث الثقلین رضؓ اخلاقی شخصیت کے مرتبۂ اعلیٰ پر تھے، وہ اس اعلیٰ مرتبہ پر تھے جس پر فرشتے بھی شاید رشک کر سکتے ہیں۔ خالقِ کائنات کو خود بھی اپنے اس محبوب بندہ پر ناز ہو گا۔ شخصیت کی تعمیر کے اس کام کو حضرت نے جس انہماک، جس خلوص اور جس شیفتگی سے انجام دیا، وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آپ کی زندگی پاکیزہ افکار و کردار کا انمول خزانہ تھی۔ ارادوں کی قوت، افکار کی صحت، حس کی ذکاوت، طبیعت کی اثر پذیری، خود اعتمادی، ضبطِ نفس، اخلاقی جرأت، روح کے لئے نظامِ اصلاح و تربیت اور اندازِ تبلیغ کی دلکشی یہ آپ کے خاص کمالات تھے۔

ایک عظیم فضیلت

حضرت شیخ مجدالدین غزنویؒ مناقبِ غوثیہ میں لکھتے ہیں :-

"حضرت غوث الثقلین سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ در خطبۂ خود فرمودہ اند، قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ۔ در تفسیر ایں کلام اہلِ معرفت می گویند در بعضے احوال و مقامات سید الانبیاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قدمِ ایشاں بر قدمِ خود نہادہ اند کہ ایں قدمِ تو قدمِ من است۔ پس گفت شیخؒ۔ قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ۔ پس آں بجۃ امتثالِ الٰہی کہ بتحدیثِ نعمت واقع شدہ

است۔" (مناقبِ غوثیہ۔ صفحہ ۲۳۰)

ترجمہ:- حضرت غوث الثقلین سیدنا عبد القادر جیلانی رح نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا "میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے"۔ اس بیان کی شرح میں اہلِ معرفت فرماتے ہیں۔ بعض احوال و مقامات میں سید الانبیاء حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کا قدم اپنے قدم پر رکھا اور فرمایا "تیرا یہ قدم میرا قدم ہے"۔ پس حضرت غوث الثقلین رح نے کہا "میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے" حضرت رح کا یہ کلام بطور تحدیثِ نعمت ہے۔ (مناقبِ غوثیہ ص ۲۳)

اس کے بعد لکھتے ہیں:-

"از مشائخ وقت پرسیدہ شد کہ آیا حضرت شیخ عبد القادر رح ایں کلمہ را بامرِ الٰہی گفت؟۔ گفتند، نعم، بامرِ الٰہی گفت و گفتند۔

ایں نشانِ قطب الاقطاب است و ایں المکلیۃ در مقامِ قطبیت است، و شیخ نجیب الدین سہروردی رح در بہجۃ الاسرار کہ کتابے معتبر است، ایں حقیقت را تسلیم کردہ اند و در روضۃ الناظر فی مناقب الشیخ عبد القادر رح ایں واقعہ مذکور است و اکثر مشائخ نوشتہ اند کہ ہر چہ حضرت غوث الثقلین رح می گویند و می کنند ہمہ بامرِ الٰہی است۔"

ترجمہ:- مشائخ وقت سے پوچھا گیا کہ آیا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رح نے یہ کلمہ اللہ تعالےٰ کے حکم سے کہا۔ اہلِ معرفت نے جواب دیا بے شک حضرت نے یہ کلمہ اللہ تعالےٰ کے حکم سے کہا اور یہ حضرت کے قطب الاقطاب

ہونے کا ایک نشان ہے اور یہ مقامِ قطبیت کی تکمیل ہے اور حضرت شیخ نجیب الدین سہروردیؒ نے اس واقعہ کو تسلیم کیا ہے اور روضۃ الناظر فی مناقب شیخ عبدالقادرؒ میں اس کا ذکر ہے۔ اور اکثر مشائخؒ نے لکھا ہے کہ حضرت غوث الثقلینؒ جو کچھ کہتے ہیں اور جو کچھ کرتے ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے۔

حضرت نجیب الدین بغدادیؒ لکھتے ہیں :۔

"ہمارے شیخ محترم حضرت غوثِ اعظمؒ کیا ہیں؟ آسمانِ معرفت کے سراجِ منیر، استغنا و بے نیازی کی اقلیم کے تاجدار اور محفلِ طریقت کے مسند نشین"

آپ کے اندر غریبوں کے لئے ہمدردی تھی۔ اپنا کام چھوڑ کر دوسروں کی حاجت برآری فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک شخص آپ کے پاس اپنی کوئی اہم ضرورت لے کر آیا۔ آپ معتکف تھے لیکن آپ نے اعتکاف کے دائرہ سے باہر نکل کر اس کی حاجت برآری کی۔ ایک خادم نے کہا "حضور! اعتکاف کے دائرہ سے باہر آ گئے"

آپ نے فرمایا:۔

"خدا کی راہ میں کسی بھائی کی حاجت پوری کر دینا میرے نزدیک ایک مہینہ کے اعتکاف سے بہتر ہے"

آپ کی زبانِ مبارک کبھی کسی تلخ اور فحش کلمہ سے آلودہ نہیں ہوئی۔ انتہائی غصہ کی حالت میں بھی آپ "خدا تم پر رحم فرمائے" سے زیادہ نہ کہتے تھے۔

آپ کی زندگی حق و صداقت، جرأت و بسالت، عزم و استقلال اور ایمان و عمل

کی شاندار تفسیر تھی۔ حیاتِ طیبہ کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ حقیقت سامنے رکھنی چاہیئے کہ بہت سے نفس پرست آپ کے خون کے پیاسے تھے۔ وہ باب الشیخ کو آپ کے خون سے لالہ زار بنانا چاہتے تھے۔ لیکن ان حالات میں بھی کبھی آپ کے عزم واستقلال میں فرق نہیں آیا۔ اور آپ کے مبارک قدم جادۂ مستقیم سے نہیں ڈگمگائے۔ کبھی کبھی آپ ظالم فرمانرداؤں کے خلاف سخت تقریر کیا کرتے تھے۔ ایک خطبہ میں فرمایا:۔

"جس نے ایسے بادشاہ کو خوش کرنے کی کوشش کی جو ظالم ہے، سنگدل ہے، خدا کے احکام کا احترام نہیں کرتا اور سنّتِ رسول کی مخالفت کرتا ہے، جو خدا کے بندوں پر گناہ اور زیادتی کے ساتھ حکومت کرتا ہے وہ بدترین انسان ہے"

ایک مرتبہ نفس پرست سرمایہ داروں کے خلاف نفرت کا اظہار کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

"ان لوگوں نے شیطان کی اطاعت قبول کرلی ہے اور رحمٰن کی اطاعت چھوڑ دی ہے۔ ان کی نفس پرستی نے اللہ کی زمین پر فتنہ وفساد برپا کیا ہے۔ اللہ کی قائم کی ہوئی حدوں کو انہوں نے درہم برہم کر دیا ہے۔ اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال اور اس کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام کر دیا ہے۔ یہ لوگ کسی تعظیم اور کسی عزت کے مستحق نہیں"

اعلاءِ کلمۃ اللہ کا یہ سلسلہ طویل عرصہ تک قائم رہا۔ حضرت کی تقریر نہایت ہی اثر آفریں ہوتی تھی۔ آپ اپنے عہد کے سب سے بڑے خطیب تھے۔ "فتوح الغیب" کے خطبات آپ کے کمالِ خطابت کے شاہد ہیں۔ اعلانِ حق کے سلسلہ میں کسی بادشاہ کا رعب کبھی آپ کے مقدس دل پر سایہ فگن نہیں ہو سکتا تھا۔

كان غوث الثقلين رضي الله عنه كثير الصلوٰة والصوم والحج والصدقة وافعال الخير۔

تمام اخلاقی فضائل میں راس الاخلاق عبادت ہے۔ حضرت غوث الثقلین رضؓ کو تمام عبادات سے عشق تھا۔

آپ کے صاحبزادہ حضرت عبدالجبارؒ بیان کرتے ہیں:۔

"والد ماجد شب و روز میں ایک ہزار نوافل پڑھتے تھے۔ روزے بھی کثرت سے رکھتے تھے۔ کئی حج کیے۔ مالی اعتبار سے اللہ تعالےٰ نے آپ کو جتنی وسعت دی تھی ویسے ہی آپ اس کی راہ میں خرچ کرتے تھے۔ کبھی کوئی سائل آپ کے دروازہ سے ناکام نہیں جاتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک سائل نصف شب کے بعد آیا۔ آپ اس وقت نماز میں مشغول تھے۔ سائل کی صدا سُن کر جلدی جلدی نماز ختم کی۔ اُس کی داستانِ غم سُنی اور اس کی دستگیری کی۔"

باوجود فضل و کمال کے آپ حد درجہ متواضع اور منکسر المزاج تھے۔ ایک مرتبہ آپ جبلِ عاصم کی طرف جارہے تھے۔ بیرِ عامر کے قریب کچھ فقرار کھانا کھارہے تھے۔ حضرت کو دیکھ کر انہوں نے کہا:۔

"آپ بھی ہمارے ساتھ کھانا کھایئے"

ان کی درخواست پر آپ فوراً سواری سے اُتر پڑے، کھانے میں شرکت کی، اور فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا"

اُس جماعت کے سردار نے حضرت رحؒ گیلے کہا:۔

"اطلق اللّٰہ من الخیر۔ وبسط یدہ من البذل"

(اللہ نے ان کی زبان کو بھلائی کے لئے کھول دیا ہے اور ہاتھ کو سخاوت کے لئے دراز کر دیا ہے)

تبلیغی نظام

حضرت شیخ عفیف الدین بن مبارکؒ لکھتے ہیں:۔

حضرت غوث الثقلینؓ نے جن داعیانِ معرفت کو دنیائے اسلام کے مختلف حصوں میں بھیجا اُن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:۔

حضرت ہاشم بن زیدؒ۔ حضرت طلحہ بن اسدؒ۔ حضرت عبداللہ بن شہابؒ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن مسعودؒ۔ حضرت زبیر بن وہبؒ۔ حضرت جعفر بن سعیدؒ۔

یہ سب اصحاب عالی حوصلہ، ایثار پسند، اور جفاکش تھے۔ سخت سے سخت محنت ومشقت کے عادی تھے۔ اُن کی استقامت وجاں نثاری آزمائی ہوئی تھی۔ وہ خوف وہراس سے بے نیاز تھے۔ پریشانیوں کا خوف کبھی ان کے عزم وارادہ میں حائل نہیں ہوتا تھا۔ وہ نہایت ہی سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ غذا معمولی ہوتی تھی، لباس بھی معمولی ہوتا تھا۔ صبر آزما مواقع پر فدویت وجاں نثاری کا ثبوت پیش کرتے تھے۔

ان اصحاب نے اشاعتِ حق کے سلسلہ میں فدویت، جاں نثاری اور استقامت کے بے مثل نمونے پیش کئے۔ غریبوں کے لئے ان کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا تھا۔ اُن میں سے بعض آسودہ حال بھی تھے۔ لیکن ان کی دولت ذاتی راحت وآسائش کے لئے نہ تھی بلکہ جو جس قدر زیادہ دولت مند تھا اسی قدر اس کا دستِ کرم زیادہ کشادہ تھا۔

یہ سب اصحاب خدا ترسی، اتباعِ سنّت اور پرہیزگاری میں کامل تھے۔ علم و فضل کا سرمایہ بھی ان کے پاس بمقدارِ کثیر تھا۔ وہ سب تفسیر، حدیث، فقہ، ادب کے ماہر تھے۔ تقریر و خطابت میں بھی خاص مہارت رکھتے تھے۔ ان کی تقاریر اثر آفریں ہوتی تھیں۔ یہ اصحاب اپنے مواعظِ حسنہ میں توحید، عملِ صالح اور خوفِ خدا کی تلقین فرماتے تھے۔ یہ داعیانِ معرفت ایسے مقامات پر بھی پہنچے جہاں ان کا کوئی حامی و مددگار نہ تھا لیکن ان کے خلق و انکسار کی وجہ سے وہاں اُن کے بہت سے ہمدرد پیدا ہو گئے۔

اشاعتِ حق کے سلسلہ میں ان اصحاب نے طویل سفر کئے۔ گوناگوں تکالیف برداشت کیں۔ لیکن استقامت اور صبر و تحمل کا دامن کسی وقت بھی اُن کے ہاتھ سے نہیں چھوٹا۔ حضرت غوث الثقلین رح کے فیضِ تربیت نے ان کو مصائب برداشت کرنے کا خوگر بنا دیا تھا۔ مختلف علاقوں کی صحرانوردیوں نے جفاکشی اور استقامت کے زرّیں اسباق ان کو دئیے تھے۔ تجربہ نے یہ بھی سکھا دیا تھا کہ جاہلوں اور فاسقوں میں رہ کر کس طرح اپنا مقصد حاصل کیا جا سکتا ہے؟ یہ اصحاب اکثر عبادت میں مشغول رہتے اور اکثر روزے رکھتے تھے۔

عبید بن اشم رح بیان کرتے ہیں:۔

حضرت غوث الثقلین رح کے زیرِ اثر جو داعیانِ معرفت تھے وہ سب کے سب سراپا ایثار تھے۔ حضرت رح کے شرفِ صحبت نے ان کو اخلاقِ کریمانہ سے آراستہ کر دیا تھا۔ ان خادمانِ ملت میں بعض فنِ قراءت کے امام تھے۔ حق تعالےٰ نے ان کی آوازوں میں درد و اثر پیدا کیا تھا۔ جب وہ آیاتِ قرآنی تلاوت فرماتے تو لوگوں پر ایک عام محویت طاری ہو جاتی۔ راہگیر ٹھہر جاتے اور توجہ کے ساتھ قرآن شریف سنتے۔ تلاوت کے بعد آیات

56715

کی تفسیر بیان کی جاتی۔ ان داعیانِ محترم نے اپنے فرض کو نہایت ہی خوش اسلوبی سے
انجام دیا۔ ہزاروں فاسق و فاجر راہِ راست پر آ گئے۔ اور بہت سے طالبانِ حق اسلام
کی آغوش میں آ گئے۔ اُن کی پاکبازی نے بہت سے آدمیوں کو شرابِ معرفت کا متوالا
بنا دیا تھا۔

حضرت سعید بن صالح رح لکھتے ہیں :۔

حضرت غوث الثقلین رح کے خلفاء سراپا رحمت تھے۔ اُن کی فیض پاشی سے عرب و
عجم کا ہر گوشہ منور ہوا۔ ۵۵۵ھ میں حضرت نے بہت سے داعیانِ ہدایت مختلف
علاقوں میں ایسے روانہ کئے تھے، جو آسمانِ معرفت کے روشن ستارے تھے۔ جن کو تربیتِ
قلوب اور اصلاحِ خلق کا بے نظیر تجربہ تھا۔ جن کے اندر شانِ تسلیم و رضا تھی۔ جن کو روحانی
قوت میں کمال حاصل تھا۔ وہ داعیانِ معرفت بہت سے گمراہوں کو راہِ راست پر لائے
انہوں نے عیش پرستوں کے قلوب کو سنوارا۔ جن کے دل بیمار تھے ان کا علاج کیا اور جو
مبتلائے معصیت تھے وہ پرہیزگار بن گئے۔ جو حرص و ہوس کے زنداں میں اسیر تھے ان کو
آزاد کیا۔ جو ظلمت کدوں میں تھے ان کو نور و ضیا کی محفل میں لایا گیا۔ یہ فیض صرف مسلمانوں
ہی تک محدود نہ تھا بلکہ یہود و نصاریٰ اور کفار و مشرکین بھی اس ہدایت سے محروم نہ
تھے۔ شروع شروع میں داعیانِ معرفت کو سخت تکلیفیں اُٹھانی پڑیں لیکن انجام کار وہ
کامیاب ہوئے۔

یہ داعیانِ معرفت زہد و تقوے میں بے مثل تھے۔ علوم کے آفتاب تھے۔ معرفت کے
مسائل بیان کرنے میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے۔ اشاعت اسلام سے ان کو عشق تھا۔ ان کے
فضل و کمال کا سکہ عرب و عجم میں ہر جگہ تسلیم کیا جاتا تھا۔ ان حضرات نے طویل عرصہ

تک ارشاد و تلقین کا ہنگامہ برپا رکھا۔ اُن کے علم و فضل، اُن کی ایثار پسندی اُن کے حلم، اور ان کی تواضع نے ان کو ہر دلعزیز بنا دیا تھا۔ اُن کی سعی و کوشش سے صد ہا گم گشتگانِ راہ کو فائدہ پہنچا۔ ان کی تبلیغی جد و جہد سے عراق و شام میں زندگی کی ایک نئی لہر پیدا ہو گئی۔

یہ داعیانِ معرفت اکثر "وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ" کی روح پرور تفسیر بیان کرتے اور یہ کہتے "اللہ کی محبت ہی رازِ حیات ہے۔ اگر اس کی آگ دل میں نہ ہو تو وہ گوشت کا ایک بے جان ٹکڑا ہے۔" اسی سلسلہ میں یہ بھی کہتے "علائق کے ہجوم میں گرفتار رہ کر اپنے معبود سے محبت کرنا اور اس کی رضامندی کو سامنے رکھنا یہ سب سے بڑا جہاد ہے۔ سالک وہ ہے جو ہر کام میں رضائے الٰہی کا طلبگار ہو۔ اگر یہ راہ اختیار کر لی جائے تو انسان کی پوری زندگی عبادت بن جاتی ہے۔" یہ داعیانِ محترم کبھی کبھی یہ آیت پڑھتے:-

"مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ وَمَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ۔"

بعض مجالس میں کیفیاتِ قلب پر بحث کی جاتی۔ یہ کہا جاتا کہ دل کی مثال آئینہ کی سی ہے۔ جب اس پر گناہوں کے حجابات پڑ جاتے ہیں تو وہ نظارۂ جمال کے قابل نہیں رہتا۔ اور جب حجابات دور ہو جاتے ہیں تو وہ نظارۂ جمال کے قابل ہو جاتا ہے۔ بہ الفاظِ دیگر یہ کہ جب گناہوں کے بادل چھا جاتے ہیں تو آئینۂ دل غبار آلود ہو جاتا ہے اور اس میں انوارِ ربانی کو کھینچنے کی کوئی صلاحیت باقی نہیں رہتی۔ اسی سلسلہ میں سرکارِ رحمتِ عالم ؐ فرماتے ہیں:-

الا وان فی الجسد لمضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ اذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی قلب،

ترجمہ:۔ معلوم ہونا چاہیئے کہ انسان کے جسم میں ایک گوشت کا ایسا ٹکڑا ہے جس پر انسان کی اچھائی برائی کا مدار ہے۔ جب وہ ٹھیک ہوتا ہے تو انسان ٹھیک رہتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو انسان میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اس کا دل ہے۔

یہ داعیانِ محترم گناہگاروں کو سختی کے ساتھ ڈانٹتے نہیں تھے، بلکہ اخلاص محبت کے ساتھ اُن سے راہ ورسم پیدا کرتے تھے۔ اور پھر ان کو ذکر و فکر کی دعوت دیتے تھے۔ اچھی معاش حاصل کرنے، اچھا ماحول پیدا کرنے اور اچھی غذا کھانے کی ہدایت کرتے تھے۔ قلب کی اصلاح کرنے اور ملکوتی قوتوں کو اُبھارنے کے لئے عبادات کی طرف بھی توجہ دلاتے تھے۔

فلسفہ کا طوفان

۵۱۱ھ میں فلسفہ کا بڑا زور تھا۔ اس کی وجہ سے عقائد کی عمارت متزلزل ہو رہی تھی۔ اس مشکل پر قابو پانے کے لئے حضرت غوثِ اعظمؒ نے فلسفہ کی تحصیل کی فلاسفہ کے ملحدانہ اعتراضات کا مکمل جواب دے سکیں۔ اور فلسفہ کی غلطیاں ظاہر کی۔ حضرتؒ کی یہ کوشش کامیاب ہوئی۔

فلسفہ کے بعض ماہر علماء حضرتؒ کی زاہدانہ زندگی پر اعتراض کیا کرتے تھے۔ آپ نے ایک عالم سے کہا۔

"کسی عقلمند کے سامنے قسم قسم کے لذیذ کھانے پیش کیے جائیں لیکن اس کے
اعتقاد ان کھانوں کے متعلق زہر آلود ہونے کا شبہ ہو تو کیا ایسی صورت میں اس
ایک لقمہ بھی چکھ لینا ہوش مندی کی دلیل ہو گی؟ کیا ایک وقتی لذت کے لئے کوئی
بھی موت کا خطرہ قبول کرے گا؟"

اس جواب کو سُن کر وہ اعتراض کرنے والا خاموش ہو گیا۔ فلسفہ کے جاننے والے
اور اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ حضرت عبدالقادرؒ ایک صاحبِ غور و فکر اور صاحبِ
بصیرت رہنما ہیں۔ وہ بحث کرنے کے بعد شکوک و شبہات کی خلیج کو عبور کر کے
طمانیتِ قلب حاصل کرتے تھے۔ اور بعض اسلام کی آغوش میں آجاتے تھے۔

حضرت غوث الثقلینؒ فلسفہ جاننے والے علماء سے بحث کرتے ہوئے عقل کی
نادرگی و بے مائیگی بڑے شاندار انداز میں ثابت کرتے تھے۔ حضرتؒ کا اندازِ بیان یہ تھا
بحث کرتے ہوئے غیر محدود دلائل و براہین دیتے چلے جاتے تھے۔ حضرت نے اپنی تبلیغی
زندگی میں فلاسفہ کے ملحدانہ اعتراضات کے معقول اور مدلّل جوابات دیئے اور فلسفہ
کی غلطیوں کو نمایاں کیا۔ اکثر فلاسفہ یہ تسلیم کرتے تھے کہ حضرت غوث الثقلینؒ غور و فکر،
اور معرفت میں سب سے بلند ترین رتبہ رکھنے والے مصلح ہیں۔

فلاسفہ کے حملوں سے بچانے کے لئے حضرتؒ نے باب الشیخ میں ایک عظیم درسگاہ
قائم کی۔ ۵۱۱ھ میں اس درس گاہ کے طلباء کی تعداد سات سو پچاس تک پہنچ گئی تھی۔
مختلف ممالکِ اسلامیہ کے رہنے والے تھے۔ اس درس گاہ کے فارغ التحصیل طلباء
مشائخِ اسلام، مورخین، قضاۃ اور اہلِ قلم تھے جن کی ایک ممتاز اور قابلِ قدر جماعت
عالمِ اسلام میں پھیل گئی تھی۔ یہ سب کے سب آسمانِ معرفت کے ستارے تھے جو علم

بالقرآن اور اتباعِ سنت کی عملی تفسیر تھے۔ اکلِ حرام سے سخت اجتناب کرتے تھے۔ ذکر
ان کا دلچسپ مشغلہ تھا۔ محبتِ رسولؐ کا سرمایہ ان کے پاس تھا۔ مسکین نوازی، ایثار
پسندی، صداقت اور دیانت بدرجۂ کمال ان کے پاس موجود تھی۔

حضرت عاصم بن داؤد بغدادیؒ لکھتے ہیں:۔

"اخلاقِ انسانی کی اصلاح کے فرض کو حضرت غوث الثقلینؒ نے نہایت
وسعت اور جامعیت سے انجام دیا"

شروع میں آپ کا پیغام سننے والے کم تھے، لیکن آپ کی صداقت کے اثر
چند ہی روز میں ہزاروں طالبانِ حق کی قطاریں آپ کے قریب کھڑی کردیں۔ جب
کا وصال ہوا تو آپ کے عقیدت مندوں کی تعداد لاکھوں سے متجاوز تھی۔ آپ کی
سے عراق و شام کا ذرہ ذرہ روشن ہو گیا۔

جن اصحاب نے حاضرِ خدمت رہ کر فیض حاصل کیا وہ سب کے سب اخلا
حسنہ کے مالک تھے۔ اُن کے اندر صداقت، دیانت، ایثار پسندی، محبتِ رسولؐ
پرہیز گاری بدرجۂ کمال موجود تھی۔ ہزاروں گم گشتگانِ راہ نے ان ہی ستاروں
روشنی میں منزلِ معرفت کا پتہ لگایا۔

حضرتؒ کے خدام میں بعض نو مسلم ایسے تھے جن کو تلاوتِ قرآن کا بے حد شو
تھا۔ وہ جب سزا و جزا کے سلسلہ میں آیات پڑھتے تو بے اختیار رو پڑتے، اور دیر تک
روتے رہتے۔ ان داعیانِ معرفت کے تمام اعمال کا محور صرف ثوابِ آخرت تھا۔ ا
لئے وہ اشاعتِ حق کے لئے طرح طرح کی تکلیفیں برداشت کرتے تھے۔ اور اُن
استقلال میں ذرا بھی فرق نہیں آتا تھا۔ انہوں نے اس خدمت کے لئے اپنے تم

عیش و آرام کو قربان کر دیا تھا۔ بعض لوگ اس خدمت کے لئے پیدل سفر کرتے تھے، اگرچہ اُن کے پاس سواری موجود تھی۔ چند آدمیوں نے ان پر اعتراض کیا تو انہوں نے کہا، ہم نے حدیث میں یہ پڑھا ہے کہ جس شخص کے پاؤں راہِ حق میں غبار آلود ہو جائیں اللہ تعالیٰ اس کو آگ پر حرام کر دیتا ہے۔"

ان خلفار کو خاص طور پر ہدایت کی جاتی تھی کہ وہ امرار و سلاطین کی صحبت سے پرہیز کریں۔ امرا کی طرف سے وظائف قبول نہ کریں۔ اُمرار و سلاطین کی ملازمت سے اجتناب کریں۔ دنیوی عزت و عظمت سے دامن کو بچائیں۔ سادہ زندگی اختیار کریں۔ اوقات کی پابندی کریں۔ ہر کام میں حق تعالیٰ کی رضامندی کو سامنے رکھیں۔ غیر مسلموں سے رواداری کا سلوک کریں۔ اعلائے کلمۃ الحق کے لئے بڑی سے بڑی قربانی کریں اور زندگی کے ہر کام میں اتباعِ سنّت کا خیال رکھیں۔ جس حد تک ممکن ہو فارغ از علائق رہیں۔ ہر حال میں شریعت کا احترام کریں۔ غرور و تکبّر سے دور رہیں۔ کسی کو حقارت سے نہ دیکھیں۔

سندِ خلافت ان محترم بزرگوں کو دی جاتی تھی جو علومِ ظاہری میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ جن کے اندر پرہیزگاری کی شان بدرجۂ اتم پائی جاتی تھی۔ جو علم کی نمائش کو پسند نہ کرتے تھے۔ جن کو ذاتِ پاک سرکار رحمتِ عالم ص کے ساتھ بے پناہ شیفتگی ہوتی تھی۔ جو علوم و معارف میں نکتہ رس اور دیدہ ور ہوتے تھے۔ جن کے اندر سنجیدگی اور متانت ہوتی تھی۔ جو رب السموات والارض سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ جن میں ایثار و اخلاص کی شان اعلیٰ و ارفع ہوتی تھی۔ جو عزمِ راسخ اور استقامتِ محکم کا سرمایہ رکھتے تھے۔ پریشانیوں کا خوف جن کے دل کے قریب بھی نہیں آتا تھا۔ جن کا دل ہدایت و

عرفان کا گنجینہ ہوتا تھا اور جن کی زبان سے علوم و حکمت کے چشمے جاری ہوتے تھے۔

طالبانِ معرفت کو حضرتؒ ان اعمالِ حسنہ کی خاص طور پر دعوت دیتے تھے۔

۱ - بندگانِ الٰہی سے حُسنِ سلوک
۲ - کسبِ حلال
۳ - بندگانِ خدا پر رحم و کرم
۴ - استقامت
۵ - اللہ تعالےٰ پر اعتماد
۶ - عفو و کرم
۷ - ایثار
۸ - دیانت و صداقت
۹ - تحمل
۱۰ - عیب جوئی سے پرہیز
۱۱ - تنزیہ عن الشرک
۱۲ - نمازِ تہجد
۱۳ - پابندیٔ اوقات نماز
۱۴ - نماز میں خشوع و خضوع
۱۵ - صومِ رمضان
۱۶ - خلوص فی العمل
۱۷ - عمل بالقرآن
۱۸ - اتباعِ سنت
۱۹ - اکلِ حرام سے اجتناب
۲۰ - تلاوتِ قرآن
۲۱ - ذکرِ الٰہی
۲۲ - محبتِ رسولؐ
۲۳ - استعفاف
۲۴ - صبر و ثبات
۲۵ - اعترافِ گناہ
۲۶ - استغنار
۲۷ - طہارت و نظافت
۲۸ - پابندیٔ عہد

حضرتؒ کے تجویز کیے ہوئے داعیانِ معرفت اکثر نماز پر زیادہ زور دیتے تھے۔ وہ یہ بیان کرتے کہ:۔

حضور سرورِ عالمؐ سے ایک مجلس میں یہ سوال کیا گیا کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک۔

اعمال میں سب سے زیادہ محبوب کونسا عمل ہے؟۔

حضورؐ نے فرمایا کہ "وقت کے اندر نماز پڑھنا بہترین عمل ہے۔"

ایک خطبہ میں حضورؐ نے فرمایا کہ:۔

"اگر کسی کے دروازہ پر نہر ہو اور وہ اس میں پانچ بار غسل کرے تو کیا اس کے بدن پر میل رہ سکتا ہے؟"

لوگوں نے عرض کیا "نہیں"

حضورؐ نے فرمایا "یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کے سبب سے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔"

ایک روز ایک تقریر میں فرمایا:۔

"اللہ تعالےٰ کو بندہ کی یہ حالت بہت ہی پسند ہے کہ وہ اسے سجدہ کرے اور اس کے دربار میں اپنی پیشانی خاک پر رگڑے"

بعض اہلِ معرفت نے لکھا ہے کہ:۔

اگر صحیح وقت پر خشوع و خضوع کے ساتھ نماز ادا کی جائے تو قلب میں بیداری پیدا ہوتی ہے۔ اور ملکوتی قوتیں اُبھر آتی ہیں۔ اس سے تزکیۂ نفس ہوتا ہے اور بہ آسانی عالمِ ملکوت تک رسائی ہو جاتی ہے۔ اگر تلاوتِ قرآن مجید کا سلسلہ بھی جاری رہے تو عالمِ قدس کی تجلیاں دل پر نور پاشی کرتی ہیں۔

حضور رحمتِ عالمؐ نے فرمایا ہے:۔

لِکُلِّ شیءٍ مصقلۃ و مصقلۃ القلب تلاوت

ترجمہ:۔ ہر چیز کے لئے ایک خاص صیقل ہوا کرتی ہے اور دل کی صیقل قرآن مجید

کی تلاوت کرتا ہے۔

داعیانِ محترم کبھی کبھی امرار اور علمار کے حالات پر بھی سخت تنقید کرتے تھے۔ جو علمار امرار کے نیازمند تھے وہ ان کے حال پر ماتم کرتے ہوئے کہتے:۔

"اُن کی حق پسندی کی شان آج کہاں دفن ہوگئی ہے؟۔ فاسقوں کی بدکاری سے آج زمین بھر گئی ہے لیکن وہ خاموش ہیں۔ ان کے اندر جرأت نہیں کہ وہ اصولِ دین میں مباحثہ کریں۔ اگر وہ ایسا کرتے تو غالباً حق تعالےٰ اُن کے ذریعہ سے فاسقوں کو ہدایت دیتا۔ غیر مسلم ہدایت کے پیاسے ہیں لیکن کوئی اُن کے قریب نہیں جاتا۔ ہو سکتا تھا کہ اُن کے دل کھُل جاتے۔ کیا اہلِ علم اس راہ پر چل کر بہشت میں جا سکیں گے؟"

حضرت شیخ عفیف الدینؒ لکھتے ہیں:۔

سیدنا حضرت عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ نے داعیانِ اسلام کی جو بے نظیر جماعت تیار کی تھی، وہ لوگ تربیتِ قلوب اور اصلاحِ خلق کی خدمت کے لئے نہایت موزوں تھے۔ ان میں شانِ تسلیم ورضا تھی۔ ان کے دل روحانیت کے نور سے منور تھے۔ وہ سراپا ایثار تھے۔ مال وزر سے قطعاً بے نیاز تھے۔ خدمتِ دینِ متین ان کا خاص شیوہ تھا۔ پرہیزگاری میں وہ شہرۂ آفاق تھے۔ غریبوں کے ساتھ سلوک واحسان کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ خفیہ وعلانیہ غریبوں کی دستگیری کرتے تھے۔ اُن کی نظر میں شاہ وگدا اور امیر وغریب سب کا ایک رتبہ تھا۔ وہ سادہ غذا کھاتے اور سادہ کپڑے پہنتے تھے۔ اگر کوئی شخص قیمتی لباس پیش کرتا تو وہ قبول نہیں کرتے تھے۔ عبادت کا ان کو شوق تھا۔ اول شب میں کسی قدر سو رہتے۔ باقی تمام شب عبادتِ الٰہی میں بسر کرتے۔ شبِ جمعہ کو بالکل نہ سوتے ساری رات عبادت میں گذار دیتے۔ ان میں سے اکثر بڑے عابد وزاہد، کثیر الخشوع اور

سراپا کرم تھے۔ آدابِ طریقت کا ہر وقت خیال رکھتے تھے۔

عاصم بن نجیب الدینؒ کہتے ہیں:۔

میں طویل عرصہ تک داعیانِ محترم کے ساتھ رہا۔ میں نے کبھی خلوت و جلوت میں ان کو سر برہنہ اور پاؤں پھیلائے ہوئے نہیں دیکھا۔ ان کا اندازِ بیان دلکش اور آواز بلند و صاف تھی۔ خشک سے خشک مضمون کو نہایت فصاحت سے ادا کرتے تھے۔ اُن کی زبان کسی کی غیبت سے آلودہ نہیں ہوتی تھی۔ ہر وقت تعلیم و ارشاد میں مشغول رہتے۔ وہ سب خادمانِ دین دنیاوی جاہ و حشمت کو حقیر سمجھتے تھے۔ اکثر اپنی تقاریر میں یہ کہتے:۔

"جس علم پر عمل نہ ہو وہ ایک بے جان جسم کی مانند ہے۔ اور جس کو علم نے فواحش و معاصی سے نہ روکا وہ خاک سے بدتر ہے"۔

کبھی کبھی کسی سوال کے جواب میں کہتے:۔

"ہمارے شیخؒ نے تربیت و تعلیمِ باطنی حضرت سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بلاواسطہ پائی ہے۔ اور خلافت حضرت قاضی القضات سلطان ابو سعید مخزومیؒ سے حاصل کی ہے۔ ہمارے شیخ مقتدائے خلق اور علومِ ظاہری و باطنی کے آفتاب ہیں"۔

اس آفتابِ معرفت کے نور سے ریگستانِ عراق کا ذرہ ذرہ روشن ہوا اور ہزاروں گم گشتگانِ راہ نے اس کی روشنی میں اپنی منزلِ مقصود کا پتہ لگایا۔

یہ خادمانِ دین اپنے ہمسایوں کے ساتھ نہایت عمدہ سلوک کرتے تھے۔ اُن کے دکھ درد میں شریک ہوتے۔ اس میں مسلم و غیر مسلم کی تفریق روا نہیں رکھتے تھے۔ اگر ہمسایوں کی پریشانی کا علم ہوتا تو دل نوازی کرتے۔ اور ان کو کھانا کھلاتے۔ اگر کوئی شخص ہمسایوں کے ساتھ بُرا سلوک کرتا تو اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ یہ اصحابِ خیر اپنے نوکروں کے

ساتھ بھی شریفانہ اور مساویانہ برتاؤ کرتے تھے۔ جو خود پہنتے وہی ان کو پہناتے اور جو خود کھ
وہی اُن کو کھلاتے۔ اگر نوکروں کی طبیعت ناساز ہوتی تو خود گھر میں صفائی کرتے اور
بازار سے سودا خرید کر لاتے۔ تہجد کی نماز کے وقت خود پانی گرم کرتے۔

حضرت غوثِ اعظمؒ کے مریدانِ باصفا نے اپنے آپ کو خدمتِ خلق کے لیے وق
کر دیا تھا۔ وہ نہایت ہی دل سوزی سے مریضوں کی تیمارداری کرتے تھے، مسافروں
آرام پہنچاتے تھے۔ اپاہجوں کی خدمت کرتے تھے۔ ان میں غرور کا نام و نشان تک نہیں
تھا۔ اُن کا یہ معمول تھا کہ جب کسی اجتماع یا بازار میں جاتے تو ہر امیر و غریب کو سلام کر
جب کھانا کھانے بیٹھتے تو مساکین کو شریکِ طعام کر لیتے۔ معذور، بے سہارا اور بیکس
عورتوں کے گھروں پر جاتے اور اُن سے پوچھتے کہ اگر آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو ہم
بازار سے خرید کر لے آئیں۔ کچھ مسافر خانے بغداد سے کسی قدر دور تھے وہاں جا کر مسافر
کی خدمت کرتے تھے۔ بعض اہلِ ثروت مریدوں نے بہت سے کام رفاہِ عام کے بھی انجا
دیئے۔ غریبوں کے لئے مکانات تعمیر کرائے، جہاں پانی کی کمی تھی وہاں کنوئیں کھدوا
کئی مساجد تعمیر کرائیں اور مساجد میں قالینوں کا انتظام کیا۔

حضرت سلمان بن داؤد بغدادی لکھتے ہیں:۔

حضرت غوث الثقلینؒ کے اکثر مرید اور خلفاء، درویش کے دریا، حلم و بُردبار
کے پہاڑ، اور مروت و شفقت کے سمندر تھے۔ غریبوں کو کھانا کھلاتے اور یتیموں کی
پرورش کرتے تھے۔ جن اصحاب کو دعوت و تبلیغ کے لئے مقرر کیا گیا تھا وہ صفِ اول
کے خطیب تھے۔ برمحل اور برجستہ خطبہ دیتے تھے۔ اُن کی آوازیں بلند تھیں، تقریر بارش
ہوتی تھی۔ قوتِ تقریر کے ساتھ تحریر میں بھی ان کو کمال حاصل تھا۔ ان کی رائے نہایت

صائب ہوتی تھی۔ دن کے وقت تبلیغی کاموں میں مشغول رہتے۔ رات عبادت کیلئے تھی۔ جب سحر نمودار ہوتی تو گھر والوں کو عبادت کے لئے جگاتے۔ ان میں سے اکثر ہر سال حج کرتے تھے۔ ان میں سادگی تھی، اکثر فرشِ خاک پر سو جاتے۔

بعض داعیانِ محترم نہایت بے تکلفی اور سادگی سے رہتے تھے۔ کپڑوں میں کئی کئی پیوند لگے ہوتے۔ اخلاق کے لحاظ سے بے مثل تھے۔ زہد و قناعت، تواضع و انکسار، صبر رضا اور شکر و توکل کا سرمایہ ان کے پاس کثیر تھا۔ اپاہجوں کی خدمت کرنا وہ اپنا فرض سمجھتے تھے۔ اُن کے پاس جاکر وضو کراتے، اُن کے سر میں تیل ڈالتے، اُن کے کپڑے دھوکر سُکھاتے اور اُن کو کھانا کھلاتے۔ وہ سفر و حضر اور خلوت و جلوت میں ایثار و اخلاص کو سامنے رکھتے تھے۔ اُن کے خلوص اور ان کی حق پرستی سے ہر شخص متاثر ہوتا تھا۔ جو شخص ان کے قریب رہتا وہ ان کے قالب میں ڈھل جاتا۔ وہ جن علاقوں میں جاتے وہاں سے غرور، بدکاری اور بادہ نوشی کا خاتمہ کر دیتے۔ وہ جن لوگوں کو تعلیم دیتے وہ پاکیزہ نفسی، نیک خوئی اور حق پرستی کا مرقع بن جاتے۔

حضرت غوث الثقلین رح نے ۵۴۱ھ میں مندرجہ ذیل مقامات پر تبلیغ کے مدارس قائم کئے تھے:۔

طوس، بسطام، تبریز، ہمدان، موصل، کوفہ، الحطیف، حلب اور دمشق۔

ان مقامات پر داعیانِ محترم نے تربیت قلوب اور اصلاح اخلاق کا فرض بڑی خوبی سے انجام دیا۔ ان کی تبلیغی جد و جہد سے ہزاروں گمراہ راہِ راست پر آگئے۔ ہزاروں غفلت شعار خوابِ غفلت سے جاگ اُٹھے۔ بہت سے مبتلائے معصیت پرہیزگار بن گئے۔ حرص و ہوس کے آرزو مند، حق تعالےٰ کی رضامندی چاہنے لگے۔ لذتِ نفس کے

پجاری عابد و زاہد بن گئے۔ ظالموں کے اندر نرم دلی پیدا ہوگئی۔ معرفت حق کا پیغام اس طرح نشر ہوا کہ آسمان کی ہزاروں گردشیں اور زمانہ کے ہزاروں انقلابات بھی اُن اثرات کو ختم نہیں کر سکتے۔

گُلشنِ ہدایت کے پھُول

داعیانِ محترم نے اصلاح کے فرض کو بڑے اخلاص سے انجام دیا۔ ہزاروں آدمی ان کی پرہیزگاری سے متاثر ہوتے تھے۔ اور ان کے فیضِ صحبت سے شب و روز بہرہ اندوز ہوتے تھے۔ شروع میں ان داعیانِ محترم کو سخت حوصلہ شکن اور ہوشربا دشواریاں پیش آئیں۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد لاکھوں شمعِ معرفت کے پروانے راہِ طریقت پر گامزن ہوگئے۔ جو صفِ اوّل کے بدکار تھے وہ پرہیزگاری، لطافتِ طبع اور اثر پذیری کے سرمایہ دار ہوگئے۔ وہ جب اللہ اور اس کے رسولؐ کا پیغام سنتے تو ان کے دل ہل جاتے۔ اور اس طرح ہل جاتے جس طرح پھولوں کی پنکھڑیاں نسیم صبح کی خاموش حرکت سے ہل جاتی ہیں۔ بہت سے غیر مسلم داعیانِ محترم کی تقاریر سُن کر صدق دل سے مسلمان ہوگئے۔ بہت سے ان کے اخلاقی اثر سے اسلام لائے۔ اور انہوں نے اپنے قبیلہ کے بہت سے لوگوں کو بھی مسلمان کیا۔ بعض سرمایہ داروں نے نومسلموں کو راہِ حق سے برگشتہ کرنے کی کوشش کی مگر شمعِ معرفت کے پروانوں نے کسی چیز کا اثر قبول نہیں کیا۔ بعض حق پرستوں نے اپنے مال و جائداد کو بھی اسلام پر قربان کر دیا۔ ان شرابِ معرفت کے متوالوں نے صبر و استقامت کی بے نظیر مثالیں پیش کیں۔ بعض نے اپنے اہل و عیال اور اعزا و اقارب سے بھی تعلقات منقطع کر لئے۔ جب داعیانِ محترم سے کوئی کرامت ظاہر ہوتی تو ان نومسلموں کی قوتِ ایمانیہ

میں اور بھی اضافہ ہو جاتا تھا۔ ان نومسلموں کو عبادت کا بے حد شوق تھا۔ اکثر باوضو رہتے تھے اور نہایت مستعدی سے نمازِ پنجگانہ ادا کرتے تھے۔ اذان کے بعد اپنی دوکانیں چھوڑ کر مساجد میں پہنچ جاتے تھے۔ جمعہ کی نماز کا خاص طور پر اہتمام کرتے تھے۔ بہت سے تہجد کی نماز بھی پڑھتے تھے۔ زکوٰۃ صحیح طور پر ادا کرتے تھے۔ زکوٰۃ کے علاوہ صدقہ وخیرات سے کوئی دن ان کا خالی نہیں جاتا تھا۔ ماہِ رمضان المبارک کے روزے رکھتے تھے۔ حج اگرچہ تمام عمر میں صرف ایکبار فرض ہے لیکن بہت سے نومسلم تقریباً ہر سال فریضۂ حج ادا کرتے تھے۔ ایثار و قربانی کا یہ عالم تھا کہ بہت سے نومسلموں نے اپنے باغات اور مکانات غریبوں کے لئے وقف کر دئے تھے۔ اکلِ حرام سے سخت اجتناب کرتے تھے۔ یتیموں کی پرورش میں بڑے شوق سے حصہ لیتے تھے۔

حضرت غوث الثقلینؒ کے فیض نے ان نومسلموں کو بھی فضائلِ اخلاق کا سمندر بنا دیا تھا۔ آسودہ حال نومسلم کسی مسکین کی شرکت کے بغیر کھانا نہیں کھاتے تھے۔ اگر سفر میں ہوتے تو راستہ کے غریبوں کو شریکِ طعام کر لیتے۔ اگر کسی کو پریشان حال دیکھتے تو اپنا کھانا اُٹھا کر اسے دیدیتے۔ زندگی کے کسی معاملہ میں جھوٹ نہیں بولتے تھے۔ امانت ودیانت کا خیال رکھتے تھے۔ رنج وراحت میں حق تعالےٰ کا شکر ادا کرتے تھے۔ اگر کسی سے وعدہ کر لیتے تو اسے ہر حال میں پورا کرتے تھے۔ اپنے نوکروں سے برادرانہ سلوک کرتے تھے۔ اگر کسی کو مظلوم یا پریشان دیکھتے تو اس کی اعانت کے لئے اپنی جان تک خطرہ میں ڈال دیتے تھے۔

غیر مسلموں پر اثر

حضرت شیخ عفیف الدین بن مبارکؒ لکھتے ہیں:۔

ایثار و اخلاص اور خلقِ عظیم کی وجہ سے غیر مسلموں کو بھی حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کی ذاتِ گرامی اور ان کے داعیانِ محترم سے بے پناہ عقیدت تھی۔ بہت سے یہودی اور عیسائی مختلف طریقوں سے برکت اندوز ہوتے تھے۔ مثلاً جب ان کے بچے بیمار پڑتے یا پیدا ہوتے تو وہ دعائے صحت و برکت کے لئے حاضر ہوتے۔ بچوں کو اپنے ساتھ لاتے۔ حضرت بچوں کے سر پر ہاتھ پھیرتے اور صحت و برکت کی دعا فرماتے۔

ایک یہودی کا لڑکا سخت بیمار تھا۔ حضرتؒ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور اپنے منہ میں کھجور ڈال کر اس کے منہ میں ڈالی۔ اُسے صحت حاصل ہو گئی۔ وہ یہودی اسی دن مسلمان ہو گیا۔

اوقاتِ نماز میں بہت سے یہودی اور عیسائی حاضر ہوتے تھے اور آپ کے وضو کا پانی لے جاتے تھے۔

آشوبِ چشم کے بہت سے مریض حاضر ہوتے، حضرتؒ ان کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرتے اور ان کو صحت حاصل ہو جاتی۔ نمازِ فجر کے بعد بہت سے یہودی اور عیسائی برتنوں میں پانی لے کر حاضر ہوتے، آپ ان میں اپنا دستِ مبارک ڈال دیتے۔ اس پانی سے مریضوں کو صحت حاصل ہوتی تھی۔ جو لوگ باغات کے مالک تھے وہ آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی لے جاتے اور درختوں کی جڑوں میں ڈال دیتے۔ اس سے عظیم برکت حاصل ہوتی۔ جس پانی میں آپ ہاتھ ڈال دیتے وہ لوگوں کے لئے آبِ حیات ثابت ہوتا۔ اگر حضرتؒ کسی کو اپنا جوڑا

بانی مرحمت فرماتے وہ اسے نعمتِ عظیم سمجھتا۔

سرِ مبارک میں یا ریشِ مبارک میں کنگھی کرتے ہوئے جو بال جھڑ جاتے لوگ ان
کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔

اہلِ عقیدت حضرتؒ کے لکھے ہوئے خطوط کی نہایت عزت کرتے تھے اور اُن کو
آنکھوں سے لگاکر برکت اندوز ہوتے تھے۔

حضرتؒ باب الشیخ کی جس مسجد میں اعتکاف فرماتے تھے وہاں طلبار حاضر ہو کر اپنے
اسباق یاد کرتے تھے اور کچھ روز کے بعد علوم و معارف کا سمندر بن جاتے تھے۔

غیر مسلم بھی جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو فرطِ ادب سے تصویر بن جاتے۔
اگر غیر مسلم امرار آپ کو راستہ میں دیکھتے تو سواری سے اُتر جاتے۔

ایک بار آپ پیدل جا رہے تھے۔ اسی حالت میں ایک یہودی سوار نے آپ
کو دیکھا۔ وہ فرطِ ادب سے نیچے اُتر گیا۔ اور درخواست کی کہ آپ گھوڑے پر سوار ہو جائیے۔
آپ نے فرمایا ”میں پیدل چلنا پسند کرتا ہوں“

غیر مسلم بھی ادب کی وجہ سے آپ سے آگے چلنا پسند نہیں کرتے تھے۔

بعد نمازِ فجر جب یہودی اور عیسائی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ کے
دامن کو بوسہ دیتے۔ ایک مرتبہ آپ ایک یہودی محلہ سے گذرے تو سب نے آپ کے
ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دیا۔ بہت سے غیر مسلم باب الشیخ میں حاضر ہو کر مدرسہ میں جھاڑو دیا
کرتے تھے۔ جب آپ کسی سفر میں تشریف لے جاتے تو غیر مسلم بھی آپ کی واپسی اور سلامتی کے
لئے دعائیں مانگتے تھے۔

بعض غیر مسلم بغداد سے بہت دور رہتے تھے۔ وہ روزانہ آپ کی خدمت میں حاضر

نہیں ہو سکتے تھے وہ جمعہ اور اتوار کو معمولاً حاضر ہوتے تھے۔ اگر کسی وجہ سے خود حاضر نہ ہو سکتے تو ان کے ملازم برتنوں میں پانی لے کر حاضر ہوتے۔ حضرت ان میں اپنا مبارک ہاتھ ڈال دیتے۔ جو غیر مسلم مسلسل آپ کی تقاریر سنتے اُن کے اندر رقتِ قلب پیدا ہو جاتی جب آپ دولت کدہ سے مسجد کی طرف جاتے تو دو رویہ اہلِ عقیدت کی صفیں قائم ہو جاتیں۔ اگر حضرت کسی کے سر پر ہاتھ پھیر دیتے تو یہ توجہ اس کے لئے دنیا و مافیہا سے زیادہ گراں قدر تھی۔

ایک یہودی عالم نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بات چیت کی لیکن اس پر اس قدر رعب طاری ہوا کہ جسم میں رعشہ پڑ گیا۔ اُس نے اسی وقت اسلام قبول کیا۔

حضرتؒ کے فضائلِ اخلاق کا آپ کے خدام پر بھی کافی اثر تھا۔ آپ کے اکثر مرید کسی مسکین کی شرکت کے بغیر کھانا نہیں کھاتے تھے، وہ لوگ اگر سفر میں جاتے اور گھوڑے یا اونٹ پر سے کوئی چیز گر جاتی تو کسی سے یہ نہیں کہتے تھے کہ یہ اُٹھا دو۔ بلکہ خود اپنے ہاتھ سے اُٹھاتے تھے۔ غریب دوستوں کو اپنے کاروبار میں شریک کر لیتے تھے۔ جو صاحبِ امارت تھے وہ غریبوں کے ساتھ لطف و مدارات سے پیش آتے۔ ان کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے اور ان کو اپنے ساتھ لے جا کر کھانا کھلاتے تھے۔ بعض داعیانِ محترم نے اپنے مال کا زیادہ حصہ راہِ خدا میں صرف کر دیا۔ بہت سے اہلِ امارت طلبار کے لئے سامان مہیا کرتے تھے۔

اگر کسی مرید کو تجارت میں زیادہ نفع حاصل ہوتا تو وہ طلبار کو تقسیم کر دیا جاتا بعض مرید مسافر خانوں میں جا کر مسافروں کو کھانا کھلاتے تھے۔ حضرتؒ کے تمام خدام غیبت، بدگوئی، نکتہ چینی اور فضول باتوں سے سخت پرہیز کرتے تھے۔ اگر کسی خادم کی

زبان سے کسی کے لئے کوئی سخت لفظ نکل جاتا تو وہ اس پر اظہارِ افسوس کرتے تھے۔ اگر کوئی خطاکار حضرتؒ کے سامنے آکر اپنی خطاؤں کا اقرار کرتا تو آپ اس کی ہدایت کے لئے دعا کرتے اور اس سے فرماتے "اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو۔ اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔" اگر کچھ طالبانِ ہدایت باہر سے آتے تو خدام اُس کے لئے بستر بچھاتے، ان کو عمدہ کھانا کھلاتے۔ اور اُن کو آرام پہنچانے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرتے۔

حضرتؒ کے خدام امانت و دیانت کا ہر وقت خیال رکھتے تھے۔ اگر کوئی شخص اپنا مال بطورِ امانت رکھ دیتا اور سفر میں چلا جاتا تو بڑی ذمہ داری کے ساتھ اس کے مال کی حفاظت کرتے تھے۔ اگر اس کے اہل و عیال کسی وقت پریشان ہو جاتے تو اپنے مال سے ان کی امداد کرتے تھے۔ لیکن اس کے مال کو ہاتھ نہیں لگاتے تھے۔

حضرتؒ کے ایک خادم نہایت دولت مند تھے۔ لیکن نہایت سادگی سے رہتے تھے۔ ایک بار ایک مسافر نے اپنا بستر ان کے سر پر رکھ دیا اور کہا اسے رباطِ عاصم تک پہنچا دو۔ وہ رُباطِ عاصم تک بستر لے کر چلے گئے۔

رُباط کے مہتمم نے کہا۔ "یہ ایک آسودہ حال تاجر ہیں"

مسافر نے کہا۔ "معاف کیجئے میں نے آپ کو پہچانا نہیں"

انہوں نے کہا "اس میں کیا حرج ہے۔ مسلمانوں کی خدمت میرا فرض ہے۔"

خدام میں قناعت پسندی بدرجۂ کمال موجود تھی۔ جو کچھ آسانی سے مل جاتا اس پر حق تعالےٰ کا شکر ادا کرتے۔ کھانا کھا کر یہ کلمات کہتے:

"اُس اللہ کا شکر ہے جو ہمارا کفیل ہوا اور جس نے ہمارے رزق میں وسعت دی" خدام میں طہارت و پاکیزگی آخری حد تک موجود تھی۔ بعض خدام معمولاً ایک بار روزانہ

غسل کرتے تھے۔ اگر کوئی طالب علم سر کے بالوں کو صاف نہ رکھتا تو حضرتؓ فرماتے:

"کنگھی کرو، بالوں کو گرد و غبار سے بچاؤ۔ ہر وقت زیب و زینت میں مشغول رہنا اچھا نہیں، لیکن طہارت و نظافت انسانی زندگی کے لئے نہایت ضروری ہے"

حضرتؓ کے خدّام عہد کی پابندی کو اپنی زندگی کا اہم فرض سمجھتے تھے۔ اگر وہ کسی سے وعدہ کر لیتے کہ ہم فلاں وقت آئیں گے تو اہم مشاغل کے باوجود صحیح وقت پر پہنچتے تھے۔ بعض داعیان کو ایک قریہ میں جانا تھا۔ سواری کا انتظام نہ ہو سکا۔ اسی حال میں وہ پیدل چلے گئے۔ غریب پروری ان کا خاص شیوہ تھا۔ اکثر آسودہ حال خدّام غریبوں کی کفالت کرتے تھے۔

سیّد نجیب الدین بغدادیؒ لکھتے ہیں:

"میں نے حضرت سیدنا عبد القادرؓ کے مریدوں سے زیادہ دیندار، زیادہ پرہیزگار زیادہ سخی اور زیادہ مسکین پرور کسی جماعت کے ارکان کو نہیں دیکھا۔ وہ یتیموں کی پرورش اپنے بچوں کی طرح کرتے تھے۔"

دنیائے معرفت میں حضرت غوثِ اعظمؓ کی عظمت

حضرت غوثِ اعظمؓ کی قطبیت، دنیائے معرفت میں ایک برتری لئے ہوئے ہے۔ عالمِ اسلام کا کوئی روحانی نظام ایسا نہیں جو حضرتؓ کی توجہاتِ باطنی سے فیض یاب نہ ہوا ہو۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

"حضرت غوث الثقلینؓ مرکزِ ولایت ہیں۔ عالمِ اسلام میں جسے کوئی عظیم روحانی مرتبہ ملا، وہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ کی توجہ باطنی سے ملا۔ لاریب حضرت

غوث الثقلین مرکزِ ولایت و قطبیت ہیں۔"

حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید دہلوی ؒ سے کسی نے حضرت غوث الثقلین رض کے مرتبۂ روحانی کی بابت پوچھا۔ حضرت جان جاناں نے فرمایا:

"فیضانہٗ کالمطر" یعنی اُن کے فیوض مثل بارش کے ہیں۔

حضرت غوث الثقلین رح نے اپنے مرتبۂ روحانی کے سلسلہ میں ایک شعر لکھا ہے۔ فرماتے ہیں:

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا
اَبَدًا عَلٰی اُفُقِ الْعُلٰے لَا تَغْرُبُ

دیگر اولیاء سابقین کے آفتاب غروب ہو گئے، ہمارا آفتاب ہمیشہ بلندی کے افق پر رہے گا، غروب نہ ہو گا۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رح نے "سیف المسلول" میں لکھا ہے:

بلاشبہ حضرت غوث الثقلین رح مرکز ولایت ہیں۔ یہ درجہ مرکزیت ان کو حضرت امام حسن عسکری رض کی جانشینی میں حاصل ہوا۔ اسی بلند مقام کی رسائی پر حضرت رح نے قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ ارشاد فرمایا۔ یعنی جملہ اولیاء اللہ کی گردن پر میرا قدم ہے۔

حضرت خواجہ نصیر الدین محمود رح "مسالک السالکین" میں لکھتے ہیں:

حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ اپنے بست سالہ عہد ریاضت میں تھے، کہ قدمی ھذہٖ کی آواز سُنی۔ تو فوراً کہا "قَدَمُہٗ عَلٰی رَاسِیْ وَعَلٰی عَیْنِیْ" (اُن کا قدم میرے سر پر اور میری آنکھوں پر)

حضرت خواجہ سید آدم بنوری (مہاجر و مدفون مدینہ منورہ) قدس سرہٗ کتاب الاسرار میں لکھتے ہیں:

"شیخ الاسلام حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کی مجلس میں قدمی ھذہٖ کا ذکر ہوا تو حضرت بابا صاحبؒ نے فرمایا۔ اگر میں اس زمانہ میں ہوتا تو عرض کرتا عَلٰی حَدَقَۃِ عَیْنِیْ" (میری دونوں آنکھوں کی پتلیوں پر)

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہٗ "زبدۃ الاسرار" میں تحریر فرماتے ہیں:

"۴۷۱ھ سے پہلے بڑے بڑے اولیاء کرامؒ نے پیشین گوئی کی تھی کہ:

سوف یظھر بالعراق رجل من العجم عالی المنزلۃ عند اللّٰہ وعند الناس اسمہٗ عبد القادر مسکنہٗ بغداد، یقول قدمی ھذہٖ علٰی رقبۃ کل ولی اللّٰہ۔

قریب ہے کہ عراق میں ایک عجمی بزرگ ظاہر ہوگا جس کا رتبہ اللہ اور انسانوں کے نزدیک بلند ہوگا۔ اس کا نام عبد القادر اور مسکن بغداد ہوگا۔ وہ ارشاد فرمائیں گے کہ میرا قدم جملہ اولیاء اللہؒ کی گردن پر ہے۔

وَھٰذَا الحَقُّ (اور یہ سچ ہے)

حضرت ابو نعیم بغدادیؒ "تذکرۃ الواصلین" میں لکھتے ہیں:

حضرت خلیفہ شیخ اکبر قدس سرہٗ جو کثیر الرؤیا بزرگ تھے اور بارگاہ رسالتؐ میں جن کو خاص حضوری نصیب تھی۔ انہوں نے حضور فخر کائنات سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قدمی ھذہٖ الخ کی بابت دریافت کیا تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا:

"صدق الشیخ عبد القادر وکیف لا وھو القطب انا

ارعاہ " (زبدۃ الاسرار صفحہ ۱۱)

شیخ عبدالقادرؒ نے سچ کہا اور کیونکر نہ کہتے وہ قطب ہیں میں اُن کی نگرانی رکھتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بلخیؒ نے "خوارق الاحباب" کے پچیسویں باب میں ذکر کیا ہے:

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ بخارا میں جلوہ گر ہوئے اور وہاں کے انگوروں کو دیکھا اور اُن کی خوشبو کو سونگھا۔ پھر فرمایا "میرے انتقال کے ایک سو پچھتر سال بعد ایک درویش پیدا ہوگا جس کا نام بہاءالدین نقشبندؒ ہوگا۔ وہ میرے خاص فیض کا حامل ہوگا" ٹھیک ایک سو پچھتر سال کے بعد حضرت بہاءالدین نقشبند پیدا ہوئے۔ جب اُن کی چالیس سال کی عمر ہوئی تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت غوث اعظمؓ تشریف لائے ہیں اور حضرت نے اپنے دستِ مبارک کو بشکلِ اللہ بنا کر قلب پر رکھا۔ فوراً نقش قائم ہو گیا۔ صبح آنکھ کھلی تو سینہ پر نقش موجود تھا۔

حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ اور اُن کے بزرگ حضرت ابو نجیب سہروردی قدس سرہٗ بارہا حضرت غوث الثقلینؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ظاہری باطنی فیوض حاصل کئے۔ یہ دونوں بزرگ اکثر فرمایا کرتے تھے:

حضرت غوث اعظمؓ بے شک مرکزِ ولایت ہیں۔ صفِ اولیاءؒ میں اُن کو خاص برتری حاصل ہے۔ ان کی برکتوں کا آفتاب قیامت تک ضیا باری کرتا رہیگا۔ جو اہلِ بصیرت ہیں وہ جانتے ہیں کہ آسمانِ معرفت کے ستاروں میں اُن کو بلا شبہ شمسِ نصف النہار کی حیثیت حاصل ہے۔ قطبیتِ کبریٰ کا تاج ان کے سر پر ہے۔ اور مالکِ کائنات کی محبوبیت کا شرف ان کو حاصل ہے۔ بے شک اُن کا آفتاب

اقتدار ہمیشہ بلندی کے افق پر رہے گا۔

کراماتِ حضور غوث الثقلین رضؓ

شیخ صالح ابوالمظفر اسماعیل بن علی حمیریؒ "تذکرۃ الکرام" میں لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے ایک شاندار باغ عطا فرمایا تھا۔ اسی باغ میں دو درخت کھجور کے تھے۔ جو عمر رسیدہ ہونے کے باعث سوکھ گئے تھے۔ میرا ارادہ تھا کہ میں ان درختوں کو باغ میں سے قطع کرا دوں۔ ایک روز میرے مرشدِ محترم سرکار غوثِ اعظمؓ باغ میں تشریف لائے۔ حضرتؒ نے وضو کے لئے پانی طلب فرمایا۔ میں نے پانی حاضر کر دیا۔ حضرتؒ نے کھجور کے ایک سوکھے ہوئے درخت کے نیچے بیٹھ کر وضو فرمایا اور دوسرے درخت کے نیچے نوافل پڑھے۔ ابھی سرکارؒ عبادت میں مصروف تھے کہ دونوں درخت سرسبز و شاداب ہو گئے۔ اور دونوں میں خوشے پیدا ہوئے۔ عبادت سے فارغ ہو کر حضرتؒ نے فرمایا "اسمٰعیل، آسودگی خاطر حاصل ہونے پر ہمیشہ غریبوں کی مدد کرو۔"

شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین عمر سہروردیؒ کے ایک مرید قیام الدین بیان کرتے ہیں:

میں چالیس دن تک خلوت میں اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر رہا چالیس دن گزرنے کے بعد میں نے حضرت شیخ الشیوخ کو ایک بلند پہاڑ کی چوٹی پر اس شان سے جلوہ افروز دیکھا کہ آپ کے گرد و پیش جواہرات کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں اور آپ کے ہاتھ میں ایک پیمانہ ہے۔ پہاڑ کے نیچے بہت سے لوگ دامن پھیلائے کھڑے

ہوئے ہیں۔ حضرت شیخؒ اس پیمانہ کو جلد جلد جواہرات سے بھر کر مانگنے والوں کی طرف پھینک رہے ہیں۔ جواہرات جب ذرا کم ہوتے ہیں تو اس تیزی کے ساتھ بڑھتے ہیں جیسے کہ کسی چشمہ سے پھوٹ رہے ہیں۔ یہ ماجرا میں نے چلہ کشی کی حالت میں دیکھا۔ جب میں چلہ کشی سے فارغ ہوا تو میں نے سوچا کہ یہ حالات حضرت شیخ الشیوخؒ سے بیان کروں۔ یکایک حضرتؒ نے فرمایا "جو کچھ تم نے دیکھا بالکل صحیح ہے۔ یہ سب کچھ اس کی برکت ہے کہ میرے سینہ پر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنا دستِ کرامت رکھا تھا۔"

حضرت سیدنا ابی صلح نصر رحمۃ اللہ علیہ (نبیرہ حضور غوثِ اعظم رضؓ) اپنے والد ماجد حضرت سیدنا عبدالرزاق جیلانیؒ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز ہمارے والد ماجد حضرت سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نمازِ جمعہ کے لئے گھر سے جامع مسجد کو روانہ ہوئے۔ ہمراہی میں ہمارے دو بھائی عبدالوہابؒ اور عیسیٰؒ بھی تھے۔ راستہ میں ہمیں سلطانِ بغداد کے ملازمین تین خچروں پر شراب کے مٹکے لے جاتے ہوئے ملے۔ شراب کی بدبو بہت تیز تھی جس سے حضرت والد ماجد کی طبیعت بہت منغض ہوئی۔ حضرتؒ نے کوتوال سے کہا ٹھہر جاؤ۔ اُس پر ہیبت طاری ہو گئی، بجائے اس کے کہ وہ رُک جاتا اس نے خوف کے مارے بھاگنے کی کوشش کی اور جانوروں کو تیزی کے ساتھ بھگانے کا قصد کیا۔ حضرتؒ نے باربرداری کے جانوروں کو حکم دیا ٹھہر جاؤ۔ جانور جہاں تھے وہیں رُک گئے۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ جیسے پتھر کے ہوگئے ہیں۔ جانور بالکل بے حرکت تھے۔ کوتوال اور دیگر ملازمین کو قولنج کے درد کا ایسا شدید دورہ پڑا کہ سب کے سب وہیں زمین پر گر کر تڑپنے لگے اور توبہ و استغفار میں مصروف ہو گئے۔ حضرتؒ کو ان کے حال پر

رحم آگیا۔ جب حضرتؒ اُن کے قریب سے گزرے تو وہ صحت یاب ہو گئے۔ اور شراب کی بو سر کے سے بدل گئی۔ حضرتؒ مسجد میں تشریف لے آئے۔ سلطان کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو اس پر ہیبتِ الٰہی طاری ہو گئی۔ شراب کے برتنوں کو جب کھولا گیا تو ان میں بجائے شراب کے سرکہ برآمد ہوا۔ سلطان نے شراب نوشی سے توبہ کر لی۔ اور بہت سے محرماتِ شرعیہ کو ترک کر دیا۔ خانقاہ میں حاضر ہوا تو نہایت ادب و احترام سے حضرت غوث الثقلینؒ کے دربار میں بیٹھا نصائح سنتا رہا۔

حضرت ابو عمر عثمان ازدیؒ بیان کرتے ہیں:

میں اپنے وطن میں گھر سے باہر چت لیٹا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا کہ پانچ کبوتر میرے اوپر سے گزرے۔ ہر کبوتر تسبیح الٰہی میں مشغول تھا۔ حق تعالےٰ نے ان کبوتروں کی زبان کا مجھ پر انکشاف کیا۔ پہلے کبوتر کی زبان پر یہ الفاظ تھے:

سُبْحَانَ مَنْ عِنْدَہٗ خزائن کل شیءٍ وما ننزلہ الا بقدر معلوم

ترجمہ: پاک ہے وہ اللہ جس کے پاس ہر شے کے خزانے ہیں۔ اور نہیں اُتارتا مگر ایک اندازۂ معین کے مطابق۔

دوسرا کبوتر یہ کہہ رہا تھا:

سبحان من اعطی کل شیءٍ خلقہٗ ثم ھدیٰ۔

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے ہر شے کو تخلیق عطا کی پھر اس کو ہدایت دی۔

تیسرے کبوتر کی زبان پر یہ الفاظ تھے:

سبحان من بعث الانبیاء حجۃ علیٰ خلقہٖ وفضل علیھم محمدا صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ: پاک ہے وہ اللہ جس نے انبیاء کرام کو مخلوق پر حجت بنا کر بھیجا اور ان سب پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فضیلت عطا فرمائی۔

چوتھا کبوتر یہ کہہ رہا تھا:

کل ما کان فی الدنیا باطل الا ما کان للہ و رسولہ۔

ترجمہ: ہر وہ چیز جو دنیا میں موجود ہے حرف غلط ہے مگر وہ چیز جو اللہ اور اس کے رسولؐ کے لئے ہے۔

پانچویں کبوتر کی زبان پر یہ الفاظ تھے:

یا اھل الغفلۃ من مولا کم قوموا الی ربکم رب کریم یعطی الجزیل و یغفر الذنب العظیم۔

ترجمہ: اے اپنے مولا سے غفلت کرنے والو! اٹھو، اپنے رب کی طرف جو بہت کچھ دینے والا پروردگار ہے اور بڑے سے بڑا گناہ بخشنے والا ہے۔

حضرت ابو عمر عثمانؒ کہتے ہیں:

اس تسبیح کی ہیبت و جلال سے میں بے ہوش ہو گیا جب ہوش آیا تو مجھے معلوم ہوا کہ تمام دنیوی آلائشوں سے میرا قلب بالکل پاک ہے۔ صبح کو میں نے اپنے رب سے عہد کیا کہ میں کسی آفتابِ معرفت کے ہاتھ پر شرفِ بیعت حاصل کروں گا۔ اسی روز میں اپنے وطن سے نکل کھڑا ہوا۔ مجھے قطعاً معلوم نہیں تھا کہ میں کہاں جا رہا ہوں اور میری منزل کہاں ہے۔ ابھی کچھ فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ سرِ راہ مجھے ایک باعظمت بزرگ مل گئے۔ انہوں نے فوراً کہا۔ "السلام علیک یا عثمانؒ!" میں نے ادب و احترام کے ساتھ سلام کا جواب دیا مگر میں حیران تھا کہ ان کو میرا نام کس طرح معلوم ہوا؟

یکا یک اُن بزرگ نے فرمایا "اے عثمانؒ! حیران ہونے کی ضرورت نہیں، میں خضرؑ ہوں۔ ابھی میں بغداد میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے پاس تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا "راہ میں ایک طالب معرفت ملے گا اُسے ہمارے پاس بھیجدینا"

"اے عثمانؒ! تمہیں بشارت ہو کہ اس زمانہ میں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ تمام اولیاء اللہ کے سردار ہیں اور تم اُن سے فیض حاصل کرو گے" میں خضر علیہ السلام سے راہ چلتے چلتے باتیں کر رہا تھا اور مجھے کچھ معلوم نہ تھا کہ میں کہاں جا رہا ہوں؟ مجھے یہ بھی اندازہ نہ ہو سکا کہ میں نے کتنا راستہ طے کیا ہے۔ کچھ دیر کے بعد میں نے اپنے آپ کو بغداد میں خانقاہِ شیخؒ کے دروازہ پر پایا۔ حضرت خضر علیہ السلام مجھے نظر نہ آئے۔ میں خانقاہ شریف میں حاضر ہوا۔ حضرت غوث الثقلینؒ نے مجھے دیکھ کر فرمایا:

"ایسے شخص کو مرحبا! جسے حق تعالےٰ نے پرندوں کی زبان سے اپنی معرفت عطا فرمائی" اس کے بعد حضرت غوث اعظمؓ نے اپنی کلاہِ مقدس میرے سر پر رکھ دی۔ جس سے میرے دل و دماغ میں سردی سی محسوس ہوئی اور تمام عالم ملکوت مجھ پر روشن ہو گیا۔ قریب تھا کہ میں بے ہوش ہو جاؤں مگر حضرتؒ نے فوراً اپنی ردائے مبارک مجھ پر ڈال دی۔ جس سے میرے حوصلہ میں بلندی پیدا ہوئی۔ پھر حضرتؒ نے مجھے اعتکاف کا حکم دیا اور میں کئی ماہ تک تزکیۂ نفس میں مشغول رہا یہاں تک کہ منزلِ مقصود میرے سامنے آ گئی۔

حضرت شیخ عفیف الدین بن المبارک بغدادیؒ لکھتے ہیں:

۵۴۱ھ کا ذکر ہے، میں ایک روز حضرت غوث الثقلینؒ کی خدمت میں حاضر تھا۔ میرے دل میں یہ خیال آیا کہ کیا اچھا ہوتا کہ میں آج حضرت کی کوئی کرامت دیکھتا۔

اس خیال کے دل میں آتے ہی حضرت شیخؒ نے میری طرف نظر اُٹھائی اور مسکراتے ہوئے فرمایا۔ عفیف! عنقریب ہمارے یہاں پانچ مہمان آنے والے ہیں۔ ایک عجمی ہے جس کا رنگ سرخ و سپید ہوگا۔ اس کے دائیں رخسار پر ایک داغ ہے۔ اس کی زندگی صرف نوماہ اور باقی ہے اس کو جنگل میں شیر ہلاک کردے گا۔ دوسرا مہمان عراقی ہے۔ سرخ و سپید رنگ ہے۔ اس کی دونوں آنکھوں میں خرابی ہے۔ اس کے پاؤں میں بھی لنگ ہے۔ یہ شخص ہمارے پاس صرف ایک روز رہے گا۔ اس کے بعد فوت ہوجائیگا۔ تیسرا مہمان مصری ہے۔ رنگ گندمی ہے اس کے بائیں ہاتھ کی چھ انگلیاں ہیں۔ بائیں ران پر ایک نیزہ کا زخم ہے جو تیس سال ہوئے اس کے لگا تھا۔ چوتھا مہمان شامی ہے گندمی رنگ ہے۔ یہ شخص سات سال کے بعد فوت ہوجائیگا۔ پانچواں مہمان یمنی ہے سُرخ و سپید رنگ ہے۔ یہ نصرانی ہے اس کے لباس کے نیچے صلیب ہے۔ وہ اہلِ معرفت کا امتحان لیتا پھرتا ہے۔" اس کے بعد فرمایا۔ عجمی بھُنا ہوا گوشت چاہتا ہے۔ عراقی چاولوں کے ساتھ مرغی کھانا چاہتا ہے۔ مصری کی خواہش ہے کہ شہد اور گھی سے اس کی تواضع کی جائے۔ شامی کی تمنا ہے کہ اسے میوے پیش کئے جائیں۔ یمنی تلے ہوئے انڈے کھانا چاہتا ہے۔ حق تعالےٰ ان کی خواہش کے مطابق ان کا رزق ہمارے پاس بھیجدیگا۔"

حضرت عفیف الدینؒ کہتے ہیں:

چند ساعتیں ہی گزری تھیں کہ پانچ شخص حضرتؒ کی خانقاہ میں حاضر ہوئے۔ حضرتؒ نے باریابی کی اجازت دیدی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ میں نے دیکھا کہ جو حُلیہ حضرتؒ نے بیان کیا تھا اس میں سرِ مو فرق نہ تھا۔ میں نے مصری سے دریافت کیا۔ تمہاری ران کے زخم کا کیا حال ہے؟" اسے میرے سوال سے

سخت تعجب ہوا۔ اُس نے کہا۔ تمہیں میرے اس زخم کی کیسے اطلاع ہوئی ؟" میں ان ہی باتوں میں مشغول تھا کہ شیخؒ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے کہا۔ حضور! کھانا حاضر ہے۔" حضرتؒ نے خدام سے فرمایا "مہمانوں کے ہاتھ دھلاؤ" دسترخوان بچھایا گیا۔ کھانے کے طباق لانے والے مؤدب کھڑے تھے۔ حضرتؒ اشارہ فرماتے تھے کہ فلاں شخص اپنا طباق فلاں مہمان کے سامنے رکھے۔ غرض جس مہمان کے دل میں جس کھانے کی خواہش تھی وہی طباق اس کے سامنے رکھا گیا۔

حضرتؒ کی یہ کرامت دیکھ کر پانچوں مہمان سراپا حیرت بن گئے۔ یمنی مہمان سے حضرت نے فرمایا۔ "تم نصرانی ہو اور تمہاری عبا کے نیچے صلیب ہے۔" نصرانی نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔

حضرت شیخ عفیف الدینؒ لکھتے ہیں:

ان مہمانوں کے سلسلہ میں حضرتؒ نے جو کچھ فرمایا تھا وہ حرف بحرف صحیح ثابت ہوا۔ عراقی مہمان ایک ماہ خانقاہ میں مقیم رہ کر فوت ہو گئے۔ میں ان کے جنازہ کی نماز میں شریک تھا۔ شامی مہمان کے متعلق معلوم ہوا کہ سات سال کے بعد وہ آغوشِ اجل میں پہنچ گئے۔ اسی طرح دوسرے اصحاب کے واقعات بھی پیش آئے۔ یمنی نصرانی نے صدق و اخلاص کے ساتھ اسلام قبول کیا تھا۔ اور ریاضت کی منزل طے کی تھی۔ رب السماوات والارض نے اسے معرفت کی نعمت عطا کی۔ اُسے حضرتؒ کے ساتھ بے پناہ شیفتگی اور عقیدت تھی۔ استقامت محکم کا سرمایہ اسے حاصل ہوا۔

حضرت شیخ عفیف الدین بغدادیؒ بیان کرتے ہیں:

میں حضرت غوث الثقلینؒ کے مدرسہ میں کھڑا تھا کہ آپ دولت کدہ سے باہر

میں عصا لئے ہوئے تشریف لائے۔ عصا کو دیکھ کر مجھے خیال ہوا کہ آپ اس وقت اپنے اس عصا سے مجھے کوئی کرامت دکھاتے تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ آپ نے یہ بات محسوس کرلی اور مسکرا کر میری طرف نظر کی اور اپنا وہی عصا زمین میں گاڑ دیا وہ فوراً روشن ہوگیا۔ اُس کی روشنی لمحہ بہ لمحہ بڑھتی رہی، یہاں تک کہ اس سے سارا مکان روشن ہوگیا۔ ایک گھنٹہ تک اس سے نور کی بارش ہوتی رہی۔ پھر آپ نے اُسے اُٹھالیا تو وہ اپنی اصلی حالت پر آگیا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا:

"عفیف! تم ایسی ہی کوئی بات چاہتے تھے نا؟"

میں نے عرض کیا "جی ہاں!"

اور آپ حجرہ میں تشریف لے گئے۔

دجلہ کی طغیانی ایک دفعہ اتنی بڑھی کہ اہلِ بغداد کو یہ خوف ہوگیا کہ دریا کا پانی شہر میں گھس آئے گا۔ اور سارا شہر غرق ہو جائے گا۔ چنانچہ اعیانِ شہر نے آپ سے عرض کیا کہ حضرت توجہ فرمائیں ورنہ سارا شہر غرق ہو جائے گا۔ آپ نے فوراً عصا اُٹھایا اور آنے والے لوگوں کے ساتھ دجلہ پر تشریف لے گئے۔ پانی اصلی حد سے بہت دور پھیل چکا تھا۔ آپ بلا تکلف اس کی اصلی حد تک پہنچے اور وہاں اپنا عصا گاڑ دیا۔ طغیانی ختم ہوگئی۔

شیخ ابوالغنائمؒ اور شیخ علی بن ہاشمؒ ایک مرتبہ حضرت غوث اعظمؒ کی خدمت میں حاضر ہونے کے ارادہ سے ڈیوڑھی پر پہنچے تو دیکھا کہ ایک نوجوان شخص عجیب عالم میں آپ کے آستانہ سے سر ٹکرا رہا ہے۔ ان دونوں حضرات کو اندر جاتے دیکھا تو نوجوان نے شیخ علیؒ سے عرض کیا کہ "آنجناب کی بارگاہ میں میری

سفارش کر دیجئے۔"

یہ دونوں بارگاہِ غوثیت مآبؓ میں حاضر ہوئے تو شیخ علیؒ نے عرض کیا کہ "درِ دولت پر ایک بندہ گنہگار اپنی جرم بخشی کا خواستگار ہے۔ امید کہ میری سفارش سے اس خطاکار کی خطا معاف کر دی جائے گی۔"

آپ نے فرمایا "جاؤ تمہاری خاطر میں نے اس کی خطا معاف کی۔" شیخ علیؒ مسرور و خنداں باہر تشریف لائے اور اس نوجوان کو خوشخبری سُنائی کہ "میری سفارش قبول اور تیری خطا معاف ہوئی۔" وہ نوجوان اتنا سنتے ہی ہوا میں پرواز کر گیا۔ شیخ علیؒ کو حیرت ہوئی، واپس پہنچ کر حضرت غوث اعظمؓ سے کیفیت بیان کی تو آپ نے ارشاد فرمایا:

"یہ مردِ غیب تھا۔ ایک مرتبہ یہ ہوا میں پرواز کرتا ہوا جب بغداد پہنچا، تو اسے خیال گزرا کہ اس شہر میں میرا کوئی ہمسر و ہم پایہ نہیں ہے۔ مجھ پر اس کے دل کی یہ کیفیت فوراً اللہ تعالےٰ نے منکشف کی اور میں نے اس کا تمام کمال سلب کر لیا۔ علیؒ! اگر تم اس کی سفارش نہ کرتے تو وہ ٹکراتے ٹکراتے مر جاتا۔"

حضرت عبداللہ بن شیبہؒ بیان کرتے ہیں:

ایک روز بغداد کے کچھ لوگ دریا پر گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ حضرت غوث الثقلینؓ دجلہ کی لہروں پر چلتے ہوئے ادھر آرہے ہیں۔ آپ جدھر سے گزرتے تھے مچھلیاں آآ کر آپ کا استقبال کرتیں اور سلام عرض کرتیں۔ اسی اثنا میں نمازِ ظہر کا وقت ہو گیا۔ دیکھنے والوں نے یکایک ایک بہت بڑی جانماز دیکھی جو پانی سے کچھ اوپر ہوا میں معلق ہو کر بچھ گئی۔ اس جانماز پر دو سطریں لکھی ہوئی تھیں۔ ایک سطر میں اَلَا اِنَّ اولیاء اللہ

لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ اور دوسری سطر میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ. لکھا تھا۔ جانماز سبز رنگ کی تھی۔ اور اُس پر بہت سے لوگ کھڑے تھے جن کے چہروں سے شجاعت و شرافت نمایاں تھی۔ یہ لوگ ادب سے سر جھکائے ہوئے تھے۔ اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اُن کے آگے آگے ایک بزرگ تھے جن کے چہرہ سے تقدس اور عظمت ظاہر ہوتی تھی۔ تکبیر کہی گئی تو حضور غوث الثقلین رح نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے اور ان سب لوگوں نے جنہیں نہ اس سے پہلے کسی نے دیکھا اور نہ اس کے بعد وہ کسی کو نظر آئے، حضرت رح کی اقتدا کی۔

ملفوظاتِ حضرت غوث اعظم رح

۴ر شوال المکرم ۵۴۵ھ کو حضرت سیدنا ابو محمد محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ نے اپنے ایک مخلص مرید کو لکھا:

اے عزیز! نیک اعمال اختیار کر اور حق تبارک و تعالےٰ کا قرب حاصل کر۔ اپنی آرزو اور حرص میں کمی کر۔ ایسی نماز پڑھ جیسی دنیا سے رخصت ہونے والا پڑھا کرتا ہے۔ تیرا کھانا پینا بھی ایسا ہی ہونا چاہئیے جیسا دنیا سے رخصت ہونے والے شخص کا ہوا کرتا ہے۔ اور اپنے گھر والوں کے ساتھ تیرا رہنا سہنا بھی ایسا ہی ہونا چاہئیے جیسا دنیا سے رخصت ہونے والے کا ہوا کرتا ہے۔ اپنے دل میں یہ بات پیدا کر کہ میں رخصت ہو رہا ہوں۔ مخلوق میں بعض افراد ہی ایسے ہوتے ہیں جو آگاہ ہو جاتے ہیں کہ اُن کے لئے کیا تجویز ہوا ہے اور اُن سے کیا صادر ہوگا اور وہ کب وفات پائیں گے؟ یہ راز ان کے دلوں میں مخفی رہتا ہے۔ وہ ان حقائق کو صاف دیکھتے ہیں جس طرح تم

آفتاب کو دیکھتے ہو۔ یہ اہلیت بہت سے مجاہدوں کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ جو اس مقام پر پہنچ گیا وہ زمین میں حق تعالےٰ کا نائب ہوتا ہے۔ معرفت کے خزانوں کی کنجیاں اس کے پاس ہوتی ہیں۔ اس کے اعضار خاموش ہوں گے مگر اس کا قلب خاموش نہ ہوگا۔ اس کے چہرہ کی آنکھیں سو جائیں گی مگر اس کے قلب کی آنکھیں نہ سوئیں گی۔ یہ سو رہا ہوگا اور اس کا قلب اپنے کام اور ذکر میں لگ رہا ہوگا۔ ایک بزرگ کا قصہ ہے کہ اُن کے ہاتھ میں تسبیح تھی جس پر پڑھ رہے تھے کہ اُن کی آنکھ لگ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد جاگے تو انہوں نے تسبیح کو دیکھا کہ تسبیح ہاتھ میں بدستور چل رہی ہے۔ اور زبان اپنے رب کا ذکر کر رہی ہے۔

اے عزیز! اقوال اور افعال میں حضرت سرورِ عالمؐ کا اتباع کر۔ حق تبارک وتعالےٰ نے فرمایا ہے:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ (چوتھا پارہ۔ سورہ نسار۔ رکوع ۱۳)

اور جو کوئی اطاعت کرے گا اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی۔ داخل کریگا اللہ اس کو ایسے باغوں میں کہ جاری ہیں اُن کے نیچے نہریں۔ وہ اُن میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ اور جو کوئی نافرمانی کرے گا اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی اور بڑھے گا اس کی حدوں سے داخل کرے گا اس کو آگ میں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہے گا اور اسے

عذاب ہوگا ذلیل کرنے والا۔

حق تعالےٰ کا یہ فرمان واجب الاذعان حضرت سرور عالم صلعم ہی کے احترام و احتشام میں نفاذ پذیر ہے جس سے حضور صلعم کی شانِ ارفع واعلیٰ بخوبی ظاہر ہوتی ہے ہمارے حضور صلعم صاحبِ مقامِ محمود ہیں۔ منزلتِ وسیلہ کے سریر آرا ہیں۔ شفیع المذنبین ہیں، شفاعتِ کبریٰ کا مرتبہ ان کے پاس ہے۔ ہمارے حضور صلعم کی تعریف یہ بیان کی گئی ہے:

بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

(وہ مومنوں سے بہت پیار کرنے والا اور ان پہ ہمیشہ رحم کرنے والا ہے)

پس اے عزیز! جس حد تک ممکن ہو اتباعِ رسول صلعم کر، کہ یہی راہِ نجات ہے۔

اے اللہ! ہم کو عطا فرما دنیا میں بھی بھلائی اور آخرت میں بھی بھلائی، اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔

۱۱ رجب ۵۶۱ھ کو ابو نعیم بغدادیؒ نے سوال کیا کہ "حضورؒ! سالک کا مقامِ توحید کیا ہے؟"

حضرتؒ نے فرمایا "حق تعالےٰ کی توحید کا اتنا معتقد ہو کہ ساری مخلوق میں سے ایک ذرہ بھی تیرے قلب کے اندر باقی نہ رہے۔ کہ نہ کسی مکان پر نظر ہو نہ کسی مکین پر۔ توحید سب کو نابود کر دیا کرتی ہے۔ جب تو حق تعالےٰ کو (واحد و یکتا، اور) محبوب سمجھے گا اور وہ تجھ کو محبوب بنالے گا تو دنیا اور شہوات اور لذات اور نفس اور خواہش اور شیاطین سب سے کفایت فرمائے گا۔

(اے مخاطب!) تو مشرک بن کر توحید کا دعویٰ کب تک کئے جائے گا؟

کیا تجھ میں طاقت ہے کہ رات کے وقت میرے ساتھ خوفناک مقامات میں چلے؟ کہ میرے پاس تو کوئی ہتھیار نہ ہو اور تو مسلح ہو۔ پھر دیکھ کہ کون گھبراتا ہے؟ میں یا تو؟۔ کون دوسرے کے کپڑوں میں چھپتا ہے، میں یا تو؟۔ تو نے پرورش پائی ہے نفاق میں اور میں نے پرورش پائی ہے توحید میں۔ لہٰذا میں بجز حق تعالےٰ کے نہ کسی سے ڈرتا ہوں نہ کسی کی پناہ لیتا ہوں۔

صاحبو! تم دنیا کے پیچھے دوڑ رہے ہو تاکہ وہ تم کو کچھ دیدے اور دنیا اہل اللہ کے پیچھے خود دوڑ رہی ہے تاکہ ان کو کچھ دیدے، وہ اُن کے سامنے سر جھکائے کھڑی رہتی ہے۔

اے عزیز! اپنے نفس کو توحید کی تلوار سے مار، اس کے مقابلہ کے لئے توفیق کا خود پہن، مجاہدہ کا نیزہ اور تقویٰ کی ڈھال اور یقین کی تلوار ہاتھ میں لے یہاں تک کہ وہ تیرے سامنے سر جھکائے۔ اور تو اس پر سوار ہو جائے۔ اس کی لگام تیرے ہاتھ میں ہو۔ اور تو اس پر بری و بحری سفر کرے۔ پس اس وقت تیرا پروردگار تیرے سبب فخر فرمائے گا۔ اس کے بعد تو اُن لوگوں کا افسر بن جائے گا جو اپنے نفسوں کی ساتھ قائم ہیں اور اس سے رہائی نہ پا سکے۔ جس نے اپنے نفس کو پہچانا اور مغلوب کر لیا، بے شک نفس اس کی سواری بن جاتا ہے۔ اور اس کے حکم کی مخالفت نہیں کرتا۔

صاحبو! نفس کی چالبازیوں سے دھوکہ مت کھاؤ۔ درندے کی بناوٹی نیند سے دھوکہ مت کھاؤ۔ کہ وہ اس چالبازی سے تم پر تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ سو رہا ہے اور در حقیقت کسی شکار کی تاک میں ہے کہ کوئی زد پر آئے اور وہ فوراً اسے دبوچ لے

اسی طرح یہ نفس اطمینان و عاجزی وانکسار اور نیک کاموں میں موافقت ظاہر کیا کرتا ہے تاکہ انسان اس کی اصلاح سے بے فکر ہو جائے اور باطن میں وہ مخالفت کرتا ہے۔ اہل اللہ سے قریب ہونے پر اصلاحِ نفس کا احساس پیدا ہو جاتا ہے۔ اہل اللہ کی مثال مخلوق کے ساتھ ایسی ہے جیسے کچھ لوگوں نے چاہا کہ دریا کو عبور کریں اور بادشاہ تک پہنچ جائیں۔ بعض لوگ راستہ سے واقف ہوئے اور عبور کر گئے۔ اور جب وہ بادشاہ کے پاس پہنچے تو بادشاہ کو خیال ہوا کہ باقی لوگ خبط الحواس بنے ہوئے ہیں اور قریب ہیں کہ ڈوب جائیں۔ کیونکہ وہ اس راستہ سے واقف نہیں ہوئے جس پر پہلے لوگ چلے۔ لہٰذا جو لوگ بادشاہ تک پہنچ گئے تھے اُن کو حکم دیا گیا کہ ان کی طرف واپس ہوں تاکہ جس راستہ سے خود آئے ہیں اُس سے ان کو واقف کر دیں۔ پس وہ آئے اور کنارے پر کھڑے ہو گئے۔ اور ان کو آواز دی کہ راستہ ادھر ہے۔ غرض ان کو راہ سے باخبر کرتے رہے۔ اور جب وہ ان کے قریب پہنچ گئے تو اُن کے ہاتھ پکڑ لیے اور ان کو سمندر سے خشکی پر کھینچ لیا۔ یہ ہے اہل اللہ کا اہم غرض۔

اے عزیز! تیرا قلب کب صاف ہو گا؟۔ اور تیرے باطن میں کب صفائی آئیگی؟ حالانکہ تو مخلوق کو شریک قرار دئے ہوئے ہے۔

اے عزیز! تو فلاح کیونکر پائے گا جبکہ تو ہر وقت مخلوق ہی سے مدد چاہتا ہے۔ مخلوق ہی کی طرف جاتا ہے، مخلوق ہی سے شکوہ کرتا ہے اور مخلوق ہی سے بھیک مانگتا ہے۔ یقین کر، تیرا قلب توحید سے بالکل خالی ہے۔ اور اس میں ذرہ برابر بھی توحید نہیں۔ پھر یہ قلب صاف کس طرح ہو سکتا ہے۔ توحید ایک نور ہے، اور مخلوق کو شریک قرار دینا ظلمت ہے۔ (پھر یہ نور و ظلمت کا اجتماع کس طرح ہو گا؟)

اے عزیز! یاد رکھ، معرفت حق حاصل ہونے کی دو صورتیں ہیں:

اول مجاہدہ ریاضت اور مشقت۔ اولیاء اللہ اور صلحاء میں یہی صورت غالب و معروف ہے۔ دوم بلامشقت کے عطاءِ حق سے اور یہ شاذ و نادر کسی کسی مخلوق کے لئے ہوتا ہے۔

(جب یہ ابرِ کرم کی بارش ہوتی ہے تو) حق تبارک و تعالےٰ اپنے بندہ کو اپنی معرفت و محبت بخشتا ہے اور اس کے قلب سے مخلوق کو نکال کر اس میں اپنے قرب کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

اے عزیز! اپنے ایمان کی کمزوری کے وقت صرف اپنے نفس کی اصلاح میں مشغول رہ (دوسروں کی فکر نہ کر) تیرے ذمہ تیرے متعلقین اور اہلِ شہر اور اہلِ ملک کسی کا بھی بار نہیں۔ ہاں جب تیرا ایمان قوی ہو جائے تب اپنے اہل و عیال کی طرف اصلاحِ حال کے لئے توجہ کر۔ اور اس کے بعد عام مخلوق کی طرف......... اس وقت توجہ جبکہ تقوے کی زرہ پہن لے۔ اور اپنے قلب کے سر پر ایمان کا خود رکھ لے۔ اور ہاتھ میں توحید کی تلوار لے لے۔ اور ترکش میں قبولیتِ دعا کے تیر بھر لے۔ اور توفیق کے گھوڑے پر سوار ہو جائے اور بھاگ دوڑ اور شمشیر زنی اور تیر اندازی سیکھ لے۔ اس کے بعد دشمنانِ حق پر حملہ کرے۔ اس وقت ہر طرف سے تیرے لئے نصرت و اعانت آئے گی۔ اور تو مخلوق کو شیطان کے ہاتھوں سے چھین کر بارگاہِ خداوندی میں لا ڈالے گا۔ اس سارے کمال کا سبب صرف ایمان اور شریعت کے علم کے ساتھ حق تعالےٰ کی معرفت ہے۔ جب تو اس مقام پر پہنچ جائے تب مخلوق کو دروازہ خداوندی کی طرف بلا۔ اور واعظ بن کر منبر پر آ۔ اس سے پہلے تیری کوئی اہمیت نہیں۔

یا اللہ ہم کو عطا فرما دنیا میں بھی خوبی اور آخرت میں بھی خوبی اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔

ایک مرید نے دریافت کیا کہ "حضور! اولیاء اللہ اور صلحاء کی خدمت میں حاضر ہونے سے کیا کیا فائدے حاصل ہوتے ہیں؟"

حضرتؒ نے فرمایا "میں اول تو کسی کے پاس بھی بیٹھتا اٹھتا نہ تھا اور اگر بیٹھتا اٹھتا بھی تھا تو اپنے موافقین میں سے دو تین ہی کے پاس بیٹھتا اٹھتا تھا"

لیکن اے عزیز! اللہ والوں کی صحبت اختیار کر، کیونکہ ان کی یہ شان ہوتی ہے کہ جب کسی پر نظر اور توجہ ڈالتے ہیں تو اسے روحانی حیات بخشتے ہیں۔ وہ جس طرف بھی نظر ڈالتے ہیں اثر آفریں ہوتی ہے۔ اگرچہ وہ یہودی یا عیسائی یا مجوسی پر ہی کیوں نہ ہو۔ اور جس پر وہ نظر ڈالتے ہیں اگر وہ مسلمان ہوتا ہے تو ان کی نظر و توجہ سے اس کے ایمان و یقین اور استقامت میں زیادتی ہو جاتی ہے۔

یاد رکھو، جب قلب درست ہوتا ہے تو نظر بھی درست ہوتی ہے۔ جب قلب درست ہوتا ہے تو حق تعالےٰ کے قریب ہو جاتا ہے۔ (اس منزل میں جب سالک) کسی پر نظر ڈالتا ہے تو چشم معرفت اور قرب سے ڈالتا ہے۔ اس کی نگاہ حق تعالےٰ کی طرف ہی ہوتی ہے۔ اس کے قلب پر قرب کی گھٹائیں ہوتی ہیں اس کی نگاہ بجلی ہوتی ہے۔ اور اس کا وعظ بارش۔ اس کی زبان وہی مضمون ظاہر کرتی ہے جو اس کے قلب میں ہوتا ہے۔ اس کی زبان گویا قلم بن جاتی ہے کہ معرفت کی دوات اور دریائے علم سے ڈبا لیتی ہے اس کے الفاظ دلوں کے میل کچیل کو فنا کرتے چلے جاتے ہیں۔ مشاہدہ یہ ہوا کہ جو شخص اوامر کے بجالانے اور نواہی سے محفوظ رہنے اور ہر امر میں اتباعِ شریعت کو ملحوظ رکھ کر حضور سرورِ عالم صلعم کو راضی رکھنے میں پختہ ہو جاتا ہے۔ بلاشبہ اس کی نگاہ اور اس کا کلام بجلی کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔

اے عزیز! حضور سرورِ عالم ﷺ کی محبت میں غرق ہو جا۔ سالک اس راہِ عمل کو خوب جانتا ہے۔ وہ آدابِ رسول ﷺ، محبتِ رسول ﷺ، اطاعتِ رسول ﷺ اور پابندیٔ احکامِ رسول ﷺ کی منازل کو بڑی احتیاط سے طے کرتا ہے۔ وہ سنت کے موافق عمل کر کے ہر وقت حضور رحمتِ عالم ﷺ کو خوش کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ حضورِ اکرم ﷺ اُس کے قلب کے لئے اپنے رب کی حضوری میں داخلہ کی اجازت حاصل فرما لیتے ہیں۔ یہ عاشقِ رسول ﷺ سالک، حضرت سرورِ عالم ﷺ کے حضور میں غلام کی طرح حاضر باش خدمتگار بنا رہتا ہے۔

پس جب حضرت کی خدمت میں مدت گزر جاتی ہے تب عرض کرتا ہے کہ حضور! مجھے بادشاہ کا دروازہ دکھلا دیجئے۔ اس کے کام میں لگا دیجئے۔ ایسی جگہ کھڑا کر دیجئے کہ میں بادشاہ کو دیکھتا رہوں اور میرا ہاتھ اس کے دروازۂ قرب کے کڑے میں ڈال دیجئے کہ اس کو چھوڑ نہ سکوں۔ پس حضور رحمتِ عالم ﷺ اس کو اپنے ساتھ لیتے ہیں اور دروازہ کے قریب لاتے ہیں۔ وہاں سے ارشاد ہوتا ہے کہ "یہ تمہارے ساتھ کون ہے اے محمد ﷺ!"

حضرت ﷺ عرض کرتے ہیں "بارِ الہا! آپ تو واقف ہی ہیں، کبوترانِ حرم کا چھوٹا سا کبوتر ہے جس کو میں نے پرورش کیا ہے اور اس شاہی دروازہ کی خدمت کے لئے پسند کیا ہے۔" اس کے بعد آپ اس بندۂ مومن کے قلب سے فرماتے ہیں "کہ لو میں تو اپنا کام پورا کر چکا اب تم جانو اور تمہارا پروردگار!"

یہ ہے قرب کی منزل کا راستہ۔

۲۲ر شوال ۵۴۵ھ کو حضرت سیدنا ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ نے ایک خط اپنے ایک مخلص مرید کے نام لکھا۔ حضرتؒ نے تحریر فرمایا:۔

جب بندہ اپنے رب کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے تو کچھ نہ کچھ آزمائش بھی ہوتی ہے۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب یہ دنیا مشقت کے بغیر حاصل نہیں ہوتی تو قربِ حق کس طرح آسانی سے حاصل ہو سکتا ہے؟ جب کسی بندہ کی آزمائش ہو جاتی ہے تو ایک باطنی چوکیدار اس کے لئے مقرر کر دیا جاتا ہے۔ جو اسے وقت پر جگا دے۔ اور بستر سے اٹھا کر کھڑا کر دے۔

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

حق تعالےٰ فرمایا کرتا ہے کہ اے فرشتے! فلاں شخص کو اٹھا دے اور فلاں شخص کو سُلا دے۔ اس کی توجیہ یہ ہے کہ:

فلاں شخص کو اٹھا دو، اس لئے کہ وہ محب ہے اور مشقت اٹھانا شرطِ محبت ہے۔ اور یہ ارشاد کہ فلاں شخص کو سلا دو۔ یہ اس لئے کہ وہ محبوب ہے اور شرطِ محبوبیت راحت ہے۔ محبوب کو اس لئے سُلایا اور آرام دیا جاتا ہے کہ وہ مدتوں ریاضت میں رات دن ایک کر چکا ہے اور اپنی محبت کا ثبوت دے چکا ہے۔ یہ وہ صالحین ہیں جنہوں نے خشوع وخضوع کے ساتھ نمازیں پڑھیں، روزے رکھے اور صبر آزما مجاہدوں میں اپنے آپ کو ڈالا۔ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اُن کو اعلیٰ مقام ملتا ہے۔ ان کے بازو مضبوط ہو جاتے ہیں۔ اور وہ آسمان کی طرف اُڑنے لگتے ہیں۔ ان کی ہمتیں بلند ہوتی ہیں۔ اور اُن کے قلوب پرواز کرتے ہیں۔ سالک اس منزل پر پہنچ کر خدائی کارندہ بن جاتا ہے۔ وہ دینی دولت تہی دستوں کو دیتا ہے۔ یہ اربابِ اخلاص اپنے شیخ کے احکام کو سامنے رکھتے ہیں۔ سالک ہر وقت شیخ کے حکم اور ممانعت کا منتظر رہا کرتا ہے۔ یہ اس لئے کہ وہ یہ جانتا ہی کہ شیخ کا حکم اللہ پاک کی طرف سے ہے۔

اے سالک! اپنے شیخ کی وفاداری اختیار کر۔ اگر تو شیخ پر الزام رکھتا ہے تو اس کی صحبت اختیار نہ کر۔ یہ اس لئے کہ مریض جب طبیب پر الزام عائد کرتا ہے اور اس سے

بدگمان ہے تو اس کے معالجہ سے شفایاب نہیں ہو سکتا۔

اے عزیز! شریعت کی پابندی اختیار کر، کیونکہ پابندیٔ شریعت ایسی چیز ہے کہ اس کے بغیر چارہ ہی نہیں۔

اے سالک! اپنے کاموں میں ملمع سازی نہ کر کیونکہ پرکھنے والا بڑا ہوشیار ہے وہ کسوٹی پر پرکھے بغیر کچھ نہ لے گا۔

اے سالک! راہِ تسلیم و رضا اختیار کر، حق تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ جو شخص میری قضا و قدر کے سامنے سر جھکائے اور میری ڈالی ہوئی تکلیف پر صبر اور میرے احسانات پر شکر کرے۔ میں اسے اپنے نزدیک صدیق درج کروں گا۔ اور جو میرے قضا و قدر کے سامنے سر نہ جھکائے اور میری تکلیف پر صبر اور میرے احسانات پر شکر ادا نہ کرے اس کا مجھ سے کوئی واسطہ نہیں۔

اے ہمارے رب! ہمارے حال پر رحم فرما۔

خطباتِ غوث الثقلین قدس سرہٗ

پہلا خطبہ جو بمقام رُباط بتاریخ ۳ شوال ۵۴۵ھ کو دیا گیا

اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر اعتراض، مذہب کی موت ہے، توحید کی موت ہے، توکل کی موت اور اخلاص کی موت ہے۔ مومن کا دل، کیوں اور کیسے کا سوال نہیں کرتا، اس کا اصل تو حکم پر رضامند رہنا اور نفس کی مخالفت کرنا ہے۔ جو شخص نفس کی اصلاح کرنا چاہتا ہے لا

ہے کہ اس سے جہاد کرے۔ اسی کی وجہ سے وہ اس کے شر سے محفوظ رہ سکے گا۔ کیونکہ وہ از سرتاپا شر ہے۔ جب تم اس سے جہاد کرکے کامیاب ہو گئے تو سمجھو کہ وہ پھر سرتاسر خیر ہے۔ وہ خدا کی اطاعت میں تمہاری موافقت کرے گا۔ گناہوں کے ترک کرنے میں تمہارا ہمنوا ہوگا۔ اس وقت غیب سے اس کو آواز آئے گی۔ اے نفسِ مطمئنۃ! اپنے رب کی طرف خوشی اور رضامندی سے لوٹ جا۔ اب اس کی آرزو پوری کی جائے گی۔ اس کا شر زائل ہوجائے گا۔ مخلوقات میں سے کسی پر وہ منحصر نہ ہوگا بلکہ ہر چیز اس پر منحصر ہوگی اور اسی کے لئے ہوگی۔ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اس کی نسبت صحیح ہوگی۔ جنہوں نے نفس کی حکومت سے خروج کیا تھا اور خواہشات کی غلامی سے آزاد ہو گئے تھے۔ جب ہی تو ان کے قلب کو سکون حاصل ہوا۔ ہر مخلوق ان کی اطاعت کے لئے آمادہ ہو گئی۔ بلکہ ان کی مدد کی طالب ہو گئی۔ مگر وہ کہتے تھے کہ میں تمہاری مدد نہیں کرنا چاہتا۔ تم بھی اپنے رب سے مدد لو۔ کہو کہ میرا رب میرے حال سے واقف ہے۔ ہم کو کسی سے سوال کی کیا حاجت ہے۔ جب ان کا توکل صحیح ہو گیا تو کہا گیا کہ اے آگ! ابراہیمؑ پر سرد ہو کر اس کی سلامتی کا سبب بن جا۔ صابر کے لئے دنیا میں بھی اللہ کی مدد بے حساب ہے۔ آخرت میں بھی اس کی نعمتیں بے حساب ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ صابروں کو بے شمار اجر عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ پر مخفی نہیں ہوتا کہ اس کے لئے تکلیف اٹھانے والوں نے کیا کیا تکلیفیں اٹھائیں۔ ایک ساعت بھی تم اس کی تکلیف پر صبر کروگے تو سالوں اس کے لطف و انعام سے فائدہ حاصل کروگے۔ ایک گھڑی کا صبر بھی شجاعت ہے۔ اللہ صابروں کے ساتھ ہوتا ہے۔ یعنی اس کی مدد اور فتح ان کے ساتھ ہوتی ہے۔ تم اس کے ساتھ ہو کر صبر کرو۔ اس کے

لئے ہوش میں آؤ۔ اس سے غفلت مت کرو۔ موت کے بعد ہوش میں آنے کا انتظار مت کرو۔ اس وقت ہوش میں آنا تمہیں کوئی نفع نہ دے گا۔ موت کے آنے سے پہلے ہی ہوش میں آجاؤ۔ اس سے پہلے ہوش میں آؤ جبکہ تمہارے ارادہ کے بغیر تمہیں ہوش میں لایا جائے گا۔ اس وقت تم پچھتاؤ گے جبکہ تمہارے لئے پچھتانا کوئی فائدہ مند نہ ہوگا۔ دلوں کی اصلاح کرلو۔ جب وہ ٹھیک ہو جائیں گے تو پھر سب ٹھیک ہو جائیگا۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ابن آدم کے اندر ایک گوشت کا لوتھڑا ہے۔ جب درست ہوتا ہے تو سارا کارخانۂ جسم درست رہتا ہے۔ جب وہ بگڑتا ہے تو سارا بدن بگڑتا ہے۔ یہ لوتھڑا وہی دل ہے۔ دل کی اصلاح تقوٰے سے ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ پر توکل سے ہے۔ اور توحید پر ثابت قدم رہنے سے ہوتی ہے۔ اور اعمال میں اخلاص سے۔ دل بگڑتا کیسے ہے؟۔ ان صفات کے فقدان سے۔ دل ایک پرندہ ہے جو اس جسد کے پنجرہ میں قید ہے۔ جیسے کوئی موتی صدف میں بند رہتا ہے یا جیسے دولت خزانہ میں بند رہتی ہے۔ تو لحاظ پرندہ کا ہونا چاہیئے نہ کہ قفس کا۔ لحاظ موتی کا ہونا چاہیئے نہ کہ صدف کا۔ لحاظ دولت کا ہونا چاہیئے نہ کہ خزانہ کے سنگ وخشت کا۔ اے اللہ! تو ہمارے اعضاء و جوارح کو اپنی اطاعت میں مصروف کردے اور ہمارے دلوں کو معرفت سے بھردے۔ جب تک بھی ہم زندہ رہیں تو ہمیں دن رات ان لوگوں کے پرتو سے فیضیاب کر جو نیکوں کی قسم سے گزرے ہیں اور ہمیں وہ چیزیں عنایت کر جو انہیں عنایت کی تھی۔ ہماری مدد پر اسی طرح رہیو جس طرح کہ ان کے ساتھ رہتا تھا۔

اے قوم! تو ہمہ تن اللہ تعالےٰ کے لئے ہو جا، جیسا کہ پہلے کے صالحین اس کے لئے ہوگئے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ بھی ہمہ تن تیرے لئے ہو جائے جس طرح کہ ان کے

ہو گیا تھا۔ اگر تم چاہتے ہو کہ خدا تمہارے لئے ہو جائے تو اس کی اطاعت میں مشغول ہو جاؤ۔ اور اس کی تکلیفوں کے ساتھ صبر میں، اس کے کئے پر رضامندی میں، چاہے تمہارے ساتھ کچھ سلوک کرے یا تمہارے غیر کے ساتھ تم اس پر راضی رہو۔ یہ صالح قوم وہ تھی جس نے دنیا سے بیزاری دکھلائی۔ اپنی قسمتیں انہوں نے تقوے و پاکبازی کے ہاتھوں بنائیں۔ پھر انہوں نے آخرت کو چاہا۔ یعنی اس کو درست کرنے کے اعمال کئے۔ اپنی خواہشوں کی مخالفت کی۔ اور اپنے رب کی اطاعت کی۔ اپنی جانوں کو سنوارا پھر انہیں دوسروں کی جانوں کو سنوارنے کے لئے اٹھے۔

اے صاحبزادہ! پہلے تو اپنی جان کو سنوار، پھر دوسروں کو سنوارنے کے لئے آمادہ ہو۔ خبردار رہ، کہیں ایسا نہ ہو کہ تیرے نفس کی خصلتیں دوسروں کو بھی اپنے اندر لپیٹ لیں، وہ تیرے پاس ہی رہیں جب تک کہ تو ان کی اصلاح نہ کرے۔ افسوس کہ تو سمجھتا ہے کہ دوسروں کو تو خلاصی دلا سکتا ہے اس حالت میں کہ تو خود اندھا ہے۔ اندھا دوسروں کو کس طرح سیدھا راستہ بتلا سکتا ہے۔ راہ دکھانے والا تو آنکھ والا ہونا چاہیئے۔ سمندر سے لوگوں کو بچانا اس کا کام ہے جو بہترین شناور ہو۔ دنیا سے پھیر کر لوگوں کا دل اللہ سے وہی لگا سکتا ہے۔ وہی جو اللہ کا عارف ہے۔ جو جاہل ہے کیسے رہبر ہو سکتا ہے۔ اللہ کی طرف لو لگانے کے لئے تجھ کو زیادہ گفتگو کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔ جب تو اسی سے محبت کرتا ہے تو چاہیئے کہ عمل بھی اسی کے لئے کرے نہ کہ اس کے غیر کے لئے۔ اسی سے ڈرے نہ اس کے غیر سے۔ یہ بات دل کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے۔ نہ کہ زبان کی بلاغت سے۔ یہ بات تنہائی میں حاصل ہو سکتی ہے نہ کہ جلوہ گاہِ عام میں۔ یاد رکھو، جب توحید دل کے دروازہ ہی پر ہو اور شرک اندر داخل ہو گیا ہو تو یہ سراسر نفاق ہے۔ افسوس ہے تجھ پر

کہ تیری زبان پر تو تقوے ہو اور دل میں فجور ہی فجور ہو، زبان تو شکر گذاری کی لگا رہی ہو مگر دل میں کفرانِ نعمت کا چور بیٹھا ہوا ہو۔

ایک حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ اے اولادِ آدم! میرا خیر تیری طرف نزول کرتا ہے مگر تیرا شر میری طرف صعود کرتا ہے۔

افسوس ہے کہ تو دعویٰ تو کرتا ہے اس کی بندگی کا، پھر دوسروں کی عبادت کے لئے جھک جاتا ہے۔ اگر تو حقیقت میں اسی کا بندہ ہے تو پھر تیری دوستی و دشمنی اور عمل کی بنیاد اس کی اطاعت پر ہونی چاہیئے۔ صاحبِ ایقان مردِ مومن تو اپنے دشمن کی یعنی شیطانِ خبیث کی کبھی اطاعت نہیں کرتا بلکہ وہ اس شیطان ہی کو مطیع کر لیتا ہے۔ وہ دنیا کے ہاتھوں ذلیل نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنے آگے دنیا کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ وہ دنیا کے ذریعہ آخرت کا طالب ہوتا ہے۔ وہ جب مل جاتی ہے تو پھر دنیا کو چھوڑ دیتا ہے۔ وہ اپنے آقا، اپنے مولا یعنی خدائے لایزال سے ملنے کا مشتاق و آرزو مند رہتا ہے۔ ہمہ اوقات مخلصانہ طور پر اس کی عبادت گزاری میں محو رہتا ہے۔ وہ اپنے آقا کا حکم پیشِ نظر رکھتا ہے۔ وَمَا اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ۔ وہ صرف یہی حکم دے گئے ہیں کہ دینی اخلاص کے ساتھ اس کی عبادت کریں، کامل توجہ و یکسوئی کے ساتھ متوجہ رہیں۔ مخلوق کو خدا کا شریک بنانا چھوڑ دے۔ اسی معبود و یکتا کے آگے جھک جا جو تمام اشیاء کا خالقِ مطلق ہے۔ اسی کے قبضۂ قدرت میں تمام اشیاء ہیں۔ پھر دوسروں سے اشیاء کو طلب کرنے والے کیا تو سمجھتا ہے کہ کوئی ایسی چیز بھی ہے جو اس مالکِ حقیقی کے خزانوں میں نہ ہو۔ خود اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ایسی کوئی عزیز شے نہیں ہے جس

خزانے ہمارے پاس نہ ہوں۔

اے لڑکے! میزابِ تقدیر کے سایہ میں آرام کر، صبر کو اپنا تکیہ بنالے، موافقتِ تقدیر کو اپنے گلے کا ہیکل بنالے، کشاکشِ رحمت کے انتظار میں عبادت کئے جا۔ جب ایسا ہو جائے گا تب مقدر کے آسمان سے تیری امید کی کھیتی پر فضل و رحمت کی وسیع بارش ہونے لگے گی۔

اے قوم! تقدیر کی موافقت کر، عبدالقادر کے ساتھ تقدیر کی موافقت میں موافقت کر، یہی موافقت عبدالقادر کو قادر سے ملائے گی۔ اے لوگو! آؤ اللہ تعالےٰ کے حکم کے آگے سرِ نیاز خم کر دیں۔ اپنے ظاہر و باطن کے سروں کو اس کی مشیت کے آگے جھکا دیں۔ تقدیر کیا ہے۔ اس بادشاہ کا قاصد ہے۔ ہمیں لازم ہے کہ قاصد کا اکرام و اجلال کریں جب ہم ایسا کریں گے تو قاصد ہی ہمیں مقصود کی طرف پہنچائے گا۔ مقدور ہی ہمیں قادر کے آگے سرخرو کرے گا۔ فھنالک الولایۃ للہ الحق۔ اور یہاں تو بس خدا ہی کی حکومت ہے۔ اس کے دریائے علم سے پینے کے لئے تیرے واسطے مشروب تیار ہوگا۔ اس کے فضل کے خوانِ نعمت سے کھانے کے لئے تیرے آگے نعمتیں پیش کی جائیں گی۔ اس کی الفت تجھے اپنی چادر میں لے لیگی۔ اس کی رحمت تجھ کو اپنی آغوش میں لپیٹ لے گی۔ مگر یہ سعادتِ کبریٰ لاکھوں، کروڑوں میں سے کسی ایک کے حصّہ میں آتی ہے۔

اے بندے! تجھ پر لازم ہے کہ تو تقویٰ و پرہیزگاری کو اپنا شیوہ بنالے۔ وہ تقویٰ جو قانونِ قدرت کے حدود کے اندر ہو۔ ضروری ہے کہ ہوا و ہوس کی تابعداری نہ کرے۔ شیطان کی پیروی سے منہ موڑلے اور بری صحبت سے دور بھاگے۔ مومن تو وہ ہے جو

ان سب سے جہاد میں مصروف ہے۔ اور اتنا مصروف ہے کہ خود اس کے سر سے نہیں
اترتا۔ تلوار اس کے نیام میں نہیں جاتی۔ گھوڑے پر سے وہ نہیں اُترتا۔

اس کی نیند ایسے لوگوں کی نیند کی طرح ہے جو کبھی کبھی اُونگھ لیتے ہیں۔ ان کی
فاقہ کشی ہے۔ ان کی گفتگو خاموشی ہے۔ کثرتِ خاموشی کی وجہ سے وہ گونگے مشہور ہیں
ہاں وہ گفتگو کرتے ہیں۔ مگر کب! جبکہ قدرت ان کو اکسا کر گفتگو کراتی ہے۔ ان کی
کی مثال ایسی ہے جیسے قیامت کے دن انسان کے ہاتھ پاؤں اور آنکھ وغیرہ گفتگو کریں
یعنی ان سے گفتگو کرائی جاتی ہے تب کرتے ہیں۔ ان کی گفتگو اس زبانِ حال کی گفتگو
کی طرح ہے۔ جو درخت، پہاڑ اور کنکر بھی گفتگو کرتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ اُن سے وہ
کام لینا چاہتا ہے اور وہ کام ہے بندوں کو ان کے اعمال کی بُرائی و بھلائی کے نتیجہ سے
باخبر کرنا۔ نہ صرف اس خبر کا ان کے کانوں تک پہنچا دینا تاکہ پوری طرح وہ متوجہ ہو
ان کے آگے دلیل و حجت بھی پیش کرنا۔ پس یہی وہ گفتگو ہے جس کی بناء انبیاء کرام
نے ڈالی۔ پھر انہیں کے بتائے ہوئے راستہ پر علماء و مصلحین کی جماعت اٹھی، جو خود
عمل کرتے تھے پھر خلق کی اصلاح کا بیڑہ بھی اُٹھاتے تھے۔ اسی لئے یہ مصلحین انہیں کے
نائب کہلائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں
ہیں۔ اس کے یہی معنی ہیں۔ اے لوگو اللہ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرو۔ یقین کرو کہ
نعمتیں اسی کی طرف سے آتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ وَمَا بِکُمْ مِن نعمۃٍ
فمن اللہ۔ یعنی تم پر ہر ایک نعمت اللہ ہی کی طرف سے آتی ہے۔

اے بے چین انسانو! تم وہ ہو جو اس کی نعمتیں لے کر انجان ہو جاتے ہو شکر گزاری
نہیں کرتے۔ بلکہ ان نعمتوں کو اس کے غیروں سے منسوب کر دیتے ہو۔ کبھی تو ایسا کر

ان نعمتوں کو کم سمجھنے لگتے ہو اور اپنے حق سے زیادہ کے طلبگار ہوتے ہو۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ان نعمتوں سے معاصی کے ارتکاب میں مدد لیتے ہو۔

عزیزانِ من! ضرورت ہے کہ تم کبھی دنیا کی ہنگامہ آرائی سے الگ ہو کر اپنے اعمال کا محاسبہ کرو جس سے توقع ہے کہ تم کو گناہوں سے کنارہ کشی کی ترغیب ہوگی۔ کبھی مفکرانہ انداز میں اپنے احوال کا تجزیہ کرو جس سے تمہارے خالق کی رحیمانہ نظروں کا تم پر انکشاف ہوگا اور معلوم ہوگا کہ تم اس کے اتنے محتاج ہو کہ اس کی قوت کا ہر وقت تمہارے نزدیک رہنا ضروری ہے۔ چاہے تم جماعت سے الگ ہو یا تنہا ہو۔ تم کو معلوم ہوگا کہ اس نفسِ امارہ کی خواہشوں سے خوفناک جنگ کی ضرورت ہے۔ عام لوگ خواہشوں کی وجہ سے تباہ ہو جاتے ہیں۔ مگر زہاد خواہشوں کی ادنیٰ پیروی سے بھی تباہ ہو جاتے ہیں۔ ابدال فکر کی وجہ سے اور تنہائی میں دل کے وسوسوں کی وجہ سے برباد ہو جاتے ہیں۔ بعض صدیقین کی خرابی ان لحظوں میں ہو جاتی ہے جب وہ دل کی حفاظت میں مشغول ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ تو وہ ہیں جن کی آرام گاہ عین شہنشاہ کے دروازہ پر ہے۔ انہیں مقامِ دعوت پر ان کا قیام ہے۔ یہ لوگ معرفتِ رب کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں۔ یہ دلوں کو مخاطب کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ اے قلوب، اے ارواح، اے انس و جن، اے شہنشاہ کے دربار کا ارادہ کرنے والو! شہنشاہ کے دربار کی طرف آؤ۔ تیزی کے ساتھ آؤ، دلوں کی رسیں کے ساتھ آؤ، تقوے کے قدموں کے ساتھ آؤ، توحید و معرفت کے ساتھ آؤ، بلند پارسائی کا تحفہ لے کر آؤ، دنیا سے بیزاری کا تمغہ لے کر آؤ۔ بلکہ آخرت کا خیال بھی چھوڑ دو، جو بھی اس کے سوا ہے ان سب کو چھوڑ دو۔ یہ ہیں وہ مردانہ صفات، جن کی طرف یہ عالی نفس گروہ قوم کو دعوت دیتا ہے۔ ان کا مقصد قوم کی اصلاح ہے۔

پورے گروہ انسانی کی اصلاح ہے، آسمان سے لے کر زمین تک نہیں بلکہ عرش سے تحت الثریٰ تک سب ان کے پیش نظر ہے۔

اے بندے! نفس اور اس کی خواہشوں سے پیچھا چھڑا لے۔ اس اعلیٰ درجے قوم کے قدموں کے نیچے زمین بن جا۔ ان کے ہاتھوں میں مٹی کی طرح ہو جا۔ خدائے تعالیٰ مردہ سے زندہ کو نکال سکتا ہے اور زندہ سے مردہ کو۔ ابراہیم علیہ السلام کو ان کے ماں باپ کے پیٹ سے پیدا کیا جن کے دل مردہ تھے۔ یعنی وہ ایمان کی زندگی سے محروم تھے۔ اصل زندگی مومن کی زندگی ہے۔ کافر کی زندگی موت ہے۔ ایک حدیث قدسی ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ سب سے پہلے میری مخلوق میں جو مرا ابلیس ہے۔ یعنی سب سے پہلا کافر عصیان کی وجہ سے ایمان کی زندگی سے محروم ہو گیا۔

لوگو! یہ آخری زمانہ ہے، اس میں نفاق کے دروازے کھل گئے ہیں۔ جھوٹ بے ایمانی کو پر لگ گئے ہیں۔ یاد رکھو، منافقوں، جھوٹوں اور مکاروں کی صحبت سے دور بھاگو۔ اسی طرح تم اپنے نفس منافق، کاذب و فاجر سے بھی دور بھاگو۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی خواہشوں کی مخالفت کرو۔ وہ جو کہتا ہے، مت سنو۔ اسے قید رکھو۔ اس کو شتر بے مہار مت کرو۔ ہوشیاری کے ساتھ اس کے پاؤں باندھ کر ہاں اس کو اتنا ہی ضروری حق دو جتنے کا وہ مستحق ہے۔ تم اس کی طویل و عریض خواہشات کو مجاہدات کی وجہ سے بالکل رد کر دو، تم اس پر سوار ہو جاؤ، ایسا نہ ہو موقع پاتے ہی تم پر سوار ہو جائے۔ طبیعت کیا ہے، ایک چھوٹا سا بچہ۔ اس کی دوستی بھی ٹھیک نہیں اس کو بھی اسی طرح عقل نہیں جس طرح بچہ کو نہیں۔ تم اپنی طبیعت سے کچھ سیکھنا چاہتے ہو، گویا بچہ کے آگے زانوئے ادب تہ کرنا چاہتے ہو۔ شیطان کون ہے وہ تمہارا پکا دشمن

تمہارے باوا آدم کا بھی دشمن رہا ہے۔ کیا وہ تمہیں تسکین دلا سکتا ہے۔ کیا تم اس کے
بول بارگاہ ہو کر بامراد ہو سکتے ہو۔ تمہاری اور اس کی دشمنی پکی اور قدیم ہے۔ تم اس کی
وں میں بھی مت آؤ۔ وہ تمہیں امن نہیں دلا سکتا۔ وہ تمہارے باوا آدم کو بھی دھوکا
ے چکا ہے۔ تمہاری ماں حوا کو بھی۔ اس کی دوستی پر اعتبار مت کرو۔ جب کبھی موقعہ ملیگا،
تمہارا خون ہی کر کے چھوڑے گا جیسا کہ تمہارے ان بزرگوں کے ارمانوں کا خون کر چکا
۔ تقوے کے ہتھیار سے تم اس کی مدافعت کرو۔ اللہ کی توحید کو اپنا نصب العین
و۔ اس کے لئے مراقبہ و تفکر، تنہائی میں عبادت گزاری، اخلاق میں صداقت د
ں کو اپنا شیوہ بنالو۔ جو کچھ مانگنا ہے اپنے رب سے مانگو۔ ان اوصافِ حمیدہ کو اپنی
ج سمجھو اور تقوے کو اپنا ہتھیار۔ بس یہی فوج اور یہی لشکر وہ ہے جو تمہیں شیطان
مقابلہ میں کامیاب کرے گا اور اس کی فوج کو پسپا کر دے گا کیونکہ خدا کی فتح و نصرت
ارے ہی لئے ہوگی اور وہ تمہاری ہی مدد کرے گا۔

اے غلام! تو دنیا و آخرت دونوں کو ایک ہی پلڑے میں رکھ اور ان کو ایک
کسوٹی پر پرکھ۔ بس تو اپنا دل صرف اس مولا سے لگالے۔ وہ دل جو دنیا و آخرت
نوں کی خواہشوں سے عاری اور بے نیاز ہو۔ اپنے مولا کے سوا کسی چیز کی آرزو کو اپنے
میں جگہ مت دے۔ خالق سے الگ ہو کر مخلوق کے ہاتھ میں قید مت ہو۔ ان
ہری اسباب سے قطع نظر کرلے، ان اربابٍ مِنْ دُوْنِ اللہ سے بے نیاز
جا۔ جب تجھ سے ہو سکے تو دنیا کی خواہش کو اپنے نفس کی حد تک رکھ اور عقبیٰ کے
بان کو اپنے دل کی حد تک۔ مگر اپنے مولا کی خواہش کو دل کی ان گہرائیوں میں جگہ دے
سرا پا راز ہی راز ہیں۔

اے بندے! سوائے اس مالکِ حقیقی کے کسی شے کی آرزو کرنے کی ضرورت
وہ مل گیا تو پھر وہ خزانہ مل گیا جس کو ابدالآباد تک زوال نہیں۔ تیرے آقا کے پاس
تجھے جو ہدایت نصیب ہوگی وہ ایسی ہدایت ہے جس کے بعد ضلال نہیں۔ گناہوں
توبہ کرکے بس اپنے مالک کی طرف لو لگائے۔ مگر توبہ کیسی ہونی چاہئے، ایسی کہ وہ ظا
بھی توبہ ہو اور باطنی بھی۔ توبہ وہ باطن میں اُتر جانے والی اکسیر ہے جو گناہوں کی
پوشاک کو اُتروا دے گی۔ دنیا والوں سے نہیں بلکہ خدا سے حیا کرنا سکھائے گی۔ یہ حیا
حیا ہے۔ انسانوں سے جو حیا کی جاتی ہے وہ مجازی حیا ہوتی ہے۔ یہ ہیں اعمالِ قلو
جو اعضاء وجوارح کی ظاہری اور شرعی طہارت کے ساتھ ساتھ مقبولِ بارگاہ ہو
ہیں۔ دل جب اسباب و تعلقِ دنیوی کے خاردار جنگل سے نکل گیا تو وہ معرفت
توکّل کے دریا کا شناور ہو گیا۔ علم والیقان کا مردِ میدان بن گیا۔ جب وہ اس د
بیچ میں ہوتا ہے یا اس میدان میں وہ کنارے سے دور ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے الّذی
خلقنی فھو یھدین "جس نے مجھے پیدا کیا وہی مجھے سیدھی راہ بھی دکھلائے
اس لئے بچا ہے وہ ایک ساحل سے دوسرے ساحل تک، ایک مقام سے دوس
مقام تک کچھ دنوں بھٹکتا پھرے مگر آخرکار بہت جلد سیدھی راہ پر آہی جاتا ہے۔
مربیِ ربانی قوت اس کی دستگیری کے لئے آمادہ ہو ہی جاتی ہے۔ طالب کا دل
میلوں کی مسافت طے کرتا جاتا ہے۔ اور ہر چیز کی کھوج کے ذریعہ وہ اس کو پانے
لئے بے چین ہی رہتا ہے۔ اس کی سچی طلب اس کی دلدادانہ تڑپ کا نتیجہ ہے کہ خو
کے وقت ہلاک ہونے سے بچا لیا جاتا ہے۔ اس کے ایمان کی کشتی اس سمندر میں ڈو
سے بچا لی جاتی ہے، وحشت و خوف کے بادل اس کی آنکھوں سے دور کر دیئے جاتے

ور اس کی جگہ انس و قربِ الٰہی کی فرحت انگیز صبح پیدا ہونے لگتی ہے۔

اے غلام! جب تجھے اس گمراہی یا مصیبت کی بیماری گھیر لے تو صبر کی دوا دے اس کا علاج کر، شکر کے ہاتھوں سے اس دوا کے قدح کو پی لے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جلد صحت یابی کی نعمت سے بہرہ ور ہو جائیگا اور فلاح و مراد کی بلند چوٹیوں پر پہنچ جائے گا۔

آگ کا لرزہ خیز تصور مومن کے دل میں خوفِ الٰہی پیدا کرتا ہے۔ یہی خشیتِ الٰہی اس معبود کے الطاف و رحمت کے دروازہ کو اس کے لئے کھول دیتی ہے۔ جب وہ اس دروازہ میں داخل ہوتا ہے تو پھر اس کے دل میں اطمینان و مسرّت اپنا جلوہ دکھاتی ہے کر پھر اس معبود کے جلال و کبریائی کا نظارہ کرتے ہیں تو ان کے دلوں اور ان کی روحوں میں خوف و خشیت کا ایک زبردست جذبہ پیدا ہوتا ہے جو پہلے سے زیادہ ہوتا ہے پھر ان کے لئے جمال کا دروازہ کھلتا ہے۔ اب اطمینان اور سکون کامل نصیب ہوتا ہے۔ یہ وہ مدارج ہیں جو لاہوتیت کے ارتقائی منازل اسے طے کرنا پڑتے ہیں۔

اے غلام! محض کھانا، کپڑا، شادی اور مکان تیرا مقصدِ زندگی نہ ہونا چاہیئے۔ ے دل اور تیری رُوح کے مطالبے بھی ہیں۔ اور وہی زبردست مطالبے مادی تقاضوں ہجوم میں دبے ہوئے ہیں۔ سب سے بڑا تقاضہ رضائے الٰہی یا طلبِ مولا ہے۔ یہ ترین تقاضہ ہے تیری زندگی کا۔ یہی تیری زندگی کا حقیقی نصب العین ہونا چاہیئے۔ کا بدل کیا، آخرت ہے۔ مخلوق کا بدل خالق ہے۔ اگر اس عارضی اور ناپائیدار دنیا کی چیز تجھ سے چھوٹ گئی ہے تو اس کی مکافات اس سے زیادہ قیمتی اور قابلِ قدر یعنی روحانی نفع سے ہو سکتی ہے۔ جو بھی زندگی کے بچے کچھے دن رہ گئے ہیں، جلد

انہیں آخرت کی تعمیر کے لئے کام میں لا، ملک الموت کہیں، کہیں پھندہ لگائے ہوئے
بیٹھے ہیں۔ اولیاء اللہ کے پاس دنیا کی حیثیت کیا ہے، ایک باورچی کی جو آخرت کے
توشہ تیار کر دیتا ہو۔ ہاں آخرت میں اُن کے لئے زندگی کے اصلی مقصد کی تعمیر ہوتی
یہ اصلی مقصد کیا ہے۔ ان کے معبودِ حقیقی کی ان سے ملاقات۔ اس لئے وہ حقیقت میں
نہ دنیا کے طالب ہیں نہ آخرت پر للچائی ہوئی نظریں ڈالتے ہیں۔ نعمت و مسرت کی حالت
میں تو تم خدا کی محبت کرو اور بلا و مصیبت میں، اس سے تمہارا دل گریز کرنے لگے تو تمہا
دعوے کی صداقت کا پردہ چاک ہو جاتا ہے۔ مصیبتوں اور بلاؤں میں ہمت و استقلال
مردانہ کے ساتھ ثابت قدمی دکھلاؤ تو یہ محبتِ الٰہی ہے۔ اب ہو تم اس کے محبوب او
اسی کے امتحان کی تم کو ضرورت بھی تھی۔ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پ
آیا اور کہا کہ یا رسولؐ اللہ! میں آپ کو دوست رکھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا تو پھر تم فق
افلاس کے لئے چادر تیار رکھو۔

ایک اور شخص آیا اور کہا کہ یا رسولؐ اللہ! میں اللہ کو دوست رکھتا ہوں۔ آ
نے فرمایا کہ مصیبتوں کے لئے ایک چادر تیار رکھو۔ اللہ اور رسولؐ کی محبت فقر اور بلا
سے جُڑی ہوئی ہے۔ کسی نیک بخت آدمی نے کہا ہے اور خوب کہا ہے۔ وکل البـ
بالولاء۔ بلاء کا ولا سے گہرا تعلق ہے۔ اگر تم کو خدا کا دوست بننا ہے تو بلاؤں
نبٹ لو۔ جھوٹے کو خدا کی دوستی کا دم بھرنے کی جرأت نہیں ہو سکتی، اگر وہ صبر
ثابت قدمی نہ دکھلائے۔ اسی لئے ثبات و استقلال کو محبتِ الٰہی کی کسوٹی بنایا گ
ہے۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ

عذاب النار۔

اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کر اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔

دوسرا خطبہ

جو ۵ شوال ۵۴۵ھ کو مدرسہ بغداد میں دیا گیا

اے عزیز!

کیا تو اپنی جاہ و عزت پر اپنی عارضی قوت و طاقت کے غرور میں ہے۔ شاید یہ اس لئے ہے کہ مصیبت و آفت کے سانپ بچھوؤں نے ابھی تجھے نہیں ڈسا۔ یاد رکھ، ان کے ڈسنے سے پہلے ہی تو اس خود فریبی سے باز آجا۔ کیونکہ اب یہ سانپ بچھو ڈسنے والے ہیں۔ جس عارضی مسرت کے نغموں سے تو مدہوش ہو رہا ہے اس کا تار اب ٹوٹنے ہی والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حتیٰ اذا فرحوا بما اوتوا اخذنا ہم بغتۃ۔ جب ہماری دی ہوئی نعمتوں پر وہ ریجھ کر خوشی میں آپے سے باہر ہو گئے تو ہمارے عذاب نے انہیں پکڑ لیا۔ اگر تم مصیبتوں پر صبر کرو تو فتح قریب ہی ہے۔ اسی لئے تو اسلام میں صبر کا حکم بار بار آیا ہے۔ فقر اور صبر اگر کہیں جمع ہو سکتے ہیں تو مومن کے مضبوط دل ہی میں جمع ہو سکتے ہیں۔ خدا کے دوستوں ہی کی زیادہ آزمائش ہوتی ہے، اس پر وہ صبر کرتے ہیں، ان کے دل میں الہام ہوتا ہے کہ وہ بلاؤں کی حالت

میں نیکی کرتے ہی چلے جائیں۔ اور صبر و استقلال کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ یہاں تک کہ خدا کی مدد اُن کے لئے آجاتی ہے۔

اے غلام! تو اس دنیا میں سدا رہنے کے لئے نہیں آیا ہے نہ اس کی نعمتوں سے فائدہ اُٹھانا تیری زندگی کا حقیقی مقصد ہے۔ اگر تیرا ایسا خیال ہے تو اسے بدل دے چاہے تجھے اس کا شعور ہو یا نہ ہو، کیونکہ تو بے شک زبان سے تو کہتا ہے۔ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اور حضرت محمد ؐ اس کے رسول ہیں۔ مگر اس سے تجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ یاد رکھ، ایمان کے دو جز ہیں۔ ایک قول، دوسرا عمل۔ قول اس وقت تک نفع نہ دے گا جب تک کہ دوسرا جز یعنی عمل بھی نہ ہو۔ اگر تو گناہ کرتا چلا جائے، خدا کی مخالفت پر اڑا رہے، بُرائیوں پر اصرار کرتا رہے، نماز روزہ، خیر خیرات سے غافل ہو جائے۔ غرض نیکی کے سارے کاموں کو طاقِ نسیاں میں ڈال کر صرف ان دو گواہیوں پر اکتفا کرے تو اس سے تجھے قطعاً کوئی فائدہ نہ پہنچ سکے گا۔ تیری زبانی شہادت، دلیل کی طالب ہے۔ جب تو اس کے سوا کسی اور کو معبود نہیں سمجھتا تو پھر اطاعت کس کی کئے جا رہا ہے۔ حقیقی شہادت تو یہ ہے کہ دل سے لے کر تیرے اعضاء و جوارح تک اس کے حکم کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیں، وہ جس امتحان میں ڈالے اسے قبول کر لیں۔ یہ ہے دلیل اس دعوے کی۔ پھر تیرے اعمال کے لئے یہ ایک روح بھی ہے۔ یہ روح کیا ہے؟ اخلاص، جس طرح تیرا قول بلا عمل قبول نہیں، اسی تیرا عمل بلا اخلاص بھی منظور نہیں۔

خیر خیرات تیرے اعمالِ حسنہ کا ایک اہم ترین جزء ہے۔ تیری روح کو بلند پر پہنچانے میں اس کا زبردست ہاتھ ہے۔ جو بھی تجھ سے ہو سکے غریبوں کو دیئے

کوشش کرو کہ کوئی سائل نامراد تمہارے در سے واپس نہ ہو۔ اگر تم سے زیادہ نہیں ہو سکتا ہے تو تھوڑا ہی سہی۔ اس عطا کے ذریعہ تم اپنے مولا کی بہت بڑی خوشنودی حاصل کر رہے ہو۔ اس عطا کے ذریعہ تم اپنے مولا کی نعمتوں کا شکر ادا کر رہے ہو۔ جس نے تم کو اس عطا کے قابل بنایا ہے۔ اس عطا کے ذریعہ تم اس سے اس درجہ کے طالب ہو جس میں تم بڑی سے بڑی عطا بھی دے سکتے ہو۔ اگر کوئی تم سے کچھ مانگ رہا ہے اور تم اسے دے سکتے ہو تو نہ دینا بہت بڑی گمراہی ہے، بہت بڑی بدنصیبی ہے۔ خدا کہتا ہے کہ تم تو مجھ سے مانگتے ہو اور رو رو کر مانگتے ہو۔ مگر جب تمہارے پاس مانگنے والا آتا ہے تو تم اسے ناکام واپس کر دیتے ہو، اس طرح خدا تمہیں آزما رہا ہے کہ تم بھی تو اسی طرح راندے جانے کے قابل ہو۔

اے مرید! جب تو میرے پاس آکر میری ہدایتیں سننا چاہتا ہے تو پہلے باطن کی گہرائی میں (جسے میں تصوف کی اصطلاح میں سر کہتا ہوں) نیکی کی نیت لے کر آ، پھر دل اور اعضاءِ ظاہری کو بھی اسی رنگ میں رنگ لے۔ اپنا علم و عمل، اپنی زبان، اپنا نسب وحسب جب پاک و صاف ہو جائے، یعنی اپنے اور اپنے اہل وعیال کے خیال سے ان میں صفائی ہو جائے ماسوا اللہ کے تخیل سے اپنے دل کو عریاں کر کے میری مدد کا طالب ہو تو اس کے بعد ہی تجھے اس کے فضل و کرم کی خلعت نصیب ہو جائیگی اور قفس کے تاروں کو توڑ کر وہ طائرِ لاہوتی بن جائے گا جو صبح کو ایک مسرت کے چمن میں نغمہ بار ہوتا ہے تو شام کو کسی فردوسِ بریں کے شجرِ طیبہ پر اپنا آشیانہ بناتا ہے۔

یاد رکھو، تمہارے دل میں نور اگر کہیں سے آتا ہے تو اسی نور کے سرچشمۂ ازل سے آتا ہے جس کی شان میں کہا گیا ہے اللہ نور السمٰوٰتِ والارض۔ اسی نور سے

سب کچھ نظر آنے لگتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اتقوا من فراسة المومن انه ینظر بنور اللہ، مومن کی فراست سے ڈرو، وہ اللہ کے نور کے ذریعہ دیکھتا ہے۔

اے فاسق! اگر تو فسق کی نجاست سے گندہ ہے تو تیری یہ گندگی مومن کی نظر سے نہ چھپ سکے گی۔ وہ تیرے شرک و نفاق کو اللہ کے نور کے وسیلے سے دیکھ ہی لے گا۔ تیرا عمل اس چیز کو واضح کر ہی دے گا۔ جو تیری مادیت کی کثیف قبا کے اندر ہے۔ اگر تو سراپا ہوس ہے تو تیری ہم نشینی اہل ہوس ہی کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ کسی نے مجھ سے پوچھا کہ ہماری آنکھ کا یہ اندھاپن کب دور ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا کہ جب تک کہ تو کسی طبیب حاذق کے پاس رجوع نہ ہو، اُس کے درست مشوروں پر عمل نہ کرے اس کے ساتھ حسن ظن نہ رکھے، اس کے در کو مضبوط نہ پکڑ لے، اس کی دواؤں کی تلخی پر صبر نہ کرے یہ اندھاپن دور نہیں ہو سکتا۔ جب تو ایسا کرے گا تو یہ مرض دفع ہو جائے گا۔ اللہ کے لئے محنت و مشقت کئے چلا جا، جو کچھ طلب کرنا ہو اسی سے کر، کمزور مخلوق کے در سے اپنی امیدوں کی نظریں ہٹا لے۔ تیرے اور تیرے رب کے درمیان یہی حجاب ہے اسے دور کر دے، اپنے گناہوں کا اعتراف کر، اپنے قصوروں کی معذرت خواہی کر، یہ یقین کر لے کہ اس کے سوائے نہ کوئی نفع دے سکتا ہے نہ ضرر، نہ کسی کے ہاتھ میں عطا ہے نہ منع۔ جب تو ایسا کرے گا تو تیرے دل کی آنکھوں میں حقیقی نور پیدا ہو جائے گا جو تیری بصارت اور بصیرت دونوں کو منور اور تیز کر دے گا۔

اے غلام! صرف موٹے جھوٹے کپڑے پہن لینے میں کوئی تقدس کی شان نہیں ہے۔ اصلی تصوف تو روح کی گہرائی سے شروع ہوتا ہے۔ پھر کہیں چل کر اس کا اثر ظاہر پر پڑتا ہے۔ اس کا سلسلہ اس طرح ہے۔ پہلے سر (یعنی روح کی گہرائی) متاثر ہوتی ہے۔ پھر قلب، پھر نفس، پھر اعضاء و جوارح۔ جب ان میں خشیت پیدا ہو جاتی ہے تو اب ازلی رافت و رحمت کا ہاتھ آگے بڑھتا ہے۔ اور اس سے یہ ماتمی سیاہ لباس اتروا تا ہے، خوشی کا عروسی لباس اس کے آگے پیش کرتا ہے۔ اس طرح خوف سے امن کے درجہ میں، رنج سے خوشی کی منزل میں افلاس کے پردے سے ہو کر دولتمندی کے اسٹیج پر وہ آجاتا ہے۔

اے غلام! اپنی قسمت کے ٹکڑے زہد کے ہاتھوں سے لے نہ کہ حرص و ہوس اور خواہشوں کی پیروی کے ہاتھوں سے، جو کھاتا ہے اور روتا ہے اس کے برابر نہیں ہے۔ جو کھاتا ہے اور ہنستا ہے۔ قسمت کے ٹکڑے کھا، بشرطیکہ تیرا دل حق عز وجل سے لگا ہو۔ اس وقت تو دنیا کے شر سے محفوظ رہے گا۔ طبیب کے ہاتھوں سے دوا کھانا بہتر ہے اس بات سے کہ لاعلمی کے ساتھ اپنے ہاتھوں سے دوا کھائی جائے۔

کیا یہ افسوس کی بات نہیں ہے کہ امانت داری کا شیوہ ہم سے غائب ہوتا رہا ہے۔ آپس میں رحم و مودت کے جذبات مفقود ہوتے جا رہے ہیں۔ احکام شرع کو پس پشت ڈالا جا رہا ہے۔ حقیقی امانت داری تو یہی تھی کہ شعائر ملیہ کا احترام کیا جائے۔ مگر جب ہم ایسا نہیں کر رہے ہیں تو ہمیں اس کے افسوسناک نتائج کے لئے تیار رہنا پڑے گا۔ ہمارے دل سے نور چھین لیا جائے گا۔ ہمارے ہاتھ پاؤں

بیڑیوں میں جکڑتے چلے جائیں گے۔ جب خالق کے دل سے محبت کم ہو جائے گی تو مخلوق
کے دل سے بھی مہر رخصت ہو جائیگا اس لیئے سرکشی و عدوان کے ان ذلت آفریں
نتائج پر ہم کو رونا پڑے گا۔ مگر اس وقت کیا فائدہ۔ کیونکہ اس کی پکڑ شدید ہے، اس کا
عذاب دردناک ہے، اس لئے تم اس سے ڈرتے رہو کیونکہ وہی زمین و آسمان کا حقیقی
حکمراں ہے۔ ہاں تم اس کی شکر گزاری کر کے اس کی نعمتوں کو محفوظ کر سکتے ہو۔ اس
کے احکام و قوانین پر عمل کر کے امن و عافیت کی قدر و قیمت کو حاصل کر سکتے ہو۔
تکلیف کے زمانہ میں صبر، راحت و آسودگی میں قدر و شکر کی یہی اصلی شکل ہے۔ اس
پر تمہارے بڑے بڑے انبیاء، و مرسلین اور اولیاء و صالحین کا عمل رہا ہے اور یہی ان
کی زندگی کا سچا نمونہ ہے۔ اس کے گناہوں سے بچتے رہنا، اس کے حکموں پر عمل کرتے
چلے جانا، گناہوں سے توبہ کرنا، نفس کی مخالفت کرنا چاہیئے۔ جب ایسا کرو گے تو تمہارے
لئے کچھ خوف نہ رہے گا۔ کیونکہ وہ حاکمِ ازلی کبھی اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ موت
پیشِ نظر رکھو، مرنے کے بعد کیا ہونے والا ہے اس پر دھیان دو، خدا کو یاد کرتے
رہو، وہی تو تمہارے اعمال کا حساب لینے والا ہے۔ یہ غفلت کی نیند تو کچھ اچھی نہیں
اس لئے اب ہوشیار ہونا چاہیئے۔ جہل و نادانی کی بھی حد ہوتی ہے اس لئے اب
آنکھوں پر سے غفلت کا پردہ ہٹا دینا چاہیئے۔ باطل عقیدوں پر قائم رہنا، نفس
خواہشوں پر مہر نہ لگانا، عادت کے غلام بنے رہنا، ہماری غفلت و نادانی کے شعار
اصلی اجزاء ہیں۔ عادت کی غلامی سے آزاد ہونا اللہ کی عین عبادت ہے۔ اللہ کی عبا
حُسنِ ادب کا زیور ہے۔ یہ زیور کتاب و سنت پر عمل کے ذریعہ بنتا ہے۔

اے غلام! انسانوں کے گروہ کے ساتھ یہ تیری ہم نشینی اور جماعت کے سا

دین پر دیا جانا جہل و غفلت کی حالت میں خطرہ سے خالی نہیں۔ سماج میں ہل جل کر رہنا تو علم و بصیرت ہی کے ساتھ پُر امن ہو سکتا ہے۔ جو سمجھ والا اور علم والا ہوتا ہے وہ لوگوں کی اچھی خصلتیں اپنے میں جذب کر سکتا ہے اور ان کی بُری باتیں رد کر دیتا ہے۔ اس لئے غفلت و بے خبری کو دور کرنا چاہیئے۔ اپنا تعلق مسجدوں سے گہرا کرنا چاہیئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اکثر درود بھیجنا چاہیئے۔

حدیث شریف میں ہے کہ اگر آسمان سے آگ برسنے لگے تو یاد رکھو اہلِ مسجد اس سے بچ جائیں گے۔ اگر تم نماز سے تعلق کھو رہے ہو تو یاد رکھو اپنے رب سے بھی تعلق کھو رہے ہو۔

حدیث شریف میں آیا ہے۔ خدا کے ..... قریب وہی بندہ جاتا ہے جو سجدہ کرتا ہے۔

افسوس ہے ہم نصوصِ دینیہ میں تاویلیں کر کے عبادتِ الٰہی سے چھٹی حاصل کر رہے ہیں۔ یہ تاویلیں ایک شیطانی دھوکا ہیں، ایک وسوسہ ہیں۔ اگر ہم اجماعِ اُمت کی اہمیت کو تسلیم کریں اور اپنے اعمال میں اخلاص کی روح کے طالب ہوں تو ان تاویلوں سے خود بخود ہمارے دل میں نفرت پیدا ہو جائے گی۔ عبادتِ الٰہی سے دامن بچانے کا شوق ہم میں اس لئے پیدا ہو رہا ہے کہ یہ زمانہ ریا و نفاق کا آگیا ہے۔ یعنی ہم خدا کو علیم و بصیر نہیں سمجھ رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم بندوں کے حقوق پر دست درازی کرنے کو بھی کوئی عیب نہیں سمجھتے۔ اس میں کوئی خطرہ محسوس نہیں کرتے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ادا کرتے بھی ہیں تو لوگوں کو دکھانے کے لئے۔ اس علیم و بصیر کو دکھانے کے لئے نہیں۔ گویا اس عالم پر خدا کی نہیں مخلوق کی اصلی حکومت سمجھ رہے ہیں۔ یہ روح کی

زبردست موت ہے۔ ہاں خواہشیں زندہ ہوتی چلی جاتی ہیں مگر دل مردہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ دنیا طلبی زندگی کا حقیقی مقصد ہو کر رہ جاتی ہے۔ یاد رکھو، دل کو زندہ کرنا ہو تو خالق کو چھوڑ کر مخلوق پر بھروسہ کرنے سے باز آؤ۔ خدا کی اطاعت کرو، مخلوق کی اطاعت نہ کرو۔ حقیقت کا چراغ اپنے اندر روشن کر لو۔ صورت کا کوئی اعتبار نہیں۔ دل کی زندگی اللہ کے احکام کی اطاعت میں ہے، اس کی بلاؤں پر صبر میں ہے، اس کے قضا و قدر کو تسلیم کرنے میں ہے۔

اے غلام! اپنے آپ کو تقدیر کے حوالہ کر دے پھر ہر کام میں سیدھا ہو جا۔ ہر کام کے لئے ایک اساس کی ضرورت ہے۔ وہ اساس یہی تقدیر ہے۔ دن رات اسی کا خیال رکھ۔ غور و فکر جو تیرے دل کا فریضہ ہے اس کا تقاضہ یہ ہے کہ اچھائیوں پر شکر کر، برائیوں سے توبہ کر۔ غور و فکر کی وجہ سے مذہب زندہ ہوگا، شیطان کی موت ہوگی، اس لئے حدیث میں آیا ہے۔

"گھڑی بھر کی فکر، ایک رات کی عبادت سے بہتر ہے"

اے امتِ محمدیہ! تم اللہ کا شکر کرو، تمہارا رب اگلی قوموں سے اُن کی بڑی بڑی ریاضتوں کے ساتھ بھی راضی نہ ہوتا تھا۔ وہ تم سے تھوڑی سی عبادت پر بھی خوش ہو جاتا ہے۔ اس موقعہ کو غنیمت سمجھو۔ گو زمانہ کے لحاظ سے تم پچھلے ہو مگر اس خوش نصیبی کے لحاظ سے تم اگلے ہو۔ اگر تم اور بھی بہتر ہو جاؤ تو کیا کہنا، تمہاری نظیر دنیا میں نہ مل سکیگی۔ تم میں کا غریب دوسروں کے امیر کے برابر ہے۔ مگر یہ درجۂ بلند تمہیں کب مل سکتا ہے؟ جب کہ تم اس نفس و ہوس اور طبیعت کی خواہشوں پر مہر لگاؤ۔ ریا و نفاق کے خس و خاشاک سے اپنی روح کی صفائی کر لو۔ جب تک تم نفس کے چنگل میں اور دنیا کے

لالچ کے دلدل میں پھنسے رہو گے۔ اس امتیاز اور رفعت سے محروم ہی رہو گے۔ اے اللہ! ہمیں دین و دنیا کی سعادت سے بہرہ ور کر۔ آمین!۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

تیسرا خطبہ

جو آپ نے ۸ شوال ۵۴۵ھ بروز جمعہ مدرسہ بغداد میں دیا

حمد و نعت کے بعد آپ نے فرمایا:

اے فقیر! تو دولت مند ہونے کی حرص مت کر، شاید اس میں تیرے لئے ہلاکت ہو۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے کہ شاید کسی مرض سے تم کو شفا نہ ہونے میں ہی امن ہو۔ اسی میں ہوشیاری ہے۔ اپنی تقدیر سے راضی رہنا اور زیادہ کے لئے غلط تمنائیں دل میں نہ رکھنا ہی اصولِ عافیت ہے۔ تیرے دل کے اندر سوال اور آرزو کی سچی تڑپ پیدا ہونا اور باقی رہنا تیرے لئے فائدہ مند ہے۔ حکم کے موافق تو جو سوال یا دعا کرتا ہے اس میں تو تیرے لئے برکت ہے۔ یہ تیری روح کے اندر سے کچرے کو نکال پھینکتا ہے۔ اس لئے عفو و عافیت اور امورِ دینی و دنیوی کے لئے تو کثرت سے سوال کیا کر اپنے رب سے۔ یہی تمہارے لئے کافی ہے۔ قدرت پر دباؤ ڈالنا اور جبر سے حاصل کرنے کی غلط کوشش کرنا اپنی قوت کے بال و پر کو کتر لینے کی کوشش کے

مترادف ہے۔ اپنی ظاہری قوت و شباب کا اثر ڈال کر خدا اور اس کی مخلوق سے نا...
نفع کمالینے میں عارضی مسرت و تسکین کا سامان تو ضرور ہے اور یہ مل بھی جاتا ہے مگر اس...
نتیجہ وہ تباہی ہے جس کو تم برداشت بھی نہ کر سکو گے اور جس کو قرآن میں عذابِ الیم کہا...
ہے۔ کیا ہی افسوسناک ہے یہ بات کہ تمہاری زبان تو مسلمان رہے اور دل کافر۔ قول...
تو مسلمان رہے اور فعل کافر۔ جلوت میں تو مسلمانی کی بہار ہو اور خلوت میں کفر کی خزاں...
تمہاری روح کے گلشن پر چھا رہی ہو۔ نماز روزہ اور جتنے بھی افعالِ خیر ہیں یہ خدا کے...
لئے ہونا چاہیئے۔ اگر ایسا نہیں ہے اور یہ ادنیٰ مقاصد کے لئے ہوں تو ان سے توبہ کرنے...
کی ضرورت ہے۔ ان سے تو ہماری برائیوں میں اور اضافہ ہی ہو رہا ہے۔

اولیاء اللہ کی زندگی ہمارے لئے قابلِ تقلید نمونہ ہے جن کی کامیاب زندگی...
ریا و نفاق کی خرابیوں سے پاک ہے۔ توحید و اخلاص، صبر و شکر، ذکر و فکر کی وجہ سے ان...
کی روح میں آب و تاب ہے۔ ان کا ذکر پہلے زبان سے ہوتا ہے تو پھر دل سے پھر سر...
یعنی باطن سے ہوتا ہے۔ انہیں اذیت بھی پہنچائی جائے تو بھی وہ مخلوق کے امن کے ہی...
طالب رہتے ہیں۔ ان کے چہرے تکلیف میں بھی بشاشت و خوش خلقی کا آئینہ ہوتے...
ہیں۔ ان کے نزدیک بادشاہوں کی بھی کوئی حیثیت نہیں۔ یہ دنیا والے ان کے پاس...
مُردوں کی طرح یا بیماروں اور فقیروں کی طرح ہیں۔ وہ تو جنت کی بھی پرواہ نہیں کرتے...
جنت ان کے نزدیک ویرانہ ہے، دوزخ ان کے لئے بجھی ہوئی آگ کا ڈھیر ہے۔ زمین...
و آسمان کی ساری چیزیں ان کے نزدیک بے وقار ہیں۔ کیونکہ ان کی توجہ پوری یکسوئی...
کے ساتھ اسی اپنے محبوبِ حقیقی کی طرف ہے:

گر تماشائے جمالِ حق نباشد در بہشت — برکنند مستانِ حضرت قصرہا را خشت خشت

وہ بظاہر دنیا والوں سے بھی ملتے ہیں۔ آخرت پر بھی نظر کرتے ہیں۔ مگر ان کی توجہات کا اصلی مرکز، ان کی عنایتوں کا حقیقی نشانہ وہی محبوب کی ذاتِ یکتا و بے ہمتا ہے۔ دنیا و آخرت کے منازل طے کرتے ہوئے وہ اسی دربارِ لم یزل میں حاضر ہو گئے۔ ان کے تعلقات کا اصلی محور اب وہی اور اس کے دوست ہیں۔ یہ راستہ انہوں نے اپنے دل سے نکالا۔ انہوں نے ابھی راستہ طے بھی نہ کیا تھا کہ انہیں پروانۂ وصال مل گیا۔ یہی تو آرزوؤں کا سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ کیونکہ جب وہ لگاتار اپنے مالک کی یاد کرتے ہیں۔ تو وہ وعدہ زبانی پورا ہو ہی جاتا ہے۔ جس میں فرمایا گیا ہے۔ فاذکرونی اذکرکم فاشکروا لی ولا تکفرون۔ تم مجھے یاد کرتے ہو تو میں بھی تمہیں یاد کروں گا۔ میرا شکر کرو، مجھ سے سرکشی نہ کرو۔ اپنے محبوب کا یہ ارشاد ان کے پیش نظر ہے۔ انا جلیس من ذکرنی جو میرا ذکر کرتا ہے میں اس کا ہم نشین ہوں۔ اس لئے وہ مخلوق کی صحبت کو چھوڑ کر خالق کی یاد میں لگ جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ان کو یہ نعمت نصیب ہو جاتی ہے۔

اے لوگو! ہوا و ہوس کو چھوڑو۔ علم بلا عمل تمہیں کوئی فائدہ نہ دے گا۔ کلام الٰہی پر عمل کرو۔ اس کے حرفوں کی سیاہی میں وہ سفیدی چھپی ہوئی ہے جو تمہارے گناہوں کی سیاہی کو دور کر کے تمہارے دل کو روشن کر دے گی۔ وہ حکم الٰہی ہے، وہ ربانی قانون ہے جس پر لگاتار عمل کرنے والے کو اس کا ثمرہ مل ہی جاتا ہے۔

اے غلام! تیرا علم پکار رہا ہے کہ اگر تو عمل کرے تو میں تیرے لئے حجت ہوں اگر مجھ پر عمل نہ کرے تو میں تیرے اوپر حجت بن جاؤں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ علم عمل کو پکار کر بلاتا ہے جب نہیں آتا تو خود بھی چلا جاتا ہے۔ یعنی اس کی برکت چلی جاتی ہے۔ صرف اس کی ظاہری صورت رہ جاتی ہے۔ اس سے تمہاری

شفاعت کی جو امید تھی وہ چلی جاتی ہے۔ حاجتوں کے وقت اس سے جو دستگیری کی تو
تھی وہ رخصت ہو جاتی ہے۔ مغز غائب ہو جاتا ہے، چھلکا رہ جاتا ہے۔ علم کا مغز عمل
ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح متابعت تو یہی ہے کہ جو کہا جاتا ہے وہ کرکے بھی دکھا
جائے۔ جب علم صحیح پر عمل کیا جاتا ہے تو قلب و روح خوش آمدید کہتے ہوئے اپ
کھڑکیاں کھول دیتے ہیں اور انہیں مالکِ حقیقی کے دربار میں پہنچا دینے کے ضا
ہو جاتے ہیں۔ علم تجھے پکار رہا ہے۔ شاید اس کی پکار تجھے اس لئے نہ سنائی دیتی ہو کہ تو اپنے
دل کے کانوں کو اس کی طرف نہیں لگاتا۔ اسی کان سے وہ آواز سنی جا سکتی ہے۔ اس
طرح سن کر اس کا جواب دے، اس کو قبول کرکے فائدہ اٹھا۔ اس علم پر عمل تجھے اس
عالم سے قریب کر دے گا جو اس علم کا سرچشمہ ہے۔ پہلے علم یعنی ظاہری علم پر تو عمل کرے گا
تو اب دوسرے علم یعنی باطنی علم کا چشمہ تیری طرف کھل جائے گا۔ جنت کے دو چشموں
کی طرح، جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔ فیھما عینان تجریان۔ تیرے خیابانِ
روح کی ان دو گونہ چشموں سے آبیاری ہوگی۔ یہ وقت تیرے علم کی زکوٰۃ کا ہے۔ یعنی
خلق اللہ کو وصیت و نصیحت سے فیض پہنچانے کا ہے۔ مریدوں کو راہِ سلوک سے
آگاہ کرنے کا ہے۔ علم کی زکوٰۃ نام ہے علم کو نشر کرنے کا۔ اللہ کے راستہ کی طرف
خلق اللہ کو بلانے کا۔

اے غلام! جو صبر کرے گا وہی قوت پائے گا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے انما
یوفی الصابرون اجرھم بغیرِ حساب۔ خدا صابروں کے اجر کو بے حساب پورا
کرتا ہے۔ روٹی کی تدبیر کسبِ معاش کے اصولوں پر ہونی چاہیئے۔ مذہب کو روٹی
پیدا کرنے کا آلہ نہ بنانا چاہیئے۔ کماؤ اور کھاؤ اور دوسروں کو بھی کھلاؤ۔ مومن جلب

رزق کے لیے جو جانکاہ محنت کرتا ہے تو اس میں صدیقوں کی سی شان پیدا ہونے لگتی ہے۔ مگر یاد رکھو، تمہاری کمائی کا اصلی فائدہ تو وہی ہے جو فقرا اور مساکین پر بانٹا جاتا ہے جو اس راز سے آشنا ہیں وہ مخلوق پر مہربانی کرنے کو اپنی تمناؤں کا اہم ترین جز بناتے ہیں۔ اس سے مقصد ان کا صرف رضائے حق ہوتا ہے نہ کہ نام و نمود۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ الناس عیال اللہ، واحب الناس الی اللہ، انفعھم لعیالہ۔ لوگ اللہ کی عیال ہیں، سب سے زیادہ دوست اللہ کا وہ ہے جو سب سے زیادہ اس عیال کو نفع پہنچائے۔

اولیاء اللہ عامہ خلائق کے حق میں گونگے بہرے بن جاتے ہیں۔ وجہ یہ کہ جب خدا کا قرب حقیقی انہیں حاصل ہو جاتا ہے تو وہ غیر خدا سے نہ کچھ سنتے ہیں اور نہ کچھ دیکھتے ہیں۔ انتہائے قرب کی وجہ سے وہ ہیبت و جلال ان پر طاری رہتا ہے، وہ محبت کی بے خودی ان میں پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ جمال و جلال کے بیچ میں رہتے ہیں جہاں وہ استقلال کا پہاڑ ہوتے ہیں۔ ان کی نظر آگے ہی کی طرف رہتی ہے۔ وہ کبھی پیچھے پلٹ کر نہیں دیکھتے۔ انس و جن ان کی خدمت کے لیے آمادہ ہو جاتے ہیں۔ بلکہ ساری مخلوق ان کی اطاعت پر کمربستہ ہو جاتی ہے۔ علم و حکمت ان کے خادم ہوتے ہیں کیونکہ خدا کا فضل ان کو غنی کر دیتا ہے۔ اس کا اُنس ان کی پیاس کی تسکین کر دیتا ہے۔ اس کے فضل کے خوانِ نعمت سے انہیں کھانا ملتا ہے۔ اس کے اُنس کے قدح سے انہیں شربتِ زلال پینے کو ملتا ہے۔ اس وقت وہ خدا کی مخلوق کی رہنمائی کا فرض امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ادا کرتے ہیں۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت یہ ہے کہ یہ فرض ادا کیا جائے۔ آپ کا وارثِ حقیقی

وہی ہے جو لوگوں کو حق کے دروازہ پر لے آئے ان کو خدا کی حجتوں کی تبلیغ کر دے یہاں
تک کہ چیزیں اپنے اپنے اصلی موقعہ پر آجائیں۔ ہر ذی اختیار ہستی اپنا اصلی مقام پائے
ہر ایک مستحق کو اس کا حق پہنچ جائے۔ ہاں وہ اپنے حق سے ضرور دست بردار ہو
جاتے ہیں۔ اپنے نفس وطبیعت کی وہ پیروی نہیں کرتے۔ ان کی محبت اللہ کے لئے
ہوتی ہے۔ ان کا بغض اللہ کے لئے ہوتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جس نے اعلیٰ منازل کو طے
کیا وہی کامیاب رشاد کام کہلانے کا مستحق ہے۔ کیونکہ خالق کے ساتھ مخلوق کی محبت
کو بھی وہ پالیتا ہے۔

اے منافق! اے مخلوق کے پجاری! اے اسباب کے بندے! تو چاہتا ہے کہ
کل کے دن تجھے یہ درجہ مل جائے اور تیرے عمل کی تو یہ حالت ہے۔ تیرے لئے نہ کرامت
ہے نہ عزت ہے۔ اس لئے تو توبہ کرلے۔ پھر علم وعمل کی طرف توجہ کر۔ اور اخلاص کو اپنا
شعار بنالے ورنہ تیری نجات نہیں۔ تو مجھ سے اس لئے عداوت رکھتا ہے کہ میں تجھ
کو نصیحت کرتا ہوں۔ مگر میں صرف سچی بات کرتا ہوں۔ میں سچی بات کہنے میں کسی کی
پرواہ نہیں کرتا۔ میں بزرگوں کی نصیحتوں ہی کی آغوش میں پلا ہوں۔ فقر وافلاس کی
گود میں میری پرورش ہوئی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ میرے دل سے نکلا ہوا کلام خدائی
الہام سے ماخوذ ہے۔ وہ رد کرنے کے قابل نہیں۔ ہوا وہوس سے دامن بچاکر ان
نصیحتوں پر عمل پیرا ہونے میں تیرا فائدہ ہے۔ اگر نظر بصیرت ہے تو غیر اللہ سے
میری روح کو بھی خالی پائے گا۔ لیکن اگر تیری سمجھ سقیم ہے تو پھر آفت ہے۔

اے مرید! میری صحبت سے نفع اُٹھالے۔ میں اس حالت میں ہوں جس
حالت میں کہ پوری دنیا بھی نہیں ہے۔ نہ دنیا نہ آخرت، میرے ہاتھ پر توبہ کرلے۔

ی صحبت سے فائدہ حاصل کر اور میرے اقوال پر عمل کر۔ انشاء اللہ وہ سب ہو کر
یگا جو میں نے کہہ دیا ہے۔ انبیاء کی تربیت خداوند عزّ وجل اپنے کلام سے کرتا ہے، تو
یاء اللہ کی تربیت حدیث سے۔ حدیث نام ہے الہام کا اولیاء اللہ کے دلوں میں۔
لکہ وہ انبیاء کے وصی اور ان کے خلیفہ ہوتے ہیں۔ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے
ت چیت کی ہے۔ علام الغیوب کا کلام ان کے فہم تک بلا واسطہ پہنچا ہے۔ اسی طرح
ت چیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ہوئی ہے اور بلا واسطہ ہوئی ہے۔ قرآن مجید
کی مضبوط رسی ہے۔ جو تمہارے اور تمہارے رب کے مابین واسطہ ہے۔ اس کے
یعہ خدا سے ہم کو ہدایت طلب کرنی چاہیئے۔

ہمیں فضول باتیں چھوڑ دینی چاہئیں۔ مذہب میں تعصب کو خیر باد کہہ دینا
ہیئے۔ ایسی باتوں میں دلچسپی لینی چاہیئے جن سے دین و دنیا دونوں میں فائدہ ہوتا ہو۔
ریب وہ وقت آنے ہی والا ہے جب کہ تم ہماری باتیں یاد کرو گے۔ جبکہ چاروں
سے تمہاری طرف نیزے آتے رہیں گے اور تمہارے سر پر خود بھی نہ ہوگا۔ اس
دنیا کی فکروں سے دل خالی کر لو۔ یہ فکریں وہ ہیں جن پر تم پکڑے جاؤ گے۔ اس دنیا
یش کی زندگی کی ہوس کچھ اچھی نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اصلی عیش آخرت کا عیش ہے۔ اس
امیدوں میں کوتاہی کرنی چاہیئے۔ زہد کیا ہے، اسی کوتاہیٔ امید کا نام ہے۔ بُروں
حبت سے کوسوں دور بھاگنا چاہیئے۔ صحبت نیکوں کی ہی تمہیں فائدہ پہنچا سکتی ہے
مہارا عزیز و قریب بُرا ہے تو اس سے بیگانہ کی صحبت اچھی جس میں نیکی اور شرافت
یکی ہی اصلی قرابت اور وہی وجہ محبت ہے۔ کسی دانشمند بزرگ سے پوچھا گیا کہ

قرابت کس کو کہتے ہیں؟ کہا محبت کو۔ دنیا کی چیزوں کے لئے تھکا دینے والی محنت و ط
فضول ہی ہے۔ کیونکہ اگر وہ مقسوم میں ہے تو اس کے لئے اس طلب کی ضرورت ہ
ہے۔ اگر مقسوم ہی نہیں ہے تو پھر طلب سے فائدہ ہی کیا ہے بلکہ اس میں ذلت و ن
ہی ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ من جملۃ عقوبات ا
لعبد ہ طلب مالم یقسم۔ بندہ کے لئے خدا کی سزاؤں میں ایک یہ ہے کہ وہ ا
کی تلاش کرتا پھرے جو مقسوم میں نہیں ہے۔

اے بندے! صنعت کو دیکھ کر صانع کے اعتراف تک تیرے ذہن کو راہ مل س
صاحب ایقان، مومن و عارف کے لئے نظریں ہوتی ہیں۔ دو ظاہری، دو باطنی۔ خد
چیزیں زمین پر پیدا کر رہا ہے ان کو وہ ظاہری نظروں سے جو آسمانوں میں پیدا کر ر
ان کو وہ باطنی نظروں سے دیکھتا ہے۔ پھر اس کے دل سے حجاب اُٹھ جاتا ہے، اور وہ
کو بلا تشبیہہ دیکھتا ہے کیونکہ وہ مقرب و محبوب ہو جاتا ہے اور محبوب سے تو کوئی
چھپی نہیں رہ سکتی۔ جو قلب کہ مخلوق کی محبت لے جاسے اور حرص و ہوس کے معبود
باطل سے خالی ہو جائے تو اس پر سے حجابات اُٹھ جاتے ہیں۔ دنیا کے خزانوں کی کنج
اس کے پاس پھینک دینے کے لائق ہیں۔ دنیا کا ہیرا اور پتھر اس کے پاس براب
اس لئے تمہیں ہوشیار ہونا چاہیئے۔ ان معانی پر غور کرنا چاہیئے جس میں سراسر
نصیحت کا جوہر ہے۔

اے غلام! خالق کا شکوہ مخلوق کے پاس مت کر۔ مخلوق تیری تقدیر بنا
نہیں۔ تقدیر وہی بناتا ہے۔ اپنی مصیبت کو چھپانا نیکی کے بہت بڑے خزانوں
ایک خزانہ ہے مصیبتیں، بیماریاں اور صدقے یہ چھپانے کی چیزیں ہیں۔ ان کو چھپ

ت بڑی شرافت ہے۔ عالی ظرف آدمی سیدھے ہاتھ سے دیتے ہیں تو بائیں ہاتھ کو
نہیں ہوتی۔ اس دنیا کے سمندر سے بچ کر ہی رہو، اس میں بے گنتی جہاز ڈوبے ہیں۔
ں میں ڈوبنے سے وہی بچتے ہیں جن کو خدا بچانا چاہتا ہے۔ یعنی ایمان والے جو قیامت
دن آگ سے بھی بچالئے جائیں گے۔ قیامت میں آگ پر سے سب کو گزرنا ہوگا۔ مگر
ین پل صراط پر سے پار ہو جائے گا۔

وان منکم الا واردھا علیٰ ربک حتما مقضیا۔ خدا کا تو یہ حتمی ارادہ ہے
آگ کی آزمائش میں سب کو لائے گا مگر جو اپنے عمل سے بچ جائے گا۔ اپنے نیک
روں کے لئے یا نار کونی بردا وّ سلاماً کا مغفرت آفریں حکم بھی جاری ہوتا ہے۔
ایمان وایقان، انس وصداقت، زہد واتقا کی صلاحیت والی ہستیاں اس میں سے
رجائیں۔ یہ آگ بھی ایسی ٹھنڈی ہو سکتی ہے جس طرح ابراہیم علیہ السلام پر نمرود کی
ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ اسی طرح صاحب ایمان وعمل ہستی کو ہلاکت کے سمندر سے
طرح بچالیا جائیگا جس طرح موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے مقابلہ میں سمندر سے
اُتار دیا گیا۔ یوتی فضلہ من یشاء ویرزق من یشاء بغیر حساب۔
اپنا فضل جس کو چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے، جس کو چاہتا ہے اپنا رزق بے حساب
تا ہے۔ خیر سارا اس کے ہاتھ میں ہے، عطا ومنع اس کے ہاتھ میں ہے۔ دولت د
اس کے ہاتھ میں ہے۔ عزت ودولت اس کے ہاتھ میں ہے۔ کسی چیز میں اس
کوئی شریک نہیں۔ عقلمند وہ ہے جس نے اس کے در کو پکڑ لیا۔ اور اس کے غیر کے
سے منہ موڑا۔ مگر تم ہو کہ عقلمندی اسی میں سمجھتے ہو کہ مخلوق کو راضی کر لیا جائے۔ چاہے
لق بگڑ جائے۔ دنیا کی تعمیر کر لی جائے چاہے آخرت کی بنیادیں ڈھائی جا رہی ہوں مگر

اس کا نتیجہ بہت ہی جلد کیا نکلنے والا ہے۔ مکمل ترین تباہی و بربادی۔ اور یہی تو عذاب
الیم ہے۔ اس کے مختلف رنگ اور مختلف صورتیں ہیں۔ یہ عذاب دنیا ہی سے شروع
ہو جاتا ہے۔ تمہارے ہاتھ سے جائدادیں نکل جاتی ہیں، حکومت چلی جاتی ہے۔ بیماری
ذلت و افلاس کا تم پر ورود ہو جاتا ہے۔ رنج و محن کا طوق تمہاری گردنوں میں پڑ جاتا
ہے۔ غلامی اور محکومی کی زنجیریں تمہارے پاؤں میں پڑ جاتی ہیں۔ خدا ہم کو اس خواب
غفلت سے محفوظ رکھے۔ جس کی وجہ سے یہ روز بد ہمیں نصیب ہوا۔

اے غلام! دنیا طلبی کا جذبہ کہیں تجھے رات کے اندھیرے میں لکڑیاں چننے والے
کی طرح نہ بنا دے۔ جو جذبۂ حرص سے مغلوب ہو کر تمیز ہی نہیں کرتا کہ یہ دولت ہے یا
لکڑیاں چنتے چنتے کیا اس کے ہاتھ میں آ رہا ہے۔ گویا تو اس دولت سے اپنی موت کا
سامان کر رہا ہے۔ اگر لکڑی چننا ہی ہے تو تجھے اجالے سے کام لینا چاہیئے۔ آفتاب
جس کے اجالے سے تو کام لے سکتا ہے وہ توحید کا آفتاب ہے۔ اس کا اجالا نفس اور
شیطان کے سانپ بچھوؤں کو تجھے بتلا دے گا۔

ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنة وفی الاٰخرة حسنة وقنا
عذاب النار۔

چوتھا خطبہ

جو ۱۰ شوال ۵۴۵ھ بروز یکشنبہ کو رباط بغداد میں دیا گیا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص پر خیر کا دروازہ کھول دیا گیا

و اس موقعہ کو غنیمت سمجھے ۔ نہ معلوم پھر یہ دروازہ کب بند ہو جائیگا۔

اے قوم! زندگی کے دروازہ کو غنیمت سمجھو، مستقبل قریب میں یہ بند ہو جائیگا۔ یاں تک ہو سکے نیکی کے کام کرلو، توبہ کے دروازہ کو غنیمت سمجھو۔ دعا کے دروازہ کو یمت سمجھو، نیک لوگوں کی صحبت میں جا سکنے کو غنیمت سمجھو۔ مستقبلِ قریب میں یہ واقع باقی نہیں رہیں گے۔

اے قوم! ٹوٹے ہوئے عملوں کو جوڑلو، مادی نجاستوں سے پاک ہو جاؤ، مفاسد ی اصلاح کرلو، کدورتوں کی صفائی کرلو، جن جن کے حقوق تم نے لئے ہیں وہ لوٹا دو۔ لا کے در سے تم بھاگے ہوئے ہو، ادھر پھر لوٹ جاؤ۔

اے غلام! اس کائنات میں حقیقی حکمرانی خالق ہی کی ہے۔ اگر تو خالق کے ساتھ ے تو اس کا بندہ ہے، تو اپنی قلبی حیثیت ے بادیہ نشین بن جا۔ اپنی روحانی حیثیت سے ساری کائنات سے ترکِ تعلق کرلے۔ ر تو طالب حق ہے اس لئے کل سے مفارقت کرنا تیرے لئے ضروری ہے۔ تجھے یہ ین کرنے کی ضرورت ہے کہ مخلوقِ حق کے اور تیرے درمیان ایک حجاب ہے۔ کاہل ی ہمیشہ محروم رہتا ہے اور ندامت اس کے گلے کا ہار ہوتی ہے۔ تم اپنے اعمال کو ٹھیک لو، تو خدا تمہاری دنیا و آخرت بھی ٹھیک کرنے کا ذمہ دار ہے۔

حضرت ابو محمد عجمیؒ فرماتے تھے ۔ اے اللہ! ہمیں اچھے کام کرنے والا بنادے۔ یعنی پ اپنے کو اچھا بنادینے کی آرزو کے عوض اچھے عمل کی آرزو کرتے تھے ۔ مخلوق کے ساتھ ن معاشرت و معاملہ اگر حدودِ شریعت میں ہو تو وہ قابلِ مبارکباد ہے لیکن اگر ان حدود سے اوز اور خدا کی مرضی کے برعکس ہو تو وہی باعثِ تباہی اور انسانی عظمت کو نقصان پہنچانے

والا کام ہے۔ اطاعتوں کے مقبول وغیر مقبول ہونے کی علامتیں ہوتی ہیں ان کو ارباب
خوب جانتے ہیں۔

اے غلام! طائر رضا کا شکار دعا کے پھندوں ہی سے ہو سکتا ہے۔ زبان سے
دل سے اس کے کاموں پر اعتراض منافی تسلیم و رضا ہے۔ جو بھی خیر و شر کے کام ان
نے اپنی زندگی میں کئے ہیں وہ سب قیامت کے دن یاد دلائے جائیں گے۔ اس
پچھتاوے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ ہاں موت سے پہلے ہی ان پر نظر ڈال لینے سے فا
ہوگا۔ جب کھیتیاں کٹ چکیں تو یہ افسوس کام نہ دے گا کہ میں نے یہ کیوں بویا او
کیوں نہ بویا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے جو یہاں خیر
کھیتی بوئے گا وہ وہاں قابلِ رشک پھل حاصل کرے گا جو شر بوئے گا وہ ندامت کے
کانٹوں سے اپنے دامن کو بھرے گا۔ اس لئے موت آنے تک بیداری کو ملتوی کرنا دا
نہیں ہے۔ اشرار کی صحبت کا ایک نتیجہ ہوتا ہے۔ نیکوں سے بدگمانی اور عناد۔ فوز و فلا
چاہتے ہو تو بس کتاب و سنت کے اصول اختیار کرو۔

اے قوم! اللہ تعالےٰ سے ہمیں حیا کرنی چاہیئے کہ ہم وقت جیسی عظیم نعمت
بیہودگیوں میں صرف کر رہے ہیں۔ ہم اتنا جمع کر رہے ہیں کہ کھا بھی نہ سکیں گے
معلومات حاصل کر رہے ہیں جنہیں سمجھ بھی نہ سکیں گے۔ ایسے بنگلے بنا رہے ہیں کہ
میں رہ بھی نہ سکیں گے۔ یہ چیزیں وہ ہیں جو لقائے ربانی سے حجاب کہلائے جا سکتے
عارفوں کے قلوب میں کمال اس طرح پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کا ذکر اس میں خیمہ زن ہو
ہے اور اس پر پورا محیط ہو جاتا ہے۔ تب ہی تو جنت ان کا اصلی ٹھکانا بن جاتی ہے۔

جنت وہاں بھی جنت۔ دونوں جہاں میں ان کے لئے جنت ہے۔"
کچھ نہ ہو تو دنیا میں تسلیم و رضا سے دل کی ٹھنڈک اور چین کیا کچھ کم نعمت ہے
خلوت اور ہر حالت میں یہ نعمت اس کے ہمراہ رہتی ہے۔ یہ معیت کچھ عقیدۂ شرعی
منافی نہیں۔ قرآن مجید میں ہے:
لیس کمثلہ شیٔ وھو السمیع البصیر۔ آخرت کی جنت تو وہی ہے
جس کا خدا نے وعدہ کیا ہے۔ اس کا دیدار کتنی بڑی جنت ہے۔ بیشک سارا خیر اللہ کے
پاس ہے۔ اور شر غیر اللہ کے پاس ہے۔ یعنی خیر اس کی طرف متوجہ ہونے میں ہے اور
شر اس سے دور ہونے میں ہے۔ ہر وہ عمل جس کا تم معاوضہ چاہتے ہو وہ بس تمہارے
لئے ہے۔ اور جس عمل کا تم بدلا نہیں مانگتے وہ اللہ کے لئے ہے۔ اگر تم عمل کرو اور اس
کا معاوضہ طلب کرو تو یہ معاوضہ مخلوق کی شکل میں ملے گا۔ اگر تم اس کے لئے خالص طور
پر کام کرتے ہو تو اس کی نزدیکی اور اس کی نظرِ خاص کے مستحق ہو۔ انعام دینے والے ہی کو
لے لو انعام کیا لینا چاہتے ہو۔ مکان والے ہی کو اپنا بنالو، مکان کی تم کو کیا کمی ہے۔ ہر
چیز کی تخلیق و تکوین اسی کے ہاتھ میں ہے۔ موت کو یاد کیا کرو، مصیبتوں پر صبر کیا کرو۔ اور
ہر حال میں اللہ پر توکل کرو۔ موت کو یاد کرنے سے تم صحیح معنی میں زاہد بنو گے۔ صبر ہی
سے مشکلات پر فتح پاؤ گے۔ اور توکل ہی سے تمہارا دل غیر خدا کے رعب سے آزاد ہو کر
خدا سے اپنا رشتہ جوڑے گا۔ دنیا و آخرت اور ماسوائے مولا سب تجھ سے الگ ہو کر کامل
راحت و سکون کا ورود تیرے دل کے چشمے میں چاروں طرف سے ہونے لگے گا۔ تیری
حفاظت کے سامان چاروں طرف سے تیرے لئے آجائیں گے۔ کائنات کا کوئی ذرہ
بھی تجھے ستانے کی مجال نہ رکھے گا۔ تیرے حفاظتی محل کے ہر دروازہ پر فرشتوں کے

دستے پہرہ داری کریں گے۔ اللہ تعالٰے نے ایسے ہی بندوں کے بارے میں فرمایا ہے
انّ عبادی لیس لک علیہم من سلطان۔ شیطان ہمیرے
بندوں پر تم تسلط حاصل نہ کر سکو گے، کیونکہ توحید و اخلاص اور بے ریا نیکیوں کی
سے ان کی روح معمور ہو جاتی ہے۔ مخلوق سے گفتگو کرنے کی اجازت تمہیں آخ
میں ملے گی۔ ابتدا میں نہیں۔ طالبِ مولا ابتدا میں گونگا ہوتا ہے۔ انتہا میں وہ گویا ہو
صاحبِ اخلاص کی مملکت اس کے دل اور روح میں ہوتی ہے۔ اس کے ظاہر پر
نہ کرو۔ یہ شاذ و نادر ہے کہ ظاہر و باطن دونوں میں اقتدار جمع ہو جائے۔ ہمیشہ اپنی
کو چھپائے رکھنا چاہیئے جب تک کہ کمال نہ پیدا ہو جائے۔ اور تمہارا دل رب سے نہ
کمال کے بعد اظہارِ حال میں ہرج نہیں۔ کیونکہ یہ حقیقت کا اظہار ہے۔ کچھ شیخی او
لاف زنی نہیں۔ اس درجہ پر پہنچنے کے بعد تمہارا دل انسانی مدح و ذم سے بے نی
ہو گا۔ نہ ان کی شان و شوکت تمہاری آنکھوں میں جچے گی نہ ان کی پستی، تمہارے دل میں
یاس پیدا کر سکے گی۔ مادی دنیا پر تم کو غیر مرئی روحانی حکومت حاصل ہوگی اور یہ سب
خالق کی مرضی ہی سے ہو گا۔ یاد رکھو، جب تک اس درجہ پر نہ پہنچ جاؤ اس بارے میں
گفتگو کرنا نادانی ہے۔ ہر چیز کی ہوس مت کرو۔ کیونکہ ہر چیز کی حقیقت سے تم ایسے
ناآشنا ہو جیسے نابینا ظاہری اشیاء کے دیدار سے محروم ہوتا ہے۔ ہاں قائد کی تلاش
کرنی چاہیئے۔ عالم کی جستجو کرنی چاہیئے۔ اسی کا دامن مضبوط تھام لینا ہو گا۔ اس کے اقوال
و ہدایات کو غور سے سننا ہو گا۔ اس سے صحیح سمت پر چلنے کا علم حاصل کرنا ہو گا۔ جب
وہ مل جائے تو اس کے در پر نشست لگا دو۔ پھر تمہیں معرفت کا بلند درجہ ملے گا۔ پھر
تم بھی دوسرے گمراہوں کی ہدایت و رہنمائی کی اہلیت اپنے میں پیدا کر لو گے۔ تمہاری

ذات بھی غریبوں کا ملجا و مامن ہو جائے گی۔

"اصلی مراد ان کی یہ ہے کہ اللہ کا بھید بھی اپنے دل میں چھپائے رکھو اور مخلوق کے ساتھ مروت سے پیش آؤ" کیا تو بلند درجہ کا طالب ہے حالانکہ تیرے اندر تسلیم و رضا کی خوبی نہیں۔ غیر خدا کے بھروسے ابھی تیرا دل خالی نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد نہیں سنتے ہو کہ منکم من یرید الدنیا و منکم من یرید الآخرۃ۔ تم میں سے بعض دنیا کو چاہتے ہیں اور بعض آخرت کو۔ اور ایک جگہ فرمایا ہے یریدون وجھہ۔ بعض لوگ وہ ہیں جو صرف اس کی ذات کو چاہتے ہیں۔ اگر تو خوش نصیب ہے تو تجھے غیرت آئے گی۔ ماسوا کی طمع چھوڑ کر تو قرب حق کی دولت کو حاصل کرلے گا کیونکہ فھنالک الولایۃ للہ الحق (اس عالم روحانی میں تو اصلی حکومت اللہ تعالےٰ ہی کی ہے)

جب یہ کمال پیدا ہو تو دو جہان تیرے قدموں میں ہیں۔ جب تو اس منزل میں مضبوطی کے ساتھ ثابت قدم ہونے کی کوشش کرے گا تو کئی قسم کے تصورات تجھے اپنے گھیرے میں لینا چاہیں گے۔ نفسانی تصورات، ہوس کارانہ تصورات، قلبی تصورات، شیطانی تصورات، ملکوتی تصورات، ہر ایک اپنی بات اونچی کرے گا کہ فلاں تصورات اچھے ہیں اور فلاں برے ہیں لیکن سچا علم تم کو سچی علامتوں سے آگاہ کر دے گا۔ اگر تم حقیقی تصورات کو اپنا لو تو یہ سب کچھ تمہاری خدمت کریں گے۔ تمہاری تعلیم و تادیب تمہارے قیام و تعود، تمہاری صحیح حرکت و سکون کی وہ رہنمائی کریں گے۔ اس درجہ کو حاصل کرنے کے لئے نہ ہمیں جلدی چاہیئے نہ کمی و زیادتی کا کوئی مطالبہ کرنا چاہیئے۔ ہر کام مقدارِ معین پیدا ہو لا اپنے مقررہ وقت پر ہو کر ہی رہتا ہے۔ حدیث شریف ہے:

فرغ ربکم من الخلق والرزق والاجل جف القلم بما ھو کائن۔ پروردگار پیدا کرنے اور رزق دینے اور موت کے کام سے فارغ ہے۔ یعنی ان کا وقت اور ایک اندازہ اس نے تقدیر کے صحیفہ میں لکھ دیا ہے۔ اب قلم چل چکا ہے، جو ہونا تھا ہو چکا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم امر و نہی پر عمل کرنے سے فارغ ہو۔ اس فیصلہ سے استدلال کرنے کا کسی کو حق نہیں ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔ لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون۔ خدا سے کوئی پوچھ نہیں سکتا، ہاں خدا بندہ سے پوچھ سکتا ہے کہ تو نے ایسا کیوں کیا اور ویسا کیوں کیا؟۔

اے قوم! پہلے تو شریعت پر عمل کر، پھر اسی عمل کے اثرات تجھے باطنی امور کی رہبری کریں گے۔ اس شعور کی انتہا تیری روح میں ہو گی پھر اس کی خبریں تیرے صفحۂ دل پر اپنا نقش بنائیں گی۔ وہاں سے تیرے نفس میں جگہ پائے گی۔ وہاں سے تیری زبان سے ادا ہونے کے قابل ہو جائیں گی جن کے ذریعہ سے تو عامۃ خلائق کی بہبودی یعنی نصیحت کا فرض ادا کرے گا۔ خوشی ہے اس کے لئے جس نے اللہ تعالےٰ سے موافقت کی اور اسی کو اپنا دوست بنایا۔ لیکن اس کی محبّت کا دعویٰ کرنا اور شرائطِ محبت کو پورا کرنے سے غافل ہو جانا انتہائی افسوسناک ہے۔ اس کے شرائطِ محبت کیا ہیں۔ اس کے احکام کے آگے سر جھکا دینا، اس کے ذکر سے سکون پانا، اسی کے نام سے مانوس رہنا، اس سے بھڑکنا نہیں۔ جب اللہ کی محبت کسی بندہ کے دل میں سکون پیدا کرتی ہے تو وہ اللہ کے نام سے مانوس ہو جاتا ہے۔ البتہ جو اس سے دور رہتا ہے اس سے بھڑکتا ہے۔ جھوٹے دعووں سے توبہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ ولایت کا درجہ کذب و نفاق، تصنع و ریا والوں کو نہیں ملتا۔ توبہ کرنی چاہیئے اور توبہ پر ثابت قدم رہنا چاہیئے۔

توبہ کر لینا آسان ہے۔ اس پر ثابت قدم رہنا کمال ہے۔ بیج بو دینا آسان ہے، اس کے درخت بننے اور پھل لانے تک اس کی نگہداشت کرنا کمال ہے۔

چاہے رنج ہو چاہے خوشی ہو، ہر حال میں تسلیم و رضا کی ضرورت ہے۔ یہ صفت ہر حال میں کام دے گی چاہے فقر ہو چاہے دولت ہو، چاہے سختی ہو چاہے راحت ہو، چاہے بیماری ہو چاہے تندرستی ہو۔ میرے نزدیک تسلیم و رضا سے بہتر کوئی دوا نہیں ہے۔ تم نے اس کو ہر چیز سونپ دی ہے۔ اب بھڑکو نہیں، جھگڑو نہیں۔ شکوہ و فریاد فضول ہے اس سے تمہاری تکلیفیں ہلکی نہیں ہوں گی بلکہ بڑھ جائیں گی۔ تسلیم و رضا کی خو گو بتدریج سہی، تمہیں سکون و راحت کی جنت میں لائیگی۔ اور تمہارے رنجوں اور دکھوں کو مٹا کرہی رہے گی۔ خدا سے ہم کو اسی جادۂ تسلیم پر ثابت قدم رہنے کی دعا کرنی چاہیئے۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنیا حسنۃ وَّفِی الآخرۃِ حسنۃ وَّقنا عذاب النّار۔

پانچواں خطبہ

جو آپ نے ۱۲ شوال ۵۴۵ھ روز سہ شنبہ کو مدرسہ بغداد میں دیا

حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا:

اے غلام! کیا ہے یہ تیری عبادت حق تعالٰے کے لئے؟۔ تجھے تو عبادت کی

روح پیدا کرنی چاہیے۔ تاکہ ہر حرکت و سکون کی نگہداشت پر حاوی ہو۔ تو اپنے آقا کے در سے بھاگا ہوا غلام ہے۔ پھر وہیں لوٹ کر جانے میں تیری بھلائی ہے۔ اسی کے آگے جھکنے، اسی کے احکام پر عمل کرنے، اس کے قضا و قدر پر صبر کرنے ہی میں تیری کامیابی ہے۔ یہ ہے تیری عبادت کا کمال اور اسی میں سارا اعتدال پنہاں ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ الیس اللہ بکاف عبدہ۔ کیا خدا اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے؟۔ جب تیری عبودیت ٹھیک ہو جائے گی تو وہ تجھ سے محبت کرے گا اور تیرے دل میں اس کی محبت جم جائے گی۔ اور بغیر تعب کے اس کے قرب کے خیال سے تجھے لذت ملے گی۔ اس کے غیر کی صحبت سے تو دور بھاگے گا۔ ہر حال میں تو اسی سے راضی ہوگا۔ اگر زمین اپنی فراخی کے باوجود تیرے حق میں تنگ ہو جائے اور رزق کے دروازے باوجود اپنی پہنائی کے تجھ پر بند ہو جائیں تب بھی تو اُس سے ناراض نہ ہوگا اور دوسرے کے در کو نہ کھٹکھٹائے گا۔ تیری حالت موسیٰ علیہ السلام کی طرح ہونی چاہیئے جو اپنی ماں کے سوائے دوسری عورت کی چھاتی سے منہ لگانے پر کسی طرح راضی نہ ہوتے تھے۔ اللہ تعالےٰ تو ہر چیز کو جاننے والا حاضر و ناظر ہے۔ ہر چیز سے قریب ہے۔ تم کو اس سے بے نیازی ممکن نہیں۔ مگر ہم یہ سب سمجھتے ہوئے بھی ان باتوں کا انکار کرتے ہیں۔ اس انکار کا نتیجہ کیا ہوگا۔ تم اس کی نعمتوں سے جنہیں خیر کہا گیا ہے محروم رہو گے۔ تم اس کے ساتھ ہو کر صبر کرو۔ جو صبر کرتا ہے اسی کو قوت ملتی ہے۔ عجلت بے عقلی کی دلیل ہے۔ قرآن میں آیا ہے:

یا ایھا الذین آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔ اے ایمان والو! صبر کرو اور باہم مل کر بھی صبر کرو۔ اور آپس میں متحد رہو۔

اللہ سے ڈرتے رہو، یہی طریقہ فلاح و کامرانی کا ہے۔

ایسی آیتیں قرآن مجید میں بہت سی ہیں جن میں بتلایا گیا ہے۔ خیر و حکمت، نعمت و دولت، عزت و راحت اچھے اعمال کے بدلہ میں تمہارے لئے دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی ہے۔ قبروں کی زیارت کرنا بھی ایک بہترین نیکی ہے۔ اسی طرح بزرگانِ دین کی صحبت سے فیضیاب ہونا اعلیٰ درجہ کی نیکیوں میں سے ہے۔ آپ وعظ فرمائیں لیکن خود عمل نہ کریں یا اگر سنیں تو عمل نہ کریں۔ یہ کوئی شیوۂ روحانیت نہیں ہے۔ بزرگوں کا قول ہے کہ چار باتوں کی وجہ سے تمہاری روح وقار سے خالی ہو جاتی ہے اول بے علمی کے ساتھ عمل کرنا یعنی اندھادھند کام کرنا۔ دوسرے علم کے ساتھ بے عملی۔ تیسرے بے علم ہونے کے باوجود طالبِ علم ہونے سے پہلو تہی کرنا۔ چوتھے طلبِ علم کی راہ میں روڑے اٹکانا۔

اے قوم! تم لوگ وعظ کی مجلسوں میں جاؤ تو روحانی دوا حاصل کرنے کے لئے جاؤ نہ کہ لطفِ مذاق حاصل کرنے کے لئے لوگ وعظ سنتے ہیں۔ اس لئے کہ واعظ کی غلطیاں پکڑیں، اس پر نکتہ چینی کریں، اس کے ساتھ مذاق کریں۔ غرض کہ واعظ کی محفلیں بھی ان کے لئے ایک تماشہ گاہ سے کم نہیں۔ یاد رکھو، یہ وعظ کے مقام اللہ سے راز و نیاز کی جگہ ہیں۔ ہم کو غلط فہمی سے باز آنا چاہیئے۔ دشمنانِ دین کی تقلید نہ کرنی چاہیئے۔ رحمتِ ایزدی تجھے اپنا بندہ بنانے کے لئے بیتاب ہے۔ مگر تیری نظر سب پر ہے۔ ہر ایک پر تیری نظر ہے۔ مسبب سے تو روگرداں ہے۔ اپنی ہی قوتِ بازو پر تیری نظر ہے۔ توکل سے تو نا آشنا ہے۔

صاحبزادہ! اخلاص کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وما خلقت

الجن والانس الا لیعبدون۔ میں نے جن وانس کو صرف عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ یعنی انہیں ہوس کے پیچھے پڑے رہنے یا کھیل کود میں وقت گزارنے کے لئے نہیں پیدا کیا۔ یا صرف کھا لینا، پی لینا، سو جانا اور شادی کر لینا انسان کا مقصدِ زندگی نہیں ہے۔ ہمیں اس غفلت سے بیدار ہونا چاہیئے۔ تو اپنے دل سے اگر اس کی جانب ایک قدم چلے تو وہ اپنی محبت سے تیری جانب کئی قدم چلے گا۔ کیونکہ وہ اپنے دوستوں کی ملاقات کا سب سے زیادہ آرزومند ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔ جب اللہ بندے کو کسی کام کے لئے تیار کرنا چاہتا ہے تو اس کیلئے وسائل بھی فراہم کر دیتا ہے۔ یہ غیر شعوری طور پر ہی ہو جاتا ہے گو ظاہری طور پر سمجھ میں نہ آئے

جب بندہ مذکورہ بالا کمالات اپنے میں پیدا کر لے تو وہ دین و دنیا کا اصلی زاہد ہو جاتا ہے۔ یعنی ماسوا اللہ سے وہ بیزار ہوتا ہے۔ تو اس کی روح کو صحت حاصل ہو جاتی ہے۔ قربِ الٰہی اسے مل جاتا ہے۔ حکومت و عزت اور امارت اس کے گھر کی باندیاں ہوتی ہیں۔ اس کا ذرہ پہاڑ ہوتا ہے۔ اس کا قطرہ دریا ہوتا ہے اس کا تارا چاند ہوتا ہے اس کا چاند سورج۔ اس کی فنا بقا ہو جاتی ہے۔ اس کی حرکت ثابت ہوتی ہے اس کے درخت کی ڈالیاں لامکانی بلندیوں پر پہنچ کر عرش کو چھونے لگتی ہیں۔ اس کی جڑیں زمین کے قلب مرکز میں اپنا مکان پیدا کر لیتی ہیں۔ اس کی ڈالیاں دنیا و آخرت میں پھیل جاتی ہیں۔ یہ کیا ڈالیاں ہیں۔ حکمت و علم، دنیا اس کے پاس انگشتری کے حلقہ کی طرح تنگ معلوم ہونے لگتی ہے۔ دنیا اس کی مالک نہیں بن سکتی۔ آخرت کی محبت اس کے ذہن پر نہیں چھا سکتی۔ جب صلاحیت کاملہ بندہ میں پیدا ہو جاتی ہے تو اب وہ دوسروں میں صلاحیت کی چمک پیدا کرنے کی توانائی اپنے

اندر رکھتا ہے۔ انہیں دنیا کی محبت کے گرداب سے نجات دلانے والا بن سکتا ہے خوش نصیب ہے وہ قوم جس کو ایسا رہنمائے کامل مل جائے وہ ان کا طبیب ہے وہ ان کا مونس ہے، ترجمان ہے، امین ہے، ان کا چراغ ہے بلکہ ان کا آفتاب ہے۔ اگر قوم اس سے روگردانی کرے، اس کی ناقدری کرے تو خدا اس کو اپنے پاس ہی بُلا لیتا ہے۔ اور دوسروں کی آنکھوں سے اس کو غائب کر دیتا ہے۔ مگر بہت تھوڑے ہیں ایسے افراد جو کہ کامل حفاظت و سلامتی کے ساتھ مخلوق کی ہدایت کے مقدس ترین فرض سے سبکدوش ہو سکے ہوں۔ زاہد دنیا میں آخرت کے لئے آزمایا جاتا ہے۔ اور آخرت کی باتوں میں خود پروردگار کے لئے آزمایا جائے گا۔ آہ! انسان کی غفلت، وہ سمجھتا ہے کہ مرے گا ہی نہیں یا مرے گا تو پھر اُٹھے گا ہی نہیں۔ اپنے خالق کو اسے منہ دکھانا ہی نہیں ہے۔ اپنے کاموں کا حساب دینا ہی نہیں ہے۔ یہ تمہاری صفات ہیں۔ اور تم اسلام و ایمان کے مدعی ہو۔ یہ قرآن اور یہ علم تم پر حجت ہے۔ اگر تم اس پر عمل نہ کرو، علماء کے پاس تم جاتے آتے ہو، ان کی باتیں سنتے ہو، ان کے بے نظیر ارشادات سے نوازے جاتے ہو۔ مگر جو کچھ بھی سنتے ہو، ایک کان سے سُن کر دوسرے کان سے اُڑا دیتے ہو، تو یہ حاضری بھی تمہارے اوپر حجت ہے۔ یعنی یہ چیزیں تمہارے لئے نیکی کی جگہ بُرائی بن جائیں گی۔ قیامت کے روز ساری مخلوق اللہ کی عظمت و جلال کے مشاہدہ سے لرزہ براندام رہے گی۔ دنیا کے بادشاہ فنا ہو چکے، ان کی حکومتوں کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ اب سب کے سب دربار میں چلے آرہے ہیں۔ تم اس وقت دیکھو گے۔ یہ وہ وقت ہوگا جبکہ اولیاء اللہ کی حکومت تم کو نظر آئے گی۔ اُن کی عزت و عظمت، ان کے حُسن و جمال کے مشاہدہ سے عالم کی آنکھوں میں نور آجائیگا۔ یہی حقیقی

وزیر اور رئیس ہیں۔ یہ اللہ کے نیک بندے جو اوتاد کہلاتے ہیں، دنیا کی زندگی کی حفاظت کا راز ہیں۔ خود زمین پر بھی ان کو حکومت اور نیابت الٰہی کا حق حاصل ہے۔ یہ حق ان کی روح کی گہرائیوں میں پوشیدہ ہے وہ کسی نہ کسی وقت ظاہر ہو کر رہتا ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے افسر بہادری کا صلہ لڑ کر لیتے ہیں۔ میدانِ جنگ میں دشمنوں سے جیت کر یا دادِ شجاعت دے کر لیتے ہیں۔ تو یہ مردِ میدان اس سے زیادہ خوفناک اور خبیث دشمنوں یعنی نفس، ہوا و ہوس اور طبیعت سے لڑ کر اور ان کے مقابلہ میں جیت کر کامیاب ہوتے ہیں۔ خاص لوگوں کی فلاح و کامرانی دنیا و آخرت دونوں کا خیال چھوڑنے میں ہے۔

اے غلام! جھنجھوڑنے سے پہلے بیدار ہو جا، پکا مذہبی بن کر رہ، اور اہلِ مذہب سے اختلاط رکھا کر۔ وہی سب سے زیادہ عقلمند ہے جو اللہ کی اطاعت کرے۔ وہ بہت ہی نادان ہے جو اس کی نافرمانی کرے۔ دولت کی ہوس ایک گناہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کو بُرا سمجھا ہے۔ جب تو مذہب والوں سے مل جُل کر اور محبت سے رہے گا تو خدا تجھے ظاہری طور پر بھی غنی کر دیگا۔ نفاق کے راستہ سے یہ طلب اچھی نہیں۔ منافق، ریاکار تو کسی کام کا نہیں۔ تیرا عمل وہی مقبول ہے جو خالص اللہ کے لئے ہے۔ اس دربار میں عمل کی صورت نہیں چاہیئے۔ معنی چاہیئے۔ اس کی تدبیر یہ ہے کہ تو نفس و ہوا اور شیطان کو پاؤں تلے روند کر رکھ دے، تیرا عمل مقبول ہو جائے گا۔ بس عمل و اخلاص ہونا چاہیئے۔ یہی ہے فلاح کی راہ۔ انسانوں کو دکھاوے کے لئے عمل کرنا تو انتہائی افسوسناک ہے۔ خوشی اور فرحت کا کم ہونا ہی اچھا ہے۔ غم و رنج کا بڑھا ہوا ہونا ہی مصلحت ہے۔

کیونکہ تو اس قید خانہ میں ہے جس کا نام دار الحزن ہے یعنی رنج و مصیبت کا گھر۔ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ حالتِ تفکر میں رہتے تھے۔ بہت فرحت و سرور آپؐ کو ناپسند تھا۔ آپ بہت کم ہنستے تھے۔ کبھی کبھی تبسّم فرمالیا کرتے تھے۔ وہ بھی دوسروں کے دل کی دوا بننے کے لئے۔ آپ کا دل رنج و کلفت کے تلخ گھونٹ پیتا رہتا تھا۔ اگر صحابہ کرامؓ نہ ہوتے اور دنیا کے کام نہ ہوتے تو آپؐ گھر سے باہر بھی نہ نکلتے۔ نہ کسی کے ساتھ مل کر بیٹھتے۔

اے غلام! اگر اللہ تعالےٰ کے ساتھ تجھے خلوت نصیب ہو جائے تو تیرے قلب و باطن میں صفائی پیدا ہو جائے گی۔ تیری نظر تیز ہو جائے گی۔ تیرے دل میں فکر سلیم پیدا ہو جائے گی۔ روح و معنی کے لحاظ سے حق سے تیرا وصال ہو جائے گا۔ دنیا کی فکر ایک زبردست عذاب ہے، ایک سزا ہے۔ آخرت کی فکر ایک دانائی ہے۔ دل کی زندگی ہے۔ اسی فکر نے بندہ کو دین و دنیا کے احوال دکھلائے ہیں۔

اس لئے دل کی قوت کو اس دنیا کی فکروں میں ضائع کرنا انتہائی افسوسناک ہے۔ تیرے رزق کی ایک مقدار تیری تقدیر میں لکھ دی گئی ہے۔ اس لئے وہ رزق اپنے وقتِ معیّن پر تجھے حاصل ہو کر ہی رہے گا۔ چاہے تو اس رزق کے پیچھے پیچھے پھرے یا نہ پھرے۔

حرص کا نتیجہ یہی ہوگا کہ اللہ کے پاس بھی رسوائی اور بندوں کے پاس بھی رسوائی۔ رزق کے پیچھے یہ سرگردانی ایمان کی کمی کی نشانی ہے۔ اگر ایمان پکا ہو جائے تو تمہارے ہاتھ پیر و دل کو بھی آرام مل جائے۔ اگر ایمان اپنے کمال کی انتہا پر پہنچ جائے تو تم آرام سے سوتے رہو گے۔

اے غلام! تیرا دل خلقت کی صحبت کی وجہ سے حقیقی اطمینان سے خالی ہے اس لیئے وہ خالق کے دربار میں باریابی کے قابل نہیں۔ سبب کو تو نے مسبب کے ساتھ شریک کر دیا ہے اس لیئے تو شرک کا گناہ کر رہا ہے۔ ظاہر و باطن مل نہیں سکتے نہ معقول و غیر معقول یکجا ہو سکتے ہیں۔ مسبّب کو بھول کر صرف سبب کو یاد رکھنا باقی کو ترک کر دینا، فانی پر ریجھ جانا ایک عظیم جہالت ہے۔

اے غلام! جاہلوں کی صحبت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان کی جہالت تجھ میں سرایت کرے گی۔ احمق کی صحبت سے بہت نقصان ہے۔ صحبت چاہیئے ایمان والوں کی علم والوں کی عمل کرنے والوں کی۔ مومن کے حالات ہر تغیر میں اپنا اچھا ہی رنگ بتلا ہیں۔ مجاہدہ و ریاضت کے لیئے اس کو قوت حاصل ہوتی ہے۔ نہ اپنے نفس و ہوس پر غالب رہتا ہے۔ اسی لیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مومن کی مسرت چہرہ سے ظاہر ہوتی ہے۔ گو دل میں رنج رہے یہ ایمان کی قوت کی علامت ہے کہ خوشی کو چہرہ سے ظاہر کرنا اور رنج لوگوں سے چھپا کر اپنے دل ہی میں رکھنا وہ اپنے درد و غم کا معاملہ براہِ راست اپنے رب سے رکھتا ہے۔ وہ اکثر درد مند ہی رہتا ہے۔ بہت سوچتا ہے، اکثر روتا ہے۔ ہنستا کم ہے۔ اس لیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مومن کو سوائے اپنے رب کی ملاقات کے کسی چیز میں راحت نہیں۔ مومن اپنے غم پر خوشی کا لباس اُڑھا دیتا ہے۔ گو وہ کسب معیشت میں مشغول رہے مگر دل اپنے رب کی یاد کے سکون میں رہتا ہے۔ اس کا ظاہر اہل و عیال میں ہوتا ہے مگر اس کا باطن اپنے رب کے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ اپنا راز نہ اپنے بیوی بچوں سے کہتا ہے نہ دوستوں سے اور نہ اور شخص سے، اس کا عمل اس حدیث کے موافق ہے کہ رنج کو چھپا کر اپنی رضا

مضبوط کر لو۔

اے عزیز! اگر تجھے اللہ تعالےٰ سے خوف نہ ہو تو دنیا میں بھی امن کی توقع مت کر۔ اللہ نے فرمایا ہے:

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا۔ اللہ سے ڈرنے والے اس کے ذی علم بندے ہی ہوتے ہیں۔

ذی علم سے مراد محض ذی علم لوگ نہیں۔ بلکہ علم کے ساتھ عمل بھی کرنے والے وہ لوگ جو اپنے اعمال کی معمولی جزا نہیں مانگتے ہیں۔ بلکہ اس جزا میں قربِ الٰہی مانگتے ہیں۔ کیونکہ وہ محبت واخلاص کی روح عمل کو نہیں چھوڑتے۔ اس لئے دنیا وآخرت بھی انہیں کی لونڈیاں ہوتی ہیں۔ گو اُن کی خواہش اللہ کی ذات سے ہٹ کر اور کچھ نہیں ہوتی۔ نہ ان کی نظر دنیا پر ہوتی ہے۔ نہ آخرت پر، دنیا ایک قوم کے لئے ہوتی ہے تو آخرت ایک قوم کے لئے۔ مگر یہ وہ قوم ہے جس کے لئے دنیا وآخرت دونوں ہیں۔ کیونکہ وہ اس ذاتِ مقتدر کو اپنی توجہ کا مرکز بنالیتے ہیں جو ان سب پر قدرت رکھتی ہے۔ ان کا ایمان، ایقان، عرفان، محبت، تقویٰ، خشوع، حزن، انکسار سب کچھ اسی کے لئے ہوتا ہے۔ یہ قوم اللہ سے ڈرتی ہے۔ حالانکہ وہ ان کی ظاہری نظروں سے غائب رہتا ہے۔ مگر ان کے دل کی آنکھوں کے آگے موجود ہوتا ہے۔ وہ اس کو ہر آن ایک شانِ تجلی میں جلوہ گر دیکھتے ہیں۔ اس کی شانِ قہاری کا مطالعہ کرتے ہیں۔ کہ کس طرح ایک کے سر پر عزت کا تاج رکھ دیتا ہے تو دوسرے کے سر کو ذلتوں کی ٹھوکریں کھلاتا ہے۔ ایک کے جسم میں جان ڈالتا ہے تو دوسرے کے قفسِ عنصری سے روح کو آزاد کر دیتا ہے۔ ایک کو مقبولِ بارگاہ کر لیتا ہے۔ تو دوسرے

کو مردود بنا دیتا ہے۔ لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون۔ اپنے کاموں پر وہ نہیں
پوچھا جائے گا ہاں سوال بندوں سے ہوگا۔

ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ
وقنا عذاب النار۔

چھٹا خطبہ

جو ۵ ارشوال ۵۴۵ھ بروز جمعہ آپ نے مدرسہ بغداد میں دیا

اولیاء اللہ کے دل پاک و صاف ہوتے ہیں۔ وہ مخلوق کو بھول کر خالق کو یاد رکھتے ہیں، دنیا کو بھولتے ہیں آخرت کو یاد رکھتے ہیں۔ تم اپنی دنیوی مصروفیتوں کی وجہ سے ان کی شانِ تمکنت کا مشاہدہ نہیں کر سکتے۔ تمہارے اور ان کے بیچ میں ایک زبردست خلیج حائل ہے۔

اگر کوئی مومن تجھے نصیحت کرے تو سُن لے مخالفت نہ کر، کیونکہ وہ تیری وہ باتیں دیکھتا ہے جو تو خود نہیں دیکھ سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "مومن، مومن کا آئینہ ہوتا ہے" مومن اپنے بھائی مومن کو سچے دل سے نصیحت کرتا ہے۔ اس میں کیا عیوب ہیں، کیا خوبیاں ہیں، صاف صاف بیان کر دیتا ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے میرے دل میں بھی اپنے مومن بھائیوں کے لئے نصیحت و خیر خواہی کی آمادگی پیدا کر دی۔ اب یہی میرا دلچسپ مشغلہ ہے کہ میں تم کو وہ سچی

ادں جو میں سمجھتا ہوں۔ اس کا کوئی دنیوی بدلہ میں نہیں چاہتا، نہ اخروی بدلہ چاہتا
ں۔ بدلہ تو میرا محبوب خود ہونا چاہیئے۔ اور وہی میرا مدعائے حقیقی ہے۔ ہاں مجھے اپنی
م کی فلاح دکامرانی سے خوشی ہوتی ہے۔ ان کی تباہی میرے دل کو رنج پہنچاتی ہے۔
ر میں کسی مریدِ صادق کو کامیاب و بامراد دیکھتا ہوں تو میرا دل اپنے خالقِ کائنات
ے آگے مسرتِ بے پایاں کے ساتھ سربسجود ہو جاتا ہے۔

اے غلام! میں تیری اصلاح کو اپنا مقصد سمجھتا ہوں۔ میری ذاتی نفع اندوزی
و نہیں۔ تغیر تجھ میں ہوگا مجھ میں نہیں۔ میں نے اس مرحلہ کو طے کر لیا ہے۔ ہاں میں
ے اس راستہ میں افتاں و خیزاں دیکھ کر تیری دستگیری کرنا چاہتا ہوں۔ تو مجھے
دے اور کامیابی کی راہ پر تیزی کے ساتھ روانہ ہو۔

اے عزیز! کیا تم کو غرور اللہ تعالٰے کے مقابلہ میں زیب دے سکتا ہے؟ نہ
لوق کے مقابلہ میں زیب دے سکتا ہے۔ بلکہ تم کو اپنی حیثیت پہچاننا چاہیئے۔ تم کیا تھے
ب حقیر نطفہ، ایک سیال پانی کے قطروں کی طرح بے جان۔ تمہارا انجام کیا ہوگا
ب مردار لاش جس کو کیڑے اور کتے کھانے کے لئے بیتاب رہیں گے۔ اس لئے جو
ہیں دنیا کے لالچ و حرص کے لئے، دنیا کے مغرور بادشاہوں کی چوکھٹ پر جبہ سائی
ھاتا ہے تاکہ تمہیں سونے چاندی کے کچھ سکے مل جائیں، جن کو تم اپنی قسمت کے
یقی اور جائز ٹکڑوں سے زائد سمجھ رہے ہو، وہ تمہیں سخت ترین گمراہی میں ڈالنے
لا شیطان ہے۔ یاد رکھو، تمہارے لئے اس حرص و طمع کا نتیجہ ذلت و رسوائی کے
وا کچھ نہیں ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے ۔ خدا کے نزدیک وہ بندہ

زیادہ سزا کے لائق ہے جو اپنے مقسوم سے بڑھ کر رزق چاہتا ہے "

اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ دنیا کے یہ بندے تم کو اتنی وافر عطا دے سکیں گے کہ حقیقی طلب کا احاطہ ہو جائے گا۔ تو تم تقدیر کے فیصلوں سے غافل ہو۔ یہ وسوسہ تمہارے دل میں شیطان کا ڈالا ہوا ہے۔ تم خدا کے بندے نہیں ہو اپنے نفس و ہوس کے بندے ہو، شیطان کے اسیر ہو، درہم و دینار سے مسحور ہو، کوشش کرو کہ اس قید سے تم کو رہائی ملے رہائی حاصل کرنے کے لئے تمہیں کسی رہنما کی ضرورت ہے۔ اس لئے رہنما کی تلاش کرو۔ لیکن ایسا رہنما ظاہری آنکھوں کے ذریعہ ٹٹولنے سے نہیں ملتا۔ دل اور باطن کی آنکھوں کے ذریعہ ڈھونڈنے سے مل سکتا ہے۔ اس تلاش کے لئے ایمان ضروری ہے۔ جب ایمان نہ ہو تو بصیرت بھی نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

فانها لا تعمى الابصار ولكن تعمى الافئدة التى فى الصدو

ایمان کا فقدان ظاہری آنکھوں کو اندھا نہیں بناتا ہے بلکہ دل کی آنکھوں کو بے نور بنا دیتا ہے۔ لالچ اور خوشامد کے ذریعہ دنیا حاصل کرنے کی مثال ایسی ہے جیسے سونا ہم دے کر گھاس لے لینا۔ گھاس تھوڑی دیر میں جل کر راکھ ہو جائے گی۔ سونا بھی ہاتھ سے گ اگر تمہارا ایمان ناقص ہے تو لوگوں سے میل جول رکھ کر کچھ دنیا ضرور حاصل کر دینا کا نام معیشت ہے۔ مگر جس قدر جلد ہو سکے اپنی معیشت کی ایسی اصلاح کر لو کہ تم اعلیٰ درجہ کے اصول و مقاصد پر آجاؤ۔ جب تمہارا ایمان قوی ہو جائیگا تو اب تم توکل ب کر لو اور اسباب سے بے نیاز ہو جاؤ۔ دنیا والوں سے میل جول اور تعلق کم ہو ہوتے آخر کار تم میں وہ روحانی شان پیدا ہو جانی چاہیے کہ گویا اب تم ملک الموت روح حوالہ کر دینے کے لئے تیار کھڑے ہو۔ اس بحر حیات میں قضا و قدر کی موجیں جھ

تمہیں لے جائیں۔ اسی طرف تمہاری توجہ بھی ہونی چاہیے۔ اب اسباب کے تخیلات تمہیں کاٹنے نہیں آئیں گے۔ معیشتِ دنیوی کے تفکرات تمہاری روح میں ذرہ برابر بھی اضطراب پیدا نہ کر سکیں گے۔

اے شخص! یہ میری تجھ کو نصیحت ہے۔ اس پر عمل تیری روح کو اعلیٰ درجہ کی بلندی پر پہنچانے کا ذمہ دار ہے۔ اگر تو اس پر کامل طور پر عمل نہیں کر سکتا تو جزوی طور پر ہی عمل کر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

لوگو! جتنا بھی تم سے ہو سکے، دنیا کی فکروں سے نجات حاصل کرو۔

اے غلام! جس قدر جلد غمِ روزگار سے نجات حاصل کر سکتا ہے کر لے۔ اپنے دل کو اس رحمتِ لامتناہی کے ایک کنارے سے باندھ لے جو تیرے دل کی کشتی کو اطمینانِ حقیقی کے ساحلِ مراد پر پہنچا دے گا۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہر چیز کا عالم ہے۔ اس کے ہاتھ میں سب کچھ ہے۔ اس سے پہلے اپنے دل کی طہارت مانگو، ایمان و معرفت مانگو، علم مانگو اور دل میں شانِ استغنا مانگو، یقین کی روشنی مانگو، اسی ذات سے محبت مانگو، اور سب کچھ اسی سے مانگو۔ جب یہ چیزیں مل جائیں تو سب کچھ مل سکتا ہے۔ غیر کے آگے ہاتھ پھیلانے کی ضرورت ہی نہیں۔ تمہارا حقیقی معاملہ اس سے ہے۔ مغرور مخلوق کے در پر پیشانی رگڑنے کی ضرورت نہیں۔

اے غلام! اگر تو نے صرف زبان سے کلمۂ شہادت ادا کر لیا ہے مگر دل نے عمل کے ذریعہ اس کا اثر اپنے اندر نہیں لیا ہے تو سمجھ لے کہ تو ایک قدم بھی خدا کی طرف نہیں بڑھا ہے۔ اصلی طلب تو دل کی رفتار پر موقوف ہے۔ اصلی قربت تو روح کی قربت کا نام ہے۔ عمل وہ ہے جس کے اندر روح ہو یعنی اخلاص ہو۔ یہ اخلاص اعضاء

ظاہری کے ذریعہ حدودِ شریعت کا تحفظ کئے بغیر پیدا ہو نہیں سکتا۔ یہی اس کا پیمانہ ہے۔ اللہ کے نیک بندوں کی خدمت کئے بغیر بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ جو اپنی ذات کو اس کا معیار بنائے تو یہ جھوٹا معیار ہے۔ لوگوں کو دکھانے کی خاطر جو عمل کیا جائے وہ عمل مقبول نہیں ہے۔ اعمال تو خلوت میں ہوتے ہیں۔ جلوت کے اعمال صرف وہ فرائض ہوتے ہیں جن کا اظہار لازمی ہے۔ اعمال کی اساس توحید و اخلاص ہے۔ اگر توحید و اخلاص نہیں تو اعمال کی عمارت کھوکھلی بنیادوں پر ہے۔ وہ جلد زمین پر ڈھیر بن جائے گی۔ پہلے اس بنیاد کو پیدا کر لو، تو پھر عمل کی بلند و بالا عمارات بھی بنانا سزاوار ہے۔ توحید ہی کی وجہ سے تمہارا ہر عمل آسمانِ صداقت پر چاند بن کر چمکنے لگے گا۔ اور سورج کی طرح روشنی دے گا۔

ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔

ساتواں خطبہ

جو ۷ ارشوال ۵۴۵ھ بروز یکشنبہ آپ نے خانقاہِ بغداد میں دیا

حمد و صلوٰۃ کے بعد آپ نے فرمایا:

اے مسلمانو! تم صبر کو اپنا شیوہ بنا لو۔ دنیا کا بیشتر حصہ آفتوں سے بھرا ہوا ہے۔ ایک بھی مسرت آتی ہے تو اس کے ساتھ ایک مصیبت و رنج کا سامنا بھی ہو جاتا ہے۔

...ادگی کے ساتھ تنگی ہے۔ ہر خوشی کے ساتھ غم ہے۔ ہاں دولتِ دنیوی اگر مقدر سے ...و اس کو حدودِ شریعت میں استعمال کرنے سے تمہارے لئے باک نہیں ہے۔

اے شخص! اگر تو مرید ہے تو شریعت سے کبھی غافل نہ بننا۔ اگر تو صدیق کے ...پر بھی پہنچ جائے تو حکمِ الٰہی تجھ پر برابر جاری رہے گا۔ اگر تو مقرب بارگاہ بھی ...ائے تو فعلِ الٰہی کا تجھ پر سایہ ہے۔ شریعت تجھے اس کی راہ پر گامزن کرتی ہے۔ امر ...ں تجھ سے کام لیتا ہے۔ فعلِ الٰہی تیرے اندر تحریک پیدا کرتا رہتا ہے۔ مخلوق تین قسم ...وتی ہے۔ عوام، خواص، خاص الخاص لوگ عامی کون ہے۔ مسلم متقی جو شریعت ...بند ہوتا ہے۔ ہر معاملہ کو شریعت ہی کی کسوٹی پر پرکھتا ہے۔ اللہ کے قول پر عمل ...ا ہے۔ رسول اللہ کی سنت کی اتباع کرتا ہے۔ جب ظاہری و باطنی طور پر کامل ...یقے سے وہ عمل کرتا ہے تو اس کا قلب منور ہو جاتا ہے۔ جس کے ذریعہ وہ ہر طرف ...ر سکتا ہے۔ شریعت کو اپنا وسیلہ بنا لینے کی وجہ سے اس کا دل مستغنی ہو جاتا ہے۔ ...لئے وہ الہام کے قابل ہو جاتا ہے۔ اس کا دل متقی بن جاتا ہے۔ وہ الہامِ الٰہی ...علامتوں کو دیکھتا رہتا ہے۔ غرض کہ شریعت پر عمل کرنے کی وجہ سے اس کا ایمان ...ی ہو جاتا ہے۔ دنیا اور مخلوق کی ناجائز محبتوں سے جب اس کا دل پاک ہو جاتا ...، تو اس کے قلب کے ہر گوشہ پر طریقت کی صبح نمودار ہو جاتی ہے۔ جس میں قرب ...ں کا نور ہوتا ہے۔ یہ نور ایمان عمل، صبر و اطمینان کے نور کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ ثمرہ ...احترامِ شریعت کا۔

اس کے بعد ابدال کا درجہ ہے۔ یہی خاص الخاص لوگ ہیں۔ مگر یہ لوگ ...ر بھی شرعِ الٰہی اور حکمِ خداوندی سے منحرف نہیں ہوتے۔ ان تین گروہوں کے

سوا جو لوگ ہیں وہ ہلاکتوں کے ہدف ہیں، لعنتوں کے نشانے ہیں، امراض و
اسقام روحانی کے مرکز ہیں۔ جن کے لئے نہ خدا کا حکم ہے نہ رسول کا۔ ان کو
حلال کی تمیز ہے نہ حرام کی۔ مذہب ان کے لئے دردِ سر ہے۔ روحانیت ان کے
کے لئے ناسور ہے۔

مسلمانو! قدرت کی طرف سے تمہارے اندر پیہم انقلابات و تغیرات کی
وجہ تمہاری آزمائش ہے۔ دیکھا جاتا ہے کہ تم ایمان پر ثابت قدم رہتے ہو یا تمہارے
پائے ثبات میں لغزش پیدا ہو جاتی ہے۔ جو قضا و قدر کی موافقت سے سرتابی کر
ہے بد نصیبی اس کے گلے کا ہار بن جاتی ہے۔ کیونکہ اس طریقہ سے وہ مقتدرِ حقیقی کی
نارضامندیوں کو مول لیتا ہے۔ جو خود ہاتھ اٹھا کر کسی غریب کو دینا نہیں چاہت
قدرت بھی اس سے ہاتھ روک لے گی۔ جو پیدل چلنے سے آہ و فغاں کرتا ہے اس
سواری بھی نصیب نہ ہو گی۔ تم اپنی حالتوں میں اپنے ہاتھوں سے من مانے تغیّ
تبدّل جو کرنا چاہتے ہو یہ تمہاری نادانی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اولیائے
خدا ہو یا یہ کہ خدا تمہاری مرضی کے تابع ہے۔ اس کے برعکس کام کرو تو یہ تمہار
خوش نصیبی اور مسرت کا ضامن ہے۔ مصائب نہ ہوں تو جھوٹے دعوے آزما
نہیں جا سکتے۔ سونے کو کسوٹی پر ہی کس کر دیکھا جاتا ہے۔ جیسے نفس اللہ کے کفرانِ
نعمت کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اسی طرح تیری سرکشی نفس کے مقابل ہونی چاہئے
اگر تم نفس کا مقابلہ کر لو تو دوسری غیر الٰہی قوتوں کا مقابلہ بھی کر سکو گے۔ یہ غیر الٰہی
قوتیں تیری قوتِ ایمانیہ کے تناسب سے گھٹتی جاتی ہیں۔ قوتِ ایمانیہ کی کمزوری
یہ اتنی بڑھتی جاتی ہیں کہ علاج سے باہر ہو جاتی ہیں۔ ایمان کے قدم تیرے دل میں

ب مضبوط ہوتے ہیں جب کہ تو شیطان کی فوج کے مقابلہ میں جیت جائے۔ یہ قدم
داؤں اور آفتوں سے مقابلہ کرنے کے بعد مضبوط ہوتے ہیں۔ جب تک یہ قدم جم نہ جائیں
ایمان کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ کُل سے بغض اور خالقِ کل سے محبت ہی اس مقابلہ کا سچا
صول ہے۔ اگر وہ چاہے تو تیرے لئے ان چیزوں کو بھی دوست بنا دے جو تجھ سے دشمنی
رکھتی ہیں۔ کیونکہ اصل میں یہ اسی کے ارادہ سے ہیں۔ محبت کرنے والا اصل میں وہی ہے۔

سی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"تمہاری دنیا میں سے صرف تین چیزیں میرے لئے مرغوب ہوئی ہیں۔ خوشبو،
عورتیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے"

چونکہ آپ نے دنیا سے زہد اختیار کیا تھا اس لئے یہ چیزیں آپ کی مرغوب بنائی گئیں
جن سے آپ جائز تمتع کر سکتے تھے۔ تو بھی اپنے دل کو اس کے ماسوا سے فارغ کر لے تاکہ وہ
اس کو اپنا نشیمن بنانا پسند کرے"

RekhtaDownload.com

آٹھواں خطبہ

جو آپ نے ۱۹ ارشوال ۵۴۵ھ بروز سہ شنبہ کو مدرسہ بغداد میں دیا

حمد و صلوٰۃ کے بعد آپ نے فرمایا:

ریاکار کا ظاہر تو صاف مگر دل گندہ ہوتا ہے۔ وہ شرعی مباح چیزوں سے
بھی زہد کرتا ہے۔ کسبِ حلال سے اجتناب کرتا ہے۔ ہاں مذہب کو اپنی روٹی کا ذریعہ

بناتا ہے۔ اس کی حقیقت گو عوام کی نظروں سے پوشیدہ ہوتی ہے مگر خاص لوگ اس کو برابر دیکھ لیتے ہیں۔ اس کی ساری طاعت بناوٹی ہوتی ہے۔ اس کا باطن خراب ہوتا ہے۔ افسوسناک ہوگا اگر تم نہ سمجھو کہ اللہ کی اطاعت دل سے ہوتی ہے نہ کہ جسم سے۔ عبادت کی یہ ساری چیزیں دل سے، باطن سے اور معانی سے تعلق رکھتی ہیں۔ تو اس نعمتِ ظاہری کے لباس سے عریاں ہو جا۔ تا آنکہ نعمتِ باطنی کی بے بہا خلعت سے تو سرفراز ہو جائے۔ اس لباسِ مکر کو اُتار دے تاکہ وہ تجھے حقیقت کا ملبوس زیبِ تن کرائے۔ اس لباسِ کاہلی کو اُتار دے، اس لباسِ خوشامد و نفاق کو اُتار کر پھینک دے۔ ان شہوتوں، رعونتوں اور عجب و نفاق کے لباس کو اُتار کر خاکستر کر دے تاکہ تیرے لئے حقیقی محبت کا لباسِ فاخرہ، حقیقی عظمت کا حلۂ بہشتی اس قادرِ مطلق کی طرف سے انعام میں مل جائے۔ غرض کہ تو دنیا کا لباس اُتار دے اور آخرت کا لباس پہن لے۔ اپنی طاقت، اپنے وجود، اپنے کس بل یا مخلوق کی قوتوں پر گھمنڈ چھوڑ دے۔ اس گھمنڈ سے عاری ہو کر اس کے دربار میں آجا۔ تجھے اس کے الطافِ بے پایاں اپنی آغوش میں لے لیں گے، اس کی رحمتِ بے کراں تجھے اپنے دامن میں پناہ دے گی۔ بلکہ تو اپنے وجود سے بھی بے خبر ہو کر اپنے آقا کے سامنے آجا۔ ہر چیز سے قطع تعلق کر کے، ہر چیز سے بے نیاز ہو کر تو اس کا ہو جائے گا تو وہ تیرا ہو جائے گا۔ اس کی وسیع اور بے پایاں رحمت و عنایت کے سائے میں تیری آرام گاہ ہوگی۔ تیری دل شکستگی کے لئے وہی مومیائی ہے۔ تیرے درد کا علاج اسی کے پاس ہے۔ تیرے ہر دکھ کا مداوا وہی کر سکتا ہے۔ تو اپنے کو اس کے لئے توڑے گا تو وہی اسے جلد جوڑ دے گا۔ تو اس کے لئے کٹ جائے گا تو آخر کار وہی تجھ سے جڑ جائے گا۔ اب اس سے بڑھ کر تیرے لئے کونسی نعمت

چاہیئے۔

جب وہ تیرے درد کا خود مداوا ہو گا تو ساری دنیا مل کر بھی تجھے ضرر پہنچانا چاہے گی تو نہ پہنچا سکے گی۔ اگر وہ تیرا دوست ہو جائے گا، تو دنیا کی ساری بلاؤں کے مقابلہ میں بھی تیری حفاظت ہو گی۔

جو توحید کو زندہ کر کے کمزور مخلوق کی نا روا محبت کو فنا کر دیتا ہے، جو زہد کو زندہ کر کے دنیا کی طمع کو مردہ کرتا ہے اپنے خالق کی رغبت کو اپنے دل میں زندہ کر کے ماسوا کی لعنت زدہ محبت کو ٹھکرا دیتا ہے۔ تو وہی ہے جو صلاحیت کی چوٹی پر پہنچ گیا۔ اپنی فلاح و کامرانی کی ضمانت حاصل کر لی۔ دنیا اور دین کی سعادتوں سے بہرہ ور ہونے کا راز اس نے معلوم کر لیا۔ اس لئے ضروری ہے کہ موت آنے سے پہلے یہ موت اپنے اوپر طاری کر لو جو کہ نفس کی موت ہے، ہوا و ہوس کی موت ہے، تمہارے شیطان لعین کی موت ہے۔ یہ خاص موت ہے وہ موت جسے عرف عام میں موت کہتے ہیں عام موت ہے۔

اے قوم! میری استدعا کو قبول کر لے۔ کیونکہ میں تم کو خدا کے راستہ کی طرف بلا رہا ہوں۔ اس کی طاعت کی دعوت دے رہا ہوں میں تم کو اپنے نفس کی طرف تو نہیں بلا رہا ہوں۔ منافق، لوگوں کو اللہ کی طرف نہیں، بلکہ اپنے نفس کی طرف بلاتا ہے۔ وہ طالب دنیا ہے۔

اے جاہل! تو بزرگوں کی نصیحتوں سے پنبہ بر گوش ہو جاتا ہے۔ کیونکہ تجھے حرم توحید میں معتکف رہنے سے عار آتی ہے۔ ہاں تو صنم خانہ کا دیر نشیں بننا چاہتا ہے تاکہ تو اس صنم پر اپنی آزادی ضمیر کو بھینٹ چڑھا دے مگر یہ تیرے لئے سامان ہلاکت ہے۔

اس لئے میری ہمدردانہ نصیحت یہ ہے کہ تو بزرگوں کی صحبت اختیار کر۔ پیر دانا کے نقش قدم پر چل۔ نفس خبیث کے پھندہ سے گلو خلاصی کرلے۔ مرشدوں کا دامن مضبوطی سے تھام لے۔ ہاں جب تجھ میں کمال پیدا ہوجائے تو ان سے الگ اپنی ایک مستقل شان حاصل کرسکتا ہے۔ تاکہ دوسرے دلوں کے اندھیرے میں اپنی تابناکی سے اجالا پیدا کرے۔ روحانی معالج بن کر دوسروں کے دلوں کا درماں کرے۔

اگر زہد و تقویٰ کی تعریفیں ہی زبان پر رہیں مگر دل فسق و فجور میں مبتلا ہو تو ایسی صورت میں انسان ظاہری مسلمان ہے مگر باطن میں کافر ہے۔ ظاہر میں موحد ہے مگر باطن میں مشرک ہے۔ مومن باطن کی تعمیر سے ابتدا کرتا ہے اس کے بعد ظاہر کی تعمیر کرتا ہے۔ جیسے کوئی ہوشیار مہندس گھر کی تعمیر عمدگی سے کرتا ہے تو پھر دروازہ بھی اچھا بناتا ہے۔

اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی۔ اور دوزخ سے بچا۔

نواں خطبہ

جو آپ نے ۱۲ شوال ۵۴۵ھ بروز جمعہ مدرسہ بغداد میں دیا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے دوست کو عذاب نہیں دیتا۔ لیکن اُسے آزمائش میں ضرور ڈالتا ہے۔ مومن اس آزمائش میں کامیاب ہوجاتا

ہے۔ یہ آزمائش کسی مصلحت کے تحت ہوتی ہے۔ اس میں بھلائی دنیا کی بھی ہوتی ہے اور آخرت کی بھی۔ اس لیے مومن بلاؤں پر بھی رضائے الٰہی کو نہیں چھوڑتا۔ اور شکوہ و شکایت سے گریز کرتا ہے۔ لیکن جو دنیا کے بندے ہوتے ہیں ان کے حق میں بلا بھی رب سے کنارہ کش ہو جانے کا بہانہ بن جاتی ہے۔ اللہ اور اس کے دوستوں سے وہ منہ موڑ لیتا ہے۔ اور تقدیر کی اذیتوں پر چیخنے چلانے لگتا ہے۔ آزمائش پر شکوہ و فریاد سے اس کی زندگی کی ہر منزل کٹھن ہو جاتی ہے۔ خدا کے احسان و عطا کے عوض وہ انسانوں کے عطایا اور بخششوں کو تکنے لگتا ہے۔ اس لیے اے لوگو! تمہاری آواز بے اثر ہو جاتی ہے، تمہاری دعا بے اجابت ہو جاتی ہے۔ تم اللہ اور اس کے نیک بندوں کے نزدیک راندۂ درگاہ ہو جاتے ہو۔ جب تک کہ توبہ نہ کی جائے تمہارا عذر قابلِ پذیرائی نہیں ہوتا۔ توبہ میں ثابت قدمی ہونی چاہیے۔ قضائے الٰہی سے موافقت ہونی چاہیے۔ اس کی دی ہوئی عزت و ذلت، دولت و فقر، صحت و مرض سب کچھ برداشت کرنا چاہیے۔

یہ ہیں وہ مردانہ صفات جو تم کو اپنے اندر پیدا کرنی چاہئیں۔ اس کی اتباع کرو تو تمہاری اتباع کرائی جائے گی۔ تم خادم بنو تو مخدوم بھی بنو گے۔ حدیث میں ہے۔

کما تدین تدان۔ جیسا تم دین رکھو گے ویسا ہی بدلہ ملے گا۔

جیسے تمہارے اعمال ہوں گے ویسے ہی حاکم تم پر مسلط کیے جائیں گے۔ اللہ تعالےٰ کبھی اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا، بلکہ وہ تھوڑی نیکی کا زیادہ بدلہ دیتا ہے۔ اس کے دربار میں صحیح، فاسد نہیں ہو سکتا، کھرا کھوٹا نہیں بن سکتا۔

اے غلام! جب تو خدمت کرے گا تو تیری بھی خدمت کی جائیگی۔ جب تو اس

کی خدمت سے رُک جائیگا تو تیری خدمت سے بھی تیرے لئے کام کرنے والے رُ
جائیں گے۔ یہ بادشاہ نہ تجھے ضرر پہنچا سکتے ہیں، نہ نفع۔ تیری تقدیر سے زیادہ تجھ
کوئی عطیہ نہیں دے سکتے۔ کوئی چیز ان کے ہاتھوں سے خدا کی مرضی سے ہٹ کر نہ
مل رہی ہے۔ اگر تو ایسا سمجھے گا تو کافر ہو جائے گا۔

جان لو کہ خدا کے سوا نہ کوئی معطی ہے، نہ ضار ہے، نہ نافع ہے، نہ مانع ہے
مقدم ہے، نہ موخر ہے۔ اگر تو کہے کہ یہ باتیں تو میں پہلے ہی سے جانتا ہوں تو میں کہ
ہوں کہ اگر تیرا عمل اس کے برعکس ہے تو وہ نہ جاننے ہی کے برابر ہے۔ یہ کس قدر افسوس
ہے کہ تو آخرت کو دنیا کی خاطریوں تباہ کر رہا ہے۔ یعنی اطاعت الٰہی کے بدلہ میں تو
نفس کی اطاعت کر رہا ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالےٰ متقی لوگوں کی حفاظ
کرتا ہے۔ انہی کا مددگار ہے۔ ان سے بلائیں ٹالتا ہے، ان کو ہدایت عطا فرماتا
انہیں حکمت سکھاتا ہے، ان کے دلوں کا نگران کار ہوتا ہے۔ ان کے رزق کا ا
انتظام کرتا ہے کہ کوئی اس کا راز سمجھ بھی نہیں سکتا۔ اللہ نے صحیفہ میں فرمایا۔
"اے بنی آدم! تو مجھ سے ایسی حیا رکھو جیسے تم اپنے شریف پڑوسی سے رکھتے ہو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "جب بندہ دروازہ بند کر کے او
پردہ چھوڑ کر لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو کر معصیت کے لئے تیار ہو جاتا ہے
اللہ تعالےٰ کہتا ہے کہ افسوس ہے، اے آدم کے بیٹے تو نے مجھے مخلوق سے بھی کمتر س
رکھا ہے۔"

ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃً وفی الاٰخرۃ
حسنۃً وقنا عذاب النار۔

دسواں خطبہ

جو آپ نے ۱۴ر شوال ۴۵ھ بروز یکشنبہ کو ارشاد فرمایا

حمد و صلوٰۃ کے بعد آپ نے فرمایا:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "میں اور میری اُمت کے متقی لوگ تکلف سے بری ہیں"۔ متقی اللہ کی عبادت میں تکلف نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ اس کی طبیعت بن جاتی ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ کی اپنے ظاہر و باطن سے عبادت کرتا ہے۔ جس میں کوئی تکلف نہیں کوئی بناوٹ نہیں۔ البتہ منافق کا ہر کام تکلف کا ہوتا ہے۔ خاص کر عبادتِ الٰہی میں وہ صرف ظاہر کو ادا کرتا ہے، باطن کو ترک کر دیتا ہے۔ اس لئے وہ متقی لوگوں کے گروہ میں شامل نہیں ہو سکتا۔ ہر مقام کے لئے ایک موقعہ گفتگو، ہر کام کے لئے موزوں لوگ ہوتے ہیں۔ لڑائی جاننے والا سپاہی ہی ہوتا ہے۔ اس لئے تم کو نفاق سے توبہ کرنی چاہیئے۔ اور اللہ کی طرف پھر سے رجوع ہو جانا چاہیئے۔ شیطان کو تم پر ہنسنے کا موقع نہ ملنا چاہیئے۔ کیونکہ جب تم نماز اور روزہ بندوں کو دکھلانے کے لئے ادا کرتے ہو تو شیطان اس عبادت پر ہنسی اُڑاتا ہے۔ ایسے ہی صدقہ و زکوٰۃ و حج غرض تمہاری یہ ساری عبادات وبالِ جان ہو جائیں گی۔ جنت کی بجائے تمہیں دوزخ میں گھسیٹ لیں گی۔ اِلّا یہ کہ تم توبہ کر لو اور اپنے کیے پر پچھتا لو۔ تم کو مذہبِ سلف کو اپنا نمونۂ عمل بنانا چاہیئے۔ تم کو جادۂ مستقیم اختیار کرنا چاہیئے۔

افسوس ہے کہ تم قرآن کو حفظ تک کر لیتے ہو، مگر عمل کی طرف سے بے توجہ
اسی طرح حدیثیں زبانی یاد کر کے فر فر سنا دیتے ہو، مگر سنتِ نبوی پر عمل میں تمہارا
امتحان لیا جائے تو نتیجہ صفر ہوگا۔ اس لئے تم ارشادِ الٰہی کے مورد ہو کہ لم تقولون
مالا تفعلون۔ تم ایسی باتیں کرتے ہو کہ جن پر خود عمل نہیں کرتے۔

یاد رکھو، ایمان ہی ساری دینی و دنیوی آفتوں کے مقابلہ میں زبردست ڈھال
ہے۔ وہی تم کو ساری بلاؤں سے محفوظ رکھنے کی ضمانت ہے۔ صبر ہی وہ پہلوان ہے
جو ساری بلاؤں کو پچھاڑ سکتا ہے۔ ساری مصیبتوں کے مقابلہ میں ایک مردِ مجاہد کی
طرح ہے۔ ایمان دنیا میں بھی انسان کو معزز اور سُرخرو بناتا ہے اور اللہ کے نزدیک
بھی یعنی آخرت میں بھی۔

جو اللہ کا در چھوڑ کر انسانوں کی دریوزہ گری اختیار کرتا ہے۔ سمجھو کہ اس نے
حقیقت کا راستہ گم کر دیا۔ جس کے ساتھ اللہ بھلائی کرنا چاہتا ہے اُسے انسانوں کے
دروں سے مایوس کر دیتا ہے وہ انسان اس کی عطا سے ہاتھ روک لیتے ہیں۔ جس کے
بعد آخر کار وہ خدا کی طرف دھیان دے سکتا ہے۔ اس طرح اسے بے وفائی سے وفا
کی طرف لے آتا ہے۔ شبنم کی تنگ بخشی سے مستغنی کر کے اپنی رحمت کے چشمۂ بیکراں
کی طرف لے آتا ہے۔

اے نادان! تو جو شبنم سے اپنی پیاس بجھانے کی عادت ڈال لیتا ہے۔ یاد رکھ
اب موسمِ گرما آنے والا ہے اور یہ شبنم غائب ہونے والی ہے۔ تجھے رحمتِ الٰہی کے لامتناہی
چشمہ ہی کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ اور اسی پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔ جو موسمِ سرما میں بھی
کام آئے گا اور موسمِ گرما میں بھی۔ تو اللہ کے ساتھ ہو جائیگا تو غنی بھی ہوگا، امیر بھی ہوگا

اور معزز بھی ہوگا، محترم بھی اور قائد بھی ہوگا۔ رہنما بھی ہوگا۔ مگر اللہ سے مستغنی ہو گیا تو وہ ہر چیز کا محتاج ہوگا۔ مگر یہ درجہ صرف آرزو سے نہیں مل سکتا۔ بلکہ اس کے لئے عمل اور عمل میں استقامت کی ضرورت ہے۔

اے غلام! تو اتنی خاموشی کی عادت ڈال لے کہ تو گونگا سمجھا جائے۔ مخلوق سے بھاگنا تیرا مقصدِ زندگی ہو جائے، بلکہ اگر ہو سکے تو کسی ایسی مخفی جگہ چھپ جا جو کہیں غار وغیرہ میں ہو۔ یہاں تک کہ تیرے اندر ایمان کے قدم مضبوط ہو جائیں اور تیری صداقت کے پیروں میں قوتِ پرواز آجائے اور تیرے دل کی آنکھیں وا ہو جائیں۔ اور تیری پرواز عرش کی بلندیوں تک ہونے لگے۔ اب تیری روح مشرق سے مغرب تک ہر کونے کی سیر کرے گی۔ دنیا کا کوئی زاویہ اس کی سیر سے نہیں چھوٹے گا۔ اس درجہ پہ پہنچنے کے بعد اے مریدِ صادق، اے طالبِ درجۂ لاہوتی! اب کہیں تجھے بات کرنے کی اجازت ہے۔ لباسِ خمول کو اتار دے، لوگوں میں گھل مل جا، اب تو ان کے لئے دوا بن گیا ہے۔ ان کے سم کے لئے تیرے اندر تریاق کی شان پیدا ہو گئی ہے۔ اب تجھے قلت و کثرت کی پرواہ نہیں، حمد و ذم سے تو مستغنی ہے کیونکہ تو ہر لمحہ اپنے پروردگار کی معیت میں ہے۔

اے مسلمانو! خالق کو پہچانو، اس کے سامنے ادب سے جھک جاؤ، جب تک تم ادب نہ سیکھو گے تمہارے دل بھی اس سے دور رہیں گے۔ جب تک تم اس ادب کا اچھی طرح حق ادا کرو گے تو تمہارے دل بھی اس سے قریب ہونے لگیں گے۔ تم دنیا کے بادشاہوں کا دربار بھی تو دیکھتے ہو۔ وہاں کس طرح تمہیں ادب سے جھکنا سکھایا جاتا ہے۔ جتنا زیادہ تم بادشاہ سے قریب آتے ہو اتنا ہی زیادہ مراسم ادب کے ادا کرنے کی

ضرورت ہے۔

خدا کے در کو چھوڑ کر مخلوق کے در پر آس جمانا ادبار کی دلیل ہے۔ اس میں کوئی فلاح نہیں۔ ہاں اس منحوس عادت کو چھوڑ دو گے تو پھر سے تمہارے لئے کامیابی کی توقع ہے۔ مخلوق تمہارے نفع و ضرر کی مالک نہیں۔ اگر تم خدا کے در سے بھاگ رہے ہو تو سمجھ لو کہ تمہاری دولت، فقر و افلاس ہیں، تمہاری زندگی موت میں تبدیل ہونے والی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سے اعراض میں صرف دنیا اگر بن بھی جائے تو آخرت کی بنیادیں تو ہل ہی جاتی ہیں۔ اس ایک دل میں دین و دنیا، دونوں اور خالق و مخلوق دونوں کی محبت نہیں سما سکتی۔ اگر سما سکتی ہے تو یہ جھوٹا دعویٰ ہے۔

عمل، عقیدہ کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ ظاہر، باطن کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ ظاہر، باطن کا عنوان ہوتا ہے۔ تیرا باطن خدا کے پاس ظاہر ہی ہے۔ بلکہ اس کے صالح بندوں کے پاس بھی آئینہ ہے۔ اللہ کے یہ نیک بندے اگر تمہیں مل جائیں تو ان کے ادب و احترام کو پورے طور پر ملحوظ رکھو، ان کی تواضع کرو، ان کے ہاتھ پر توبہ کرنے کے موقعہ کو مت ضائع کرو۔ صالحین کی اگر تم تواضع کرو گے تو یہ اللہ کی تواضع ہوگی۔ تواضع کرنے والے کو خدا بلند کرتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تمہارے بزرگوں کی وجہ سے تم میں برکت ہے۔ آنحضرتؐ کی اس سے مراد صرف سن کی بزرگی نہیں ہے بلکہ تقوےٰ، علم اور عمل صالح کی بزرگی بھی ہے۔ کتاب و سنت کی پیروی بزرگی کی لازمی شرط ہے۔ ورنہ کتنے ایسے بناوٹی شیخ ہیں جن کا احترام تو کجا انہیں سلام بھی نہ کرنا چاہیئے۔ ان کے دیدار میں کوئی برکت ہے نہ ثواب۔ اکابر وہ لوگ ہیں جو متقی ہوں، صالح و متورع ہوں،

عالم باعمل ہوں، ان کے عمل میں اخلاص ہو۔ اکابر کے دل صاف ہوتے ہیں، غیر خدا سے ان میں اعراض ہوتا ہے۔ ان کے دل میں عرفانِ الٰہی کا نور ہوتا ہے۔ وہ اللہ سے قریب ہوتے ہیں۔ جس دل میں دنیا کی محبت ہوتی ہے وہ اللہ سے محجوب ہوتا ہے اور جس دل میں آخرت کی محبت ہوتی ہے وہ قربِ الٰہی سے محجوب ہوتا ہے۔ جتنی زیادہ تمہارے اندر دنیا کی رغبت ہے، آخرت اسی نسبت سے تمہاری گھٹی ہوئی ہے اور جتنی زیادہ تمہارے اندر آخرت کی رغبت ہے، محبتِ الٰہی تمہارے اندر گھٹی ہوئی ہے۔

اے انسانو! اپنی قیمت پہچانو، اپنی قدر نہ گھٹاؤ، کیونکہ خدا نے تمہاری قدر بہت بڑی رکھی ہے۔ کسی بزرگ کا قول ہے جو اپنی قدر نہ جانے گا، مقدر اسے اپنی قدر جاننے کے لئے مجبور کر دے گا۔

ایسی جگہ مت بیٹھ جہاں سے تجھے اُٹھا دیا جائے۔ اگر تو کسی کے گھر میں جائے تو جب تک کہ تجھے صاحبِ خانہ بیٹھنے کے لئے تیری نشست متعین نہ کر دے نہ بیٹھ، ورنہ یہ ایسی ہی چھوٹی چھوٹی باتیں بھی وہ ہیں جن سے انسان اپنی قدر و منزلت کھو دیتا ہے۔

اے غلام! تو نے ناحق اپنی عمر عزیز کا ایک بڑا حصہ کتابیں پڑھنے اور رٹنے میں گنوایا، کیا تو نے اس پر عمل بھی کیا؟۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اللہ تعالےٰ قیامت کے دن انبیاء و علماء کو پکارے گا اور پوچھے گا کہ عام مخلوق تمہاری رعایا تھی، بتلاؤ تم نے رعایا کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟۔ اور بادشاہوں اور دولتمندوں سے کہا جائیگا کہ میں نے تم کو خزانوں کے خزانے دئے تھے کیا تم نے فقرا تک اس امانت

کو پہنچایا، تم نے یتیموں کی مدد کی۔ یہی تو میرا وہ حق تھا جو میں نے تم کو سونپا تھا۔

اے قوم! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں سے تم نصیحت حاصل کرو۔ آپ کے قول کو قبول کرو۔ اگر تم خدا کی اطاعت نہ کروگے تو اس کے عذاب کو دنیا و آخرت دونوں جگہ دیکھو گے۔ زمانہ کے بطن سے نئے نئے واقعات پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ تم پیہم انقلابات کی آماجگاہ بنے ہوئے ہو، **کل یوم ھو فی شان** کا نظارہ تمہیں ہر وقت دکھایا جارہا ہے، ہر آن اور ہر لحظہ تم اس نظارہ کو دیکھ سکتے ہو۔ اگر تم سینہ کی فراخی اور دل کی بھلائی چاہتے ہو تو نادان انسانوں کی باتیں نہ سنو۔ اپنے خالق کے حکموں کو سنو۔ وہ جو اپنے خالق کو راضی نہیں کر سکتے، تجھے کس طرح راضی کر سکیں گے۔ ان میں سے اکثر لوگ بے عقل ہیں۔ بے بصر ہیں، ان کے پاس ایمان نہیں وہ صداقت سے محروم ہوتے ہیں۔ ہاں ان انسانوں کی اتباع کرو جو ہر چیز سے بڑھ کر خدا کو اہمیت دیتے ہیں، اسی کی سنتے ہیں، اسی کی رضا پر نظر رکھتے ہیں۔ لوگ اگر تجھے ستائیں تو محض اللہ کی خوشنودی کے لئے تجھے صبر کرنا چاہیئے۔ مقدر کی بلاؤں کو ہنسی خوشی سے جھیلنا چاہیئے۔ جتنا زیادہ کسی بندہ کو وہ برگزیدہ بنانا چاہتا ہے اتنا ہی زیادہ اس کو آزمائش میں ڈالتا ہے، اسے طرح طرح کی آفتوں میں ڈالتا ہے۔ یہانتک کہ اس سے اس کا وجود فنا ہو جاتا ہے۔ جس کے بعد وہ دیکھتا ہے کہ اس کا دل اسی کے ساتھ ہے دوسرے کے ساتھ نہیں۔ وہ ابھی تک اسی کے آگے جھکے ہوئے ہیں۔ دوسرے کے آگے نہیں۔

یہی وہ وقت ہے جبکہ ان کے لئے نئی زندگی کا پیغام آجاتا ہے۔ ان کے لئے نشأۃ ثانیہ کا صور پھونکا جاتا ہے۔ **ثم انشانٰہ خلقاً آخر فتبارک اللہ احسن**

الخالقین " پھر ہم نے ان کے لئے دوسری خلقت کا انعام دیا۔ کیا برکت والا ہے وہ اللہ جس کے ہاتھوں میں بہترین پیدائش ہے "

ان کی پہلی پیدائش مشترک تھی، اب یہ پیدائش منفرد ہے۔ یعنی سارے ابنائے جنس سے الگ تھلگ اور مستقل ہے۔ وہ پہلے نیچے تھا تو اب اوپر ہے۔ وہ مادیت کی کثافتوں سے دب گیا تھا تو اب روحانیت کی فضا میں پرواز کر رہا ہے۔ اس کے لئے اب دنیا بھی ہے آخرت بھی۔ دنیا و آخرت کی ہر چیز چاہے جنت ہو یا دوزخ اس کی حکومت کے دائرہ میں اس طرح آجاتی ہے جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے اژدہے کے منہ میں جادوگروں کے چھوٹے چھوٹے اژدہے آگئے تھے۔ دنیا کی ساری حکمتیں اور صنعتیں ایسے ہی جھوٹی ثابت ہوں گی جس طرح حضرت موسیٰؑ کے قدرتی اور ایزدی اعجاز کے مقابلہ میں جادوگرانِ فرعون کی صنعتی دانائی بیکار ثابت ہوئی۔ اسی لئے جادوگروں کے سردار نے اس روز اپنے ساتھیوں سے پوچھا تھا کہ موسیٰؑ کے اس اژدہے میں کیا بات ہے؟ تو جادوگروں نے جواب دیا تھا کہ وہ قدرت اور حقیقت کے ہاتھوں سے نکلا ہوا اعجاز ہے۔ اور ہمارا کمال ہماری صناعی اور ہماری حیلہ گری کی تراشیدہ کمال ہے۔ اور قدرت کا کمال تو مکر و فریب کی حیلہ تراشیوں کو اس طرح نگل ہی جاتا ہے۔

اے غلام تو اپنی حکمت و دانائی سے قدرت پر فتح حاصل نہیں کر سکتا۔ اس کی ایک حد ہوتی ہے۔ تیری چالاکی زیادہ کام نہ آئے گی۔ ہاں اخلاصِ عمل کام آئیگا۔ وہی تجھے اس کا مقرب بارگاہ بنائے گا جس کی تجھے آرزو ہے۔ علم معرفت کا نور ہی تجھ قیافہ شناس بنائے گا۔ تو بلاؤں کی وجہ سے اس کے در سے بھاگنے کی فکر مت کر،

ورنہ تو اس امتحان میں فیل ہو جائے گا جس میں کہ تجھے ڈالا گیا ہے۔ ہاں خدا سے گڑگڑا کر دعا کر کہ ہمیں ایسی آزمائش میں نہ ڈالے جو ہماری قوت برداشت سے کہیں بڑھ کر ہو۔ ہمیں ہر آزمائش سے اس طرح کامیاب نکال لے جس طرح کہ اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس نے نکال لیا تھا۔ کیا راز تھا ابراہیم علیہ السلام کے اس آزمائش میں پورا اترنے کا۔ آگ کا اُن پر ٹھنڈا ہو جانے اور ان کے سلامت رہنے میں کیا بھید تھا۔ انہوں نے عملی طور پر پہلے بتلا دیا تھا کہ مرضِ بلا میں کیا پرہیز کرنا چاہیے، تسلیم و رضا کے رنگ میں اپنے کو کس طرح رنگ لینا چاہیے۔ مصائب کے طوفان کے مقابلہ میں کس طرح اپنے ایمان و عمل کی کشتی کو لنگر انداز رکھنا چاہیے۔ سیکھو یہ باتیں اپنے پیشوا حضرت ابراہیمؑ کے اسوہ حسنہ سے، اقتدا کرو ان کے اقوال کی، ان کے افعال کی، تو تم پر آتشِ بلا اسی طرح سرد ہو جائے گی۔ اسی طرح تمہاری کشتی ساحلِ مراد پر لگ جائے گی۔

اے غلام! قدرت کے مصائب پر خاموشی ایک اصولی ادب ہے۔ یہ خاموشی و سکون ہی اس کے الطافِ بے پایاں کو تیرے لئے متحرک کر دے گا۔ تیرے ہذیان اور تیرے شکوہ و شکایات کی وجہ سے حکمتِ الٰہی تیرے دل میں نازل ہونے سے پہلو تہی کرتی رہتی ہے۔

ربّنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃً وّفی الاٰخرۃ حسنۃً وّقنا عذاب النار۔

گیارھواں خطبہ

جو آپ نے بروز جمعہ ۲۹ر شوال ۵۴۵ھ کو مدرسہ بغداد میں دیا

حمد و صلوٰۃ کے بعد آپ نے فرمایا:

اے قوم! اللہ کو پہچاننے کی کوشش کرو، اس سے نادان نہ بنو، اس کی اطاعت کرو، اس کے نافرمان نہ بنو۔ اس کے موافق ہو جاؤ، مخالف نہ بنو۔ اس کے مقدر پر راضی رہو، اس سے جھگڑو نہیں۔ ہم اللہ کو کس طرح پہچان سکتے ہیں؟۔ اس کی صنعت کو دیکھ کر، وہی خالق و رزاق ہے، وہی اول و آخر ہے، وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ اس سے جواب لینے کی کسی کو مجال نہیں۔ وہی سب سے حساب لینے والا ہے۔ لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون۔ وہی ساری نعمتیں دولت و عزت و حیات سب کچھ دیتا ہے۔ اور یہ سب چیزیں چھیننے والا بھی وہی ہے۔ اس لئے اسی سے ڈرو، دوسرے سے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ اسی سے امیدیں وابستہ رکھو، دوسرے سے وابستہ رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس کی قدرت و حکمت کے ساتھ ساتھ چلو۔ (یعنی اس کے قوانینِ قدرت پر علم کے ساتھ عمل کرو) یہاں تک کہ یہی قدرت و حکمت تمہیں ہر مشکل پر فتح یاب کر دے گی۔ مصیبت کی بھیانک تاریکی میں اس کی پر امید تجلیوں پر برابر نظریں رکھو۔ ادب و احترام کے ساتھ اس کے جلال کا مشاہدہ کرتے رہو۔ اس ڈر، مایوسی و جانکنی میں بھی اس کے قوانین کے احترام سے سر مو متجاوز نہ ہو۔

یعنی حدودِ شرع کی حفاظت کرو۔ سارے احوال میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا خیال رکھو۔ ان کے امر و نہی پر عمل کرنے کے لئے کمربستہ رہو۔ یہاں تک کہ فرشتۂ غیب تمہیں آواز دے تو تم دربار میں حاضر ہونے کے لئے آمادہ ہو جاؤ۔

ابدال کو ابدال اس لئے کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے ارادوں کو بدل کر اللہ کے ارادہ و اختیار میں ضم کر دیا۔ پہلے تو ان کے اعمالِ ظاہری شریعت ہی کے مطابق رہتے ہیں۔ پھر ان کے اعمال خاص ہو جاتے ہیں۔ یعنی وہ امر و نہی کی پیروی میں اور زیادہ سخت اور زیادہ باقاعدہ ہو جاتے ہیں۔ گویا کہ ان کے لئے امر و نہی ہی اس عالم دنیا والوں سے الگ ہے۔ یہاں تک کہ وہ ایسے درجہ میں پہنچ جاتے ہیں جہاں امر ہے نہ نہی۔ بلکہ احکامِ شریعت اُن کے عمل کے نمونوں سے بنتے ہیں۔ اور ان سے منسوب ہوتے ہیں۔ وہ سب سے الگ تھلگ ہوتے ہیں۔ وہ فنافی اللہ کے درجہ میں ہو کر سب سے دور ہو جاتے ہیں۔ ہاں جب ان کو جماعتِ انسانی کی رہبری کا الہام ہوتا ہے اس کا حکم آتا ہے تو وہ پھر جماعت میں نظر آتے ہیں۔ لیکن کسی حال میں احکامِ شرع سے سرِ مو متجاوز نہیں ہوتے۔ وہ اس کے پکّے پابند ہوتے ہیں۔ یہ نہ سمجھنا کہ وہ ترکِ عبادات کر دیتے ہیں۔ یہ تو زندیقیت ہے۔ اس قسم کے ڈھکوسلے اور مفروضے بعض لوگوں نے گھڑ لئے ہیں۔ ممنوعاتِ شرعیہ کا ارتکاب زبردست معصیت ہے۔ وہ ہوش و حواس کی منزل میں قابلِ درگزر نہیں سمجھی جا سکتی۔ فرائضِ الٰہی کسی حال میں بھی انسان پر سے ساقط نہیں ہو سکتے۔

اے غلام! اس کے علم کے موافق عمل کئے جاؤ، اس دائرہ سے باہر نہ ہو میثاقِ ربانی کو نہ توڑو، ہاں اپنے نفس کی مخالفت کئے جاؤ۔ اللہ کی مدد سے مایوس نہ ہو۔ مرد اللہ

صفات پر ثابت قدمی کے بعد اس کا پیدا ہونا یقینی ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْن "اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے" اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ہُمُ الْغَالِبُوْن "اللہ والوں کی فوج ہی کو آخر کار غلبہ ہے" اِنَّ الَّذِیْنَ جَاہَدُوْا فِیْنَا لَنَہْدِیَنَّہُمْ سُبُلَنَا "جو ہمیں پانے کے لئے محنت کرتے ہیں ہم انہیں اپنا راستہ دکھلاتے ہیں"

اللہ کا کبھی شکوہ زبان پر بھی نہ آنا چاہیئے۔ لوگوں کو تم دینِ الٰہی کی تعلیم دیتے رہو۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض بھی ادا کرنا ضروری ہے۔ اس کی ساری اساس کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے۔ میں اپنی اُمت میں چرب زبان عالم منافق سے بہت اندیشہ کرتا ہوں۔

اے غلام! کوشش کر کہ فانی دنیا کی ہر چیز کی محبت تیرے دل سے نکل جائے۔ جب یہ بات پوری ہو جائے گی تو ایک لحظہ بھی تجھے نفس کے حوالہ نہیں کیا جائے گا۔ اگر تو بھولے گا تو یاد دلایا جائیگا۔ اگر غفلت میں ہوگا تو ہوشیار کیا جائیگا۔ خلاصہ یہ کہ تجھے غیر اللہ کے ساتھ نہیں چھوڑا جائے گا۔ جس نے اس کا مزہ چکھا اس نے اس کو پہچانا۔ اس جنس کے افراد بھی کے ہوتے ہیں ان کو مخلوق میں سکون نہیں ملتا۔

اے منافقو! آفات تمہارے دلی احوال کی وجہ سے عین تمہارے سر دل پر ہیں۔ اللہ کے دوست اپنے دل کی نظروں سے اس کو برابر دیکھتے رہتے ہیں۔ وہ دنیا کے سب سے زیادہ عقلمند بندے ہوتے ہیں۔ گو وہ دیوانے نظر آئیں وہ دنیا سے الگ تھلگ رہتے ہیں مگر اللہ سے لو لگائے ہوئے رہتے ہیں۔ گو اُن کے دل کچلے ہوئے ہوتے

ہیں۔ مگر وہ خدا کے آگے دست بستہ حاضر رہتے ہیں۔ ایک زمانہ ایسا ہی گذر جاتا ہے
جلالِ کبریائی کا نقاب اُلٹنے لگتا ہے۔ ان کا خوف بڑھنے لگتا ہے۔ ان کا دل ٹکڑے ٹکڑے
باقی رہ جاتا ہے کہ یکایک رحمت کا دروازہ کھُل جاتا ہے۔ لطفِ جمال کی تجلی میں و
بیتابانہ غوطہ زن ہو جاتے ہیں اُن کی ساری مایوسی اور دہشت، اُمید و مسرت سے
بدل جاتی ہے۔

میں ایسے ہی طالبِ مولا کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ طالبِ دنیا اور نفس پرست کو
میں لے کر کیا کروں گا۔ ہاں وہ اپنے درد کی دوا مجھ سے طلب کرے تو میں حاضر ہوں۔
مجھ سے اپنی حالت چھپانا چاہتے ہو مگر چھپے گی نہیں۔ تم طالبِ دنیا ہو کر اپنے کو طالبِ
آخرت بتاتے ہو، یہ بوالہوسی ہے تمہاری۔ دل کی تحریر تمہارے پیشانی کے خطوط
سے پڑھ لی جاتی ہے۔ تمہاری روح کی سیاہی تمہارے قالب کو سیاہ کر کے ہی رہ گ
تم اپنا کھوٹا دینار مجھے دو تو میں گلا کر بتلا دوں کہ اس میں سونا کتنا ہے، اور چاندی
کتنی ہے۔ کھوٹ سب سے چھُپا سکتے ہو جوہری سے نہیں چھپا سکتے۔

اس لئے یاد رکھو! تھوڑا اور اچھا مال بہت سے مگر ناکارہ مال سے ہزار درجہ
بہتر ہے۔ ریا و نفاق کی کھوٹ کو دل سے خارج کر دو۔ بہت سے مخلصین ایسے ہیں
جو پہلے منافق ہی تھے مگر انہوں نے بعد میں اس درد کی دوا کر لی۔ اسی لئے کسی بزرگ
نے کہا ہے کہ منافق' اخلاص کا سراغ آسانی سے پا سکتا ہے۔ بچے پہلے جھوٹ بولتے ہیں
ان میں چوری کی عادت ہو سکتی ہے۔ چغلی اور دوسری بداطواریوں سے بھی وہ آلودہ
ہو جاتے ہیں۔ مگر صحیح اصولی تربیت سے وہ راہ پر بھی آجاتے ہیں۔ ان کے ماں باپ یا
اُن کے اُستاد کی اچھی تربیت کا ان پر اچھا اثر بھی پڑتا ہے۔ جس سے اللہ بھلائی کرے

ہے اس کو بہترین مودب مل جاتے ہیں۔ اور جس کو وہ گمراہ کرنا چاہے وہ بُرے
ؤدب اور ناصح کے ذریعہ تباہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں درد پیدا کیا ہے وہیں
ابھی پیدا کر دی ہے۔ جس طرح گناہ درد ہے اسی طرح طاعت دوا ہے۔ ظلم روگ ہے
عدل دوا ہے۔ مخالفتِ حق بیماری ہے، تو توبہ دوا ہے۔ اسی طرح اگر تم دل سے
وق کی محبت کو نکال دو گے تو تمہارے معالجہ کی تکمیل ہو جائے گی۔ اور تم صحت مند
جاؤ گے۔ وہ صحت کیا ہے؟ لقار ربانی۔ یہی صحت مندی تمہیں ان لامکانی رفعتوں
پہنچادے گی جہاں طائرِ قدس بھی پرواز کرنے کی ہمت نہ کر سکے۔ یہ وہ رفیع منزل ہے
اں تم ہو گے اور تمہارا محبوب، یہ وہ بلند ترین قدسی ٹھکانہ ہے جہاں پرواز کی
ت کے بعد تمہاری روحانی معیت اس کے ساتھ ہو گی، تو مادی معیت مخلوق
ساتھ۔

یاد رکھ! نفس کے گھوڑے کو سرکش نہ ہونے دے۔ اگر تو اس کو بھوک پیاس
ذلت و محنت کے کوڑے نہ لگائے گا تو وہ بلا کا سرکش ہو جائیگا۔ تو اس پر سواری
سکے گا بلکہ وہ تجھ پر سوار ہو جائے گا۔ اگر تو اسے رام کرلے تو وہی تیرے حق میں خطرناک
ندہ ہے۔ جب تیرا ظاہر و باطن ایک ہو جائے گا اور اس روشنی کے ساتھ ہو جائیگا،
کہیں وہ تیرا مطیع ہو گا۔ جب تک یہ غیر اللہ تیرے دل میں ہے تو یاد رکھ فلاح
ستہ بہت دور ہے۔ ستر ہزار برس بھی سجدہ میں پڑا رہے مگر دل غیر اللہ کی طرف
رہ یہ سجدہ جنت میں نہیں لے جا سکتا۔ جب تک کُل کی محبت دل سے خارج
و، خالق کی محبت اس میں نہیں سما سکتی۔ اظہارِ زہد سے کوئی فائدہ نہیں، اگر
زہد سے کوسوں دور ہے۔ اللہ دل کی باتوں کو خوب جاننے والا ہے۔ زبان پر کچھ

اور دل میں کچھ، یہ طریقہ اللہ کے نزدیک بُرا ہے۔

اللہ کے عفو و کرم کی صفت پر تکیہ کر لینا بھی ایک جاہلانہ طریقہ ہے۔ اور اپنی
غفلت و نادانی کا بدترین مظاہرہ ہے۔ یاد رکھو، اس کی پکڑ سخت بھی ہے، اس کا
عذاب الیم بھی ہے۔ ان عالم نما جاہلوں سے دھوکہ نہ کھاؤ، یہ کہتے کچھ ہیں اور کرتے
کچھ ہیں۔ یہ اپنی پارسائی کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں اور اپنا مطلب حاصل کر لیتے ہیں۔ کچھ
ان میں سے ایسے ہیں جن کے نام تک میرے پاس لکھے ہوئے ہیں۔ ایسے پلید مکاروں
کی صحبت سے خدا بچائے رکھے۔ مسلمانوں کو ایسے دوست نما دشمنوں سے محفوظ رہنا چاہیے

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ
حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

حضرت غوث الثقلین رض کے اوراد و وظائف

حضرت شیخ عفیف الدین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "کشف الاسرار" میں لکھتے ہیں
اار ربیع الاول ۵۴۱ھ کو میں نے سیدنا حضرت ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی
قدس سرہٗ سے یہ درخواست کی کہ حضور! آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو ہر آرزو اور
مقصد کے لئے مفید ہو۔ حضرت رح نے فرمایا:

بعد نماز مغرب سنتیں پڑھ کر دو رکعت نماز نفل پڑھیے اور ہر رکعت میں
کے بعد گیارہ گیارہ بار قل ھو اللہ پڑھیے۔ سلام کے بعد ایک سو بار یہ کلمات پڑھئے
سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ۰

پھر حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر گیارہ بار درود شریف پڑھیے، پھر گیارہ بار یہ سلام عرض کیجیے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰهِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ اَجْمَعِیْنَ۔

پھر اس طرح عرض کیجیے:

یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ اَغِثْنِیْ وَامْدُدْنِیْ فِیْ قَضَاءِ حَاجَتِیْ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ۔

پھر یہ الفاظ کہیے:

یَا غَوْثَ الثَّقَلَیْنِ یَا کَرِیْمَ الطَّرَفَیْنِ اَغِثْنِیْ وَامْدُدْنِیْ فِیْ قَضَاءِ حَاجَتِیْ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ۔

پھر سر بسجدہ ہو کر حضور رحمتِ عالم ؐ کے توسّل سے جنابِ باری میں دعا کیجیے۔ ہر مقصد کے لئے یہ عمل نہایت مجرب ہے۔

حضرت یعقوب بن اسحاق بغدادیؒ "انوار السالکین" میں لکھتے ہیں:

سلطانِ طریقت، سریر آرائے مسندِ معرفت، غوث الثقلین، قطب الاقطاب محبوبِ سبحانی سیدنا حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ کے اوراد و وظائف

میں یہ عمل فقیر کے علم و یقین میں نہایت مجرب ہے۔ ادائیگی قرض، وسعت رزق اور پرہیزگاری کے لئے، سحر کا اثر دور کرنے، رعد و برق کے طوفان سے محفوظ رہنے کے لئے، ترقی علم اور دشمنوں کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے یہ نہایت مفید ہے۔

اس کی ترکیب یہ ہے کہ بعد نمازِ مغرب سنتیں پڑھ کر دو رکعت نفل پڑھے۔ اور بہتر یہ ہے کہ ہر رکعت میں الحمد کے بعد گیارہ گیارہ بار قل ھو اللہ پڑھے۔ پھر سلام کے بعد گیارہ بار درود شریف پڑھے۔ بعد ازاں سر بسجدہ ہو کر نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ یہ کلمات پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ وَ اَنَا عَبْدُكَ یَا رَبِّیْ اَطْلُبُ رَحْمَتَكَ وَ اَلْتَمِسُ رِضْوَانَكَ اَللّٰھُمَّ نَجِّنِیْ مِنْ عَذَابِكَ وَ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ٥۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے جناب باری میں التجا پیش کیجیے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ بغدادی، وجیہہ الدین یوسف اور شیخ نجیب الدین عبد القاہر نے اس عمل کی بے حد تعریف بیان کی ہے اور بحر المعانی میں اس عمل کا نام عملِ غوثیہ لکھا ہے۔ فقیر کے نزدیک یہ عمل ہر آرزو اور ہر مقصد کے لئے مفید ہے۔ فقیر نے اس عمل کو جتنی بار پڑھا تیر بہدف پایا۔

حضرت وجیہہ الدین یوسف بغدادیؒ "مناقب الحبیب" میں لکھتے ہیں:

۲۷ رجب ۵۴۱ھ کو احقر نے سیدنا ابو محمد محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ سے اوراد و وظائف اور ان کی تاثیرات کے سلسلہ میں گفتگو کی، تو حضرتؒ نے فرمایا:

صاحبزادہ! اوراد و وظائف کی تاثیرات برحق ہیں۔ لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ پڑھنے والے کی قوتِ ایمان اعلیٰ درجہ کی ہو۔ اس سلسلہ میں تنزّہ عن الشرک نہایت ضروری ہے۔ ایمان بالرّسالت ضروری ہے، ایمان بالقدر ضروری ہے۔ اور لطافتِ طبع، رقتِ قلب اور اثر پذیری نہایت ضروری ہے۔ طہارت کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے۔ اکثر باوضو رہنا بھی مفید ہے۔ نمازِ پنجگانہ کی پابندی ضروری ہے۔ نمازِ تہجد کا اہتمام نہایت ضروری ہے۔ پابندیٔ اوقاتِ نماز اور پابندیٔ جماعت بھی ضروری ہے۔ پڑھتے وقت خشوع وخضوع کا ہونا بھی ضروری ہے۔ عمل شروع کرنے سے پہلے صدقہ وخیرات کرنا بھی ضروری ہے، اکلِ حرام سے اجتناب بھی ضروری ہے۔ پڑھنے والے کے دل میں ادبِ رسولؐ، محبتِ رسولؐ اور اطاعتِ رسولؐ کا ہونا بھی نہایت ضروری ہے۔ قاری میں اگر مسکین نوازی، استغفاف، ایثار، صبر و ثبات، صداقت اور دیانت موجود ہے تو وہ رحمتِ حق سے زیادہ قریب ہے۔

حضرت نجیب الدین بغدادیؒ "تذکرۃ الکرام" میں لکھتے ہیں:

مجھے حضرت شیخ عفیف الدینؒ سے ایک خاص عمل پہنچا ہے۔ یہ عمل وسعتِ رزق، وسعتِ علم، دفعِ سحر، حفاظتِ حمل اور تزکیۂ قلب کے لئے مفید ہے۔ اس کی ترکیب یہ ہے کہ نمازِ تہجد کے بعد دو رکعت نفل پڑھے۔ پھر حضور رحمت عالمؐ پر گیارہ بار درود شریف بھیجے۔ پھر یہ کلمات پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا وَّشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ۔

اس کے بعد سر بسجدہ ہو کر بارگاہِ الٰہی میں التجائے درد پیش کیجئے۔ نہایت مجرب عمل ہے۔

حضرت شیخ عفیف الدین بغدادیؒ "کشف الاسرار" میں لکھتے ہیں:

۷ ربیع الاول ۱۴۱۵ھ کو ایک شخص سیدنا ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ وہ شخص دعا کی اہمیت و قبولیت پر اعتقا نہیں رکھتا تھا۔ حضرتؒ نے اس کے سامنے دعا کی اہمیت اور فضیلت کے سلسلے میں گیارہ حدیثیں بیان کیں۔ وہ حدیثیں یہ ہیں:

(۱) وعن سلمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ربکم حیٌّ کریمٌ یستحی من عبدہٖ اذا رفع یدیہ الیہ ان یردھما صفرًا (فی الدعوات الکبیر) رواہ الترمذی وابوداؤد

(۲) وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلثۃ لا تُردُّ دعوتھم الصائم حین یفطر والامام العادل ودعوۃ المظلوم یرفعھا اللہ فوق الغمام وتُفتَح لھا ابواب السماء ویقول الرب وعزتی لانصرنک ولو بعد حین۔ (رواہ الترمذی)

(۳) وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلث دعوات مستجابات لا شک فیھن دعوۃ الوالد ودعوۃ المسافر ودعوۃ المظلوم

(رواہ الترمذی وابوداؤد وابنِ ماجہ)

(۴) عن ابی ھریرۃ وابی سعید قالا قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ
علیہ وسلم لایقعد قوم یذکرون اللّٰہ الاحفتہم الملائکۃ وغشیتہم
الرحمۃ ونزلت علیہم السکینۃ وذکرھم اللّٰہ فیمن عندہ۔

(رواہ مسلم)

(۵) عن النعمان بن بشیرؓ قال قال۔ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم
الدعاء ھو العبادۃ ثم قراء وقال ربکم ادعونی استجب لکم۔

(رواہ الترمذی وابوداؤد والنسائی وابنِ ماجہ)

(۶) عن انسؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الدعاء
مخ العبادۃ۔ (رواہ الترمذی)

(۷) وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔
لیس شیٔ اکرم علی اللّٰہ من الدعاء۔ (رواہ الترمذی)

(۸) وعن سلمان الفارسی قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم
لایرد القضاء الا الدعاء ولایزید فی العمر الا البر۔ (رواہ الترمذی)

(۹) وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وس
من لم یسال اللہ یغضب علیہ۔ (رواہ الترمذی)

(۱۰) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم م
سرّہٗ ان یستجیب اللہ لہٗ عند الشدائد فلیکثر الدعاء
(رواہ الترمذی)

(۱۱) ان اللہ لا یستجیب دعآءً من قلب غافل لاہٍ (رواہ التر

حضرت جعفر بن سعید بغدادیؒ "برکات الاولیاء" میں لکھتے ہیں:
"یہ حقیر سراپا تقصیر، ربیع الاول ۵۴۱ھ کو سریر آرائے مسند ارشادِ
بغداد، محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی، سلطان الاولیاء، غوث الثقلین سیدنا حضر
شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ وہ وقت
کہ حضرت شیخِ محترم اپنی ہمت اپنے استقلال اور اپنے دل کی نورانیت کے س
خدمتِ خلق میں مشغول تھے۔ حضرتؒ کی ذاتِ والا کو آسمانِ عظمت کے ستارو
مہرِ درخشاں کی حیثیت حاصل تھی۔ قطبیتِ کبریٰ کا مرتبہ آپ کو حاصل ہو چکا
آپ بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہِ راست پر لا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا:
حضورؒ! آپ مجھے ایسا عمل تلقین کیجئے جو میرے دینی اور دنیاوی مقا
لئے مفید ہو۔

حضرت شیخؒ نے فرمایا:

صاحبزادہ! تحمل و شدائد کا عادی ہو جا۔ توحید سے محبت کر، ہمیشہ پاک و طاہر رہ، تہجد سے غافل نہ ہو، عبادات میں خشوع و خضوع پیدا کر، صدقہ و خیرات میں تاخیر نہ کر، ... بالقرآن اور اتباعِ سنت کا خیال رکھ، مالِ حرام سے اجتناب کر، ذکرِ الٰہی سے محبت ... ادبِ رسولؐ اور محبتِ رسولؐ کا سرمایہ حاصل کر، صداقت و دیانت کو ... اس کے بعد عمل کی تاثیر تیرے لئے ہو گی۔

اس کے بعد فرمایا:

جب تیرے دل میں کوئی آرزو پیدا ہو، بعد نمازِ مغرب دو رکعت نماز نفل ... پڑھ، سلام کے بعد حق تبارک و تعالےٰ کی حمد و ثنا بیان کر، ۳۳ بار سبحان اللہ، اور ۳۳ بار الحمد للہ پڑھ، اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر گیارہ بار درود شریف پڑھ، پھر یہ سلام عرض کر۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ۔
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَفِيْعَ الْمُذْنِبِيْنَ۔

پھر یہ دعا پڑھ:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَطَهِّرْ لِيْ قَلْبِيْ وَاشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ ... مْرِيْ۔

اس کے بعد سر بسجدہ ہو کر یہ دعا مانگ:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ يَا وَاجِدُ! يَا مَاجِدُ! لَا تُزِلْ عَنِّيْ نِعْمَةً اَنْعَمْتَهَا عَلَيَّ۔

پھر حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے جنابِ باری میں التجائے درد

ایک سائل کے جواب میں حضرتؒ نے فرمایا:

اگر پریشانیوں کا ہجوم ہے تو یہ راہِ عمل اختیار کرو۔ اول سورۂ فاتحہ سات بار، پھر سورہ الم نشرح سات بار، پھر سورۂ اخلاص سات بار، پھر درود شریف گیارہ بار پڑھو پھر سر بسجدہ ہو کر یہ الفاظ کہو:

یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ وَیَا کَافِیَ الْمُهِمَّاتِ وَیَا دَافِعَ الْبَلِیَّاتِ وَ حَلَّالَ الْمُشْکِلَاتِ وَیَا رَافِعَ الدَّرَجَاتِ وَیَا شَافِیَ الْاَمْرَاضِ وَ یَا مُجِیْبَ الدَّعْوَاتِ وَیَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

پھر یہ الفاظ کہو:

یَا عَالِمَ مَا فِی الصُّدُوْرِ اَخْرِجْنِیْ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ

بعد ازاں حضور سرورِ عالمؐ کے توسّل سے جنابِ باری میں التجائے درد پیش کر

ایک سائل نے عرض کیا۔ کیا حضرت سرورِ عالمؐ کے جمالِ مبارک کی زیارت خواب میں ممکن ہے؟۔ سوال کرنے والا صالح اور پرہیزگار تھا، اکثر باوضو رہتا تھا، اشراق اور تہجد کا پابند تھا، اس کی عبادات میں خشوع و خضوع کی جھلک موجود تھی محبتِ رسولؐ کا سرمایہ اس کے پاس موجود تھا۔ حضرتؒ نے فرمایا:

صاحبزادہ! شبِ دوشنبہ کو بعد نمازِ عشاء طہارتِ کامل حاصل کر، نیا لباس پہن خوشبو استعمال کر، مدینہ منورہ کی طرف توجّہ کر، حق تعالٰی سے حصولِ زیارتِ جمالِ مبارک

استدعا کر، خشوع و خضوع کے ساتھ درود شریف پڑھ۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ

حَبِیْبَ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضَاہُ

اس کے بعد سو جا، انشاء اللہ تعالےٰ بمطلوب خواہد رسید۔

ایک سائل کے جواب میں فرمایا۔ اگر آسودہ حالی کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہو تو بوقت

بر سنت و فرض کے درمیان یہ کلمات روزانہ ایکسو بار پڑھو:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ۔

اگر عزت و حیات کے لئے کوئی خطرہ محسوس ہو تو یہ کلمات ایک سو بار پڑھو:

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی

السَّمَاءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

رزقِ کثیر کے لئے یہ دعا مانگو:

اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ رِزْقًا کَثِیْرًا، یَا مُجِیْبَ الدَّعْوَاتِ وَیَا اَرْحَمَ

الرَّاحِمِیْنَ۔

"مفتاح الکرامات" میں استخارہ غوثیہ کے نام سے ایک نماز استخارہ درج ہے حضرت

شیخ نجیب الدینؒ لکھتے ہیں:

اگر کسی اہم کام کے سلسلہ میں آپ صحیح طور پر نتیجہ معلوم کرنا چاہتے ہیں تو استخارہ غوثیہ پڑھئے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نماز بہ نیتِ استخارہ ادا کیجیے۔ ہر رکعت میں الحمد کے بعد گیارہ گیارہ بار قل ھو اللہ پڑھئے اور سلام کے بعد یہ دعا پڑھئے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَآ اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَآ اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فَاقْدِرْہُ لِیْ وَیَسِّرْ لِیْ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

اس کے بعد سو جائیے۔ کام کا انجام معلوم ہو جائے گا۔

استخارہ کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ بعد نماز عشاء دو رکعت نفل بہ نیتِ استخارہ پڑھیں ہر رکعت میں الحمد کے بعد گیارہ گیارہ بار قل ھو اللہ پڑھیں، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر گیارہ بار درود شریف پڑھیں۔ اس درود شریف کا پڑھنا افضل ہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰٓی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ اَجْمَعِیْنَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضَاہُ۔

اس کے بعد یہ کلمات ایک ایک سو بار پڑھیں:

یَا عَلِیْمُ عَلِّمْنِیْ ، یَا بَشِیْرُ بَشِّرْنِیْ

یَا خَبِیْرُ اَخْبِرْنِیْ ، یَا مُبِیْنُ بَیِّنْ لِیْ

بعد ازاں سو جائیں۔ کسی سے بات نہ کریں۔ انشاء اللہ ہر چہ مقصود باشد معلوم شود۔

ایک سائل کے جواب میں فرمایا۔ منازلِ طریقت کو طے کرنے کے لئے متنزہ عنِ الشرک نہایت ضروری ہے۔ اس کے لئے بہترین راہِ عمل یہ ہے کہ نمازِ تہجد کے بعد دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ اور بہتر یہ ہے کہ ہر رکعت میں الحمد کے بعد گیارہ بار قل ھو اللہ پڑھے۔ سلام کے بعد ایک سو بار یہ کلمات پڑھے:

لَا مَعْبُوْدَ اِلَّا اللّٰہ   لَا مَقْصُوْدَ اِلَّا اللّٰہ

لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہ۔

ان کلمات کے پڑھنے کا اثر یہ ہو گا کہ ماسوا سے بے تعلقی پیدا ہو جائے گی اور ذکر الٰہی سے قلب لذت محسوس کرے گا۔ بعض اہلِ معرفت نے اس عمل کو مراقبۂ توحید بھی لکھا ہے۔ جو لوگ اس عمل کو پڑھتے ہیں ان کو عزم راسخ اور استقامتِ محکم کی نعمت حاصل ہوتی ہے۔ ان کے دل پر کسی کا رعب سایہ فگن نہیں ہوتا۔

اس عمل کی تعریف بیان کرتے ہوئے یعقوب بن اسحٰق بغدادیؒ لکھتے ہیں:

اس سلسلہ میں فقیر کا مشاہدہ یہ ہے کہ اس عمل کی برکت سے کبھی کبھی شرح صدر بھی ہو جاتا ہے، معرفت کے لئے اس درویش کا سینہ کھل جاتا ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ جس کا سینہ اللہ تعالیٰ معرفت کے لئے کھول دے اُس کے خوش نصیب ہونے میں کیا شبہ ہے؟ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ (وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے)

اگر اس عمل کا سلسلہ جاری رہتا ہے تو ہدایتِ الٰہی توفیق راہ اور رفیقِ سالک ہو جاتی ہے اور سینہ میں معرفت کا شوق جوش زن ہوتا ہے۔ دل میں صداقت و حقانیت

کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ اعلانِ حق کے لئے ہمتِ عالی مل جاتی ہے۔ ریاضت و مجاہدہ کے لئے عزم راسخ مل جاتا ہے۔ تنہائی، بیکسی اور بے سر و سامانی کا خیال دل سے نکل جاتا ہے۔

ایک سائل کے جواب میں فرمایا کہ انشراحِ قلب ایک نعمت ہے اس کے لئے طریقہ یہ ہے کہ بعد نماز تہجد دو رکعت نماز نفل پڑھئے۔ یہ دو رکعت نفل بہ نیتِ انقطاع از ماسوا اللہ و رجوع الی اللہ پڑھے جائیں گے۔ پھر حضرت سرورِ عالمؐ پر درود شریف پڑھئے پھر الم نشرح گیارہ بار پڑھئے۔ اس کے بعد حضرتؒ نے فرمایا:

انشراحِ قلب کے لئے ایک راہِ عمل یہ بھی ہے کہ ماہِ رمضان کے عشرۂ آخر میں اکیسویں شب، تیئیسویں شب، پچیسویں شب، ستائیسویں شب اور انتیسویں شب کو ذکرِ الٰہی کیجئے تاکہ لیلۃ القدر کی برکتیں حاصل ہوں اور نمازِ تہجد بھی روزانہ پڑھیں اور ہر وقت باوضو رہنے کی کوشش کریں۔ کھانا کم کھائیں کہ اس سے رقتِ قلب حاصل ہوتی ہے۔ جس حد تک ممکن ہو گفتگو کم کریں کہ اس سے دل کو راحت محسوس ہوتی ہے۔

کسی بزرگ کا ارشاد ہے:

خواہی کہ شود دلِ تو چوں آئینہ ... دہ چیز بروں کن از درونِ سینہ

حرص و امل و غضب، دروغ و غیبت ... بخل و حسد و ریا و کبر و کینہ

ترجمہ:- اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا دل آئینہ کی طرح روشن ہو جائے تو دس چیزوں کو اپنے دل سے نکال دے۔ حرص و ہوس، غضب، جھوٹ اور غیبت اور کنجوسی، حسد، ریاکاری، تکبر اور کینہ۔

ایک بزرگ نے لکھا ہے کہ بعد نماز عشاء اس رباعی کو پڑھنا مناسب ہے۔

اس دعا کے پڑھنے سے بھی قلب منور ہو جاتا ہے:

اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِيْ عَنْ غَيْرِكَ وَنَوِّرْ قَلْبِيْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ

اس کے بعد یہ کلمات پڑھے:

هُوَ الْاَوَّلُ هُوَ الْاٰخِرُ هُوَ الظَّاهِرُ هُوَ الْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔

حضرت یعقوب بن اسحٰق بغدادیؒ "انوار السالکین" میں لکھتے ہیں:

ایک سائل کے جواب میں حضرتؒ نے فرمایا۔ زندگی کے تفکرات سے نجات حاصل کرنے کے لئے یہ عمل مفید ہے:

بعد نماز مغرب سنتیں پڑھ کر دو رکعت نفل پڑھے اس کے بعد گیارہ بار یہ پڑھیے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

پھر تین بار یہ پڑھے:

يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔

بعد ازاں گیارہ بار یہ پڑھے:

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ اَللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ هٰذَا دُعَائِيْ بِجَاهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت شیخ وجیہ الدین یوسف بغدادیؒ لکھتے ہیں۔ فقیر کے تجربہ میں رنج اور

اضطراب سے نجات حاصل کرنے کے لئے یہ عمل نہایت مجرب ہے۔

حضرت شیخ نجیب الدین عبدالقاہر سہروردی "مناقب الحبیب" میں لکھتے ہیں:

سیدنا ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ نے ایک طالب معرفت سے فرمایا۔ سالک کے لئے ضروری ہے کہ سوائے فرائض و واجبات و سنن کے کچھ اوراد و وظائف تزکیۂ قلب کے لئے بے حد مفید ہیں، ضرور پڑھے۔ خاص طور پر نمازِ تہجد اور نمازِ اشراق لازم ہے اور بوقتِ فجر سنّت و فرض کے درمیان اکتالیس ۴۱ بار سورۂ فاتحہ پڑھے اور سو ۱۰۰ بار سبحان اللہ وبحمدہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ ضرور پڑھے۔ اس عمل سے بے نظیر روحانی قوت حاصل ہوتی ہے۔

حضرت شیخ عفیف الدین بغدادیؒ "کشف الاسرار" میں لکھتے ہیں:

سیدنا ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ نے بہت سے اعمال و وظائف اس فقیر کو مرحمت فرمائے۔ یہ عمل فقیر کے تجربہ میں نہایت زود اثر ہے۔ اگر آپ کا دل بے حد پریشان ہے، اور آپ سکونِ دل کے آرزومند ہیں تو سب سے پہلے تین بار لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھے، پھر دو رکعت نماز نفل پڑھے، پھر سلام کے بعد اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ عَنْ غَیْرِکَ وَنَوِّرْ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ اَبَدًا یَا اللّٰہُ یَا اللّٰہُ یَا اللّٰہُ۔ گیارہ بار پڑھے۔ پھر یہ کلمات پڑھے۔

لَا فَاعِلَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا فَعَّالُ یَا فَتَّاحُ یَا بَاسِطُ۔

سِلسِلۂ قادریہ کے وظائف

سلسلۂ عالیہ قادریہ کے معمولات داوراد اکثر و بیشتر سلاسلِ غوثیہ میں جاری ہیں، جو ذیل میں تحریر کئے جاتے ہیں۔ ان کی مداومت انشاء اللہ العزیز باعثِ برکت ثابت ہوگی۔ ارکانِ خمسہ اسلام میں کلمہ، نماز، روزہ فرائضِ عمومی ہیں۔ ان کی بجاآوری بجز شرعی معذوریوں کے ہر مرد و عورت پر ہر حالت میں ضروری ہیں۔ زکوٰۃ اور حج اہلِ ثروت پر فرض کئے گئے ہیں۔ ان فرائض سے تغافل ان کا ترک رفتہ رفتہ اللہ کی یاد، رسولؐ کی محبت اور اسلام کی عظمت سے مسلمان کو بیگانہ کر دیتی ہے۔ روزانہ نمازِ پنجگانہ کو پورے التزام اور ادب واحترام کے ساتھ خشوع و خضوع سے ادا کرنا چاہیئے۔ گھر سے وضو کرکے مسجد میں فرائض باجماعت ادا کرنا طبیعتِ ثانیہ بنا لینی چاہیئے۔ رمضان شریف میں روزوں کا التزام، تراویح و تساویح کا اہتمام، افطار و سحری کا نظام شرعی آداب کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ ہر مالدار پر ڈھائی روپے فیصدی کے حساب سے سال بھر کی خالص مالیت پر، جو اخراجات کے بعد موجود ہو، زکوٰۃ دینی فرض ہے۔ ہر مالدار صاحبِ استطاعت پر عمر بھر میں ایکبار کعبۂ اقدس کا حج فرض اور روضۂ اقدس نبوی کی حاضری روحِ ایمان ہے۔

اوراد بعد نمازِ پنجگانہ

پانچوں وقت ہر نماز کے بعد سب سے پہلے تسبیحِ فاطمہ یعنی ۳۳ بار سُبْحَانَ اللّٰہ، ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور ۳۴ بار اَللّٰہُ اَکْبَر پڑھ کر کلمۂ تمجید ایک بار اور یَا بَاسِطُ ۷۲ بار پڑھے یہ پڑھنے کے بعد فجر کے وقت یَا عَزِیْزُ یَا اَللّٰہُ سو سو بار اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

اَلْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ سو بار پڑھے۔

نمازِ ظہر کے بعد تسبیحِ فاطمہ وغیرہ پڑھ کر یا کریم یا اللہ سو سو بار اور اللّٰھم صل علیٰ سیدنا محمد و علیٰ اٰلِ سیدنا محمد و بارک وسلم سو بار پڑھے۔

نمازِ عصر کے بعد پہلے اوپر کی ہدایت کے مطابق تسبیحِ فاطمہ وغیرہ پڑھے پھر یا جبار یا اللہ سو سو بار اور استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ سو بار پڑھے۔

بعد نمازِ مغرب تسبیحِ فاطمہ کے بعد یا ستار یا اللہ سو سو بار پڑھے اور پھر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو بار پڑھے۔

عشاء کی نماز کے بعد حسبِ معمول تسبیحِ فاطمہ وغیرہ پڑھنے کے بعد یا غفار یا اللہ سو سو بار پڑھے اور پھر سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم سو بار پڑھے۔

مزید برکت کے لئے اور اسماء الٰہیہ بھی ہر نماز کے بعد اس طرح پڑھے۔ فجر کے بعد یا حیُّ یا قیّوم سو سو بار، درمیان سنتِ فجر سبحان اللہ العظیم، سبحان اللہ وبحمدہٖ استغفر اللہ العظیم واتوب الیہ سو بار پڑھے۔

ظہر کے بعد یا عزیز یا جبار یا متکبر سو بار پڑھے۔

عصر کے بعد یا کافیُ یا غنیُ یا فتّاح یا رزّاق سو بار پڑھے۔

مغرب کے بعد یا مبین یا خبیرُ یا ھادیُ سو بار پڑھے۔

عشاء کے بعد یا نورُ یا باسطُ یا ظاھرُ سو بار پڑھے۔

درود شریف پانچ سو یا ایک ہزار مرتبہ عزم خلوص اور توجہ صادق کے ساتھ اللّٰھم

صلِ علیٰ سیدنا محمد وّ آلہٖ و صحبہٖ و بارک وسلم پڑھئے۔

کلمۂ تمجید یہ ہے:۔ لاالٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لاشریک لہٗ لہُ الملک ولہُ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لایموت بیدہِ الخیر وھو علیٰ کلِّ شیئٍ قدیر۔

درود شریف کی جس قدر کثرت ہو باعثِ برکت ہے۔ روضۂ انور میں حضوری کا تصور کر کے خلوص و احترام کے ساتھ باوضو ہو کر درود پڑھنا بہتر ہے۔ تلاوتِ قرآن پاک کی مداومت رکھنے سے بلائیں رد ہوتی ہیں۔ روزانہ صبح کو جس قدر تلاوت بغیر گرانیٔ طبع کی جائے موجبِ رضامندی خدا اور رسولؐ ہے۔ اور اگر معانی و مطالب پر بھی نظر ہو تو نورٌ علیٰ نور ہے۔

پنجسورہ کا ورد بالالتزام بڑی برکت کا باعث ہے۔ بزرگوں سے جو ترتیب چلی آتی ہے وہ اس شعر میں موجود ہے ؎

فجر لیٰسٓ، ظہر نوح و عصر عم شام واقع در عشا داں ملک ہم

یعنی فجر کے بعد سورۂ یٰسٓ، ظہر کو سورۂ نوح، عصر کو سورۂ عم، مغرب کو سورۂ واقعہ اور عشاء کو سورہ ملک پڑھی جائے۔ اگر توفیقِ الٰہی شاملِ حال ہو تو فرض نمازوں کے بعد نمازِ تہجد کی بہت فضیلت ہے۔ بڑا خوش قسمت ہے وہ نمازی جو تہجد گزار ہو۔ تہجد کی نماز کی تعداد چار سے بارہ رکعت تک ہے۔ اگر قرآن شریف کی بڑی سورتیں یاد ہوں تو سورۂ یٰسٓ اور سورۂ مزمل پہلی دوسری رکعت میں بالترتیب پڑھے ورنہ ہر رکعت میں سورۂ اذا زلزلت الارض، قل یا ایھا الکافرون، قل ھو اللّٰہ پڑھنا چاہئے۔ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ہر رکعت میں تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے۔

صبح کے اوراد کے بعد شجرۂ طیبہ کی تلاوت ضروری ہے۔ اسی طرح شام کے وظائف کے بعد یا نماز عشار کے بعد بھی شجرۂ قادریہ پڑھیے۔

اوراد و وظائف تلاوت و درود کے بعد فاتحہ پڑھے اور تمام اکابر و پیرانِ سلسلہ اور والدین و اساتذہ، عام مسلمین صالحین کو ایصالِ ثواب کرے۔

اگلے صفحات میں نظم و نثر میں شجرے موجود ہیں جو شجرہ زبان زد ہو جائے اس کی مداومت کریں۔ ذوق و شوق میں اضافہ کے لئے قصیدۂ غوثیہ پڑھیں۔ اول و آخر تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ یا گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھنا ضروری ہے۔ اسی طرح ہر نماز کے بعد گیارہ مرتبہ درود پڑھا جائے۔ اگر جذبۂ ذکر و فکر متحمل ہو سکے تو دلائلِ خیرات، قصیدۂ بردہ، قصیدہ غوثیہ اور صلوٰۃ غوثیہ کی اجازت بھی پیر و مرشد سے حاصل کرے۔

قصیدۂ غوثیہ

معرفت کے لٹریچر میں قصیدۂ غوثیہ کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالباقی صاحبؒ فرنگی محلی نے تذکرۃ الکرام میں لکھا ہے:

قصیدۂ غوثیہ عالمِ وجد و کیف کی ایک صدا ہے جس سے دل راحت محسوس کرتے ہیں۔ اس قصیدہ میں سرکار غوث اعظمؒ نے اپنے ارفع و اعلیٰ روحانی مقامات کا ذکر فرمایا ہے اور یہ ذکر بطور تحدیث نعمت کے ہے۔ "فتوح الغیب" کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ جب حضرت غوث الثقلینؒ اس قصیدہ کے بعض اشعار پڑھتے تو آخر میں ارشاد فرماتے ولا فخر وھٰذا من فضل ربی۔

مولانا سید بہاء الدین صاحب جیلانی ثم المدنی نے "غنیۃ الطالبین" کے حاشیہ پر

لکھا ہے کہ جو سالکانِ طریقت معمولاً اس قصیدہ کو سوچ سمجھ کر پڑھتے ہیں اُن کے رُوحانی مراتب میں حیرت انگیز ترقی ہوتی ہے۔ خوف و ہراس کے مواقع پر اس قصیدہ کو پڑھنے سے سکونِ دل کی نعمت حاصل ہوتی ہے اور خوف و ہراس کے بادل بہت جلد دور ہو جاتے ہیں۔ قصیدہ غوثیہ یہ ہے:

سَقَانِی الْحُبُّ کَاسَاتِ الْوِصَالِ ‏ فقلت لخمرتی نحوی تعالٰی

مجھے خدا کی محبت نے وصال کے ساغر پلائے ہیں اور سیراب کیا ہے۔ لیکن میں اپنے پلانے والے خدا سے یہی کہتا رہا کہ مجھ پر اور نظر کرم کر اور مجھے پلا اور سیراب کر۔

سَعَتْ وَمَشَتْ لِنَحْوِیْ فِیْ کُؤُسٍ ‏ فَهِمْتُ بِسُکْرَتِیْ بَیْنَ الْمَوَالِیْ

تو اس کی وسیع رحمت نے مجھے خوب ساغر معرفت پلائے اور میرے سامنے ساغر پہ ساغر آتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عشق الٰہی کے سکر و سرور میں دنیا بھر کے لوگوں سے میں بلند و محترم ہو گیا۔

فَقُلْتُ لِسَائِرِ الْاَقْطَابِ لُمُّوْا ‏ بِحَالِیْ وَادْخُلُوْا اَنْتُمْ رِجَالِیْ

اور دنیا کے تمام اقطاب و ابدال و اولیاء سے میں نے کہا۔ میری عظمت کے آگے سر جھکاؤ، میرے سلسلہ میں داخل ہو کر تم میرے شاگرد و مرید ہو۔

وَهُمُّوْا وَاشْرَبُوْا اَنْتُمْ جُنُوْدِیْ ‏ فَسَاقِی الْقَوْمِ بِالْوَافِیْ مَلَالِیْ

اور عزم کرو اور بلند و محترم بنو اور خوب پیو کہ میرے لشکر ہو اس لئے کہ ساقی قوم خوب بھر بھر کر پلانے والا ہے اور مست و بیخود بنانے والا ہے۔

شَرِبْتُمْ فَضْلَتِیْ مِنْ بَعْدِ سُکْرِیْ ‏ وَلَا نِلْتُمْ عُلُوِّیْ وَاتِّصَالِیْ

جب میں مست ہو گیا تو تم نے میرا جھوٹا پیا، لیکن تم میرے مقامِ بلند اور قربِ الٰہی کی منزلِ اعلیٰ کو نہیں پا سکتے۔

مَقَامُكُمُ الْعُلَا جَمْعًا وَلٰكِنْ مَقَامِيْ فَوْقَكُمْ مَا زَالَ عَالٍ

اگرچہ تم سب کا مقام بھی بلند ہے لیکن قربِ الٰہی کا میرا مقام تم سے بہت بلند ہے اور وہ ہمیشہ سب سے بلند رہے گا۔

اَنَا فِیْ حَضْرَةِ التَّقْرِيْبِ وَحْدِیْ يُصَرِّفُنِیْ وَحَسْبِیْ ذُوالْجَلَالِ

صرف مجھے ہی خاص قربِ حضوری حاصل ہوا جس میں کوئی دوسرا میرا شریک نہیں ہے وہ میرا مالک ہے اور مجھ پر پوری قدرت رکھتا ہے اور وہ خدائے ذوالجلال میرے لئے کافی ہے۔

اَنَا الْبَازِیُّ اَشْهَبُ كُلِّ شَيْخٍ وَمَنْ ذَا فِی الرِّجَالِ اُعْطِیْ مِثَالِیْ

میں آسمانِ معرفت کا باز ہوں اور ہر شیخ پر مجھے قدرت حاصل ہے اور دنیا میں کس ولی کو میری جیسی بزرگی و عظمت عطا ہوئی ہے؟

كَسَانِیْ خِلْعَةً بِطِرَازِ عَزْمٍ وَتَوَّجَنِیْ بِتِيْجَانِ الْكَمَالِ

خدائے قدوس نے مجھے اولوالعزمی و بلند ہمتی کا خلعت عنایت کیا ہے اور کمالات کے بہت سے تاج مجھے پہنائے ہیں۔

وَاَطْلَعَنِیْ عَلٰى سِرٍّ قَدِيْمٍ وَقَلَّدَنِیْ وَاَعْطَانِیْ سُؤَالِیْ

خدائے واحد نے مجھے اپنے رازِ قدیم کا واقف و محرم بنایا اور میرے گلے میں عزت کا ہار پہنایا اور جو کچھ میں نے اس سے طلب کیا وہ اس نے اپنے فضل و کرم سے مجھے عطا کیا۔

وَوَلَّانِی عَلَی الْاَقْطَابِ جَمْعًا   فَحُکْمِیْ نَافِذٌ فِیْ کُلِّ حَالٍ

اور دنیا کے تمام اقطاب و اولیاء کا مجھے حاکم و والی بنایا ہے۔ پس میرا حکم ہر حال میں ہر شخص پر واجب التعمیل اور واجب الاطاعت ہے۔

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ بِحَارٍ   لَصَارَ الْکُلُّ غَوْرًا فِی الزَّوَالِ

اور اگر میں اپنے عشق کا کوئی راز سمندر میں ڈال دوں تو تمام سمندر بھی اُسے برداشت نہ کر سکیں گے ان کا پانی زمین میں دھنس جائیگا۔ سارے سمندر خشک ہو جائیں گے۔

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ جِبَالٍ   لَدُکَّتْ وَاخْتَفَتْ بَیْنَ الرِّمَالِ

اور اگر میں اپنا کوئی حال پہاڑوں پر ظاہر کر دوں تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں ریت بن کر اُڑ جائیں۔

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ نَارٍ   لَخَمِدَتْ وَانْطَفَتْ مِنْ سِرِّ حَالِ

اور اگر میں اپنا راز آگ پر ظاہر کر دوں تو وہ میرے حال کی عظمت سے بجھ جائے اور اپنی روشنی و حرارت سے محروم ہو جائے۔

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیْتٍ   لَقَامَ بِقُدْرَةِ الْمَوْلٰی تَعَالٰی

اور اگر میں اپنی محبت الٰہی کی توجہ کسی مردہ پر ڈال دوں تو خدا تعالیٰ کی قدرت سے وہ فوراً زندہ ہو جائے۔

وَمَا مِنْهَا شُهُوْرٌ اَوْ دُهُوْرٌ   تَمُرُّ وَتَنْقَضِیْ اِلَّا اَتَالِیْ

جو زمانے دنیا میں گزرتے ہیں اور جو حالات دنیا والوں پر آتے جاتے رہتے ہیں، ان میں سے کوئی زمانہ اور کوئی حالت ایسی نہیں ہے جو میرے پاس

نہ حاضر ہوتی ہو۔ یعنی ماحول اور زمانہ کا خدا نے مجھے حاکم بنایا ہے۔

وَتُخْبِرُنِی بِمَا یَاتِیْ وَیَجْرِیْ وَتُعْلِمُنِیْ فَاَقْصِرْ عَنْ جِدَالِ

اور وہ ماحول اور زمانہ میرے ہاں حاضر ہو کر مجھے دنیا میں اس وقت ہونے والے، اور آئندہ جو کچھ ہوگا اس کی خبر دیتے ہیں۔ پس جو شخص مجھے نہیں جانتا وہ کیوں مجھ سے بحث کرتا ہے۔

مُرِیْدِیْ هِمْ وَطِبْ وَاشْطَحْ وَغَنِّیْ وَافْعَلْ مَا تَشَاءُ فَالْاِسْمُ عَالِ

میرے مریدو! ہمت و عزم سے کام لو، خوش رہو غنی ہو جاؤ، کسی سے مت ڈرو، جو چاہو کرو، اس لئے کہ تمہاری بیعت کی نسبت میرے نام سے ہے جو عظیم و بزرگ ہے۔

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ اَللّٰهُ رَبِّیْ عَطَانِیْ رِفْعَةً نِلْتُ الْمَنَالِ

میرے مریدو! کسی سے کوئی خوف مت کرو، اللہ میرا پروردگار ہے اور اس نے اپنی مہربانی و عنایت سے مجھے ایسا مقام بلند عطا فرمایا ہے کہ میں اس سے ہر آرزو اور دولت کو حاصل کر لیتا ہوں۔ کائناتِ دو جہاں کی ہر نعمت میرے قبضہ میں ہے۔

طُبُوْلِیْ فِی السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ دُقَّتْ وَشَاؤُسُ السَّعَادَةِ قَدْ بَدَالِیْ

زمین و آسمان میں میری شان و عظمت کے نقارے بجتے ہیں اور سعادت و عزت کے نقیب میرے آگے آگے چلتے ہیں۔

بِلَادُ اللّٰهِ مُلْکِیْ تَحْتَ حُکْمِیْ وَوَقْتِیْ قَبْلَ قَلْبِیْ قَدْ صَفَالِیْ

خدا کے تمام شہر اور زمین میرا ملک ہے، میرے زیرِ فرمان ہے، اور دنیا پہ

میری یہ حکومت میرے قلب کے آئینہ ہونے سے پہلے ہے۔ یعنی وہبی ولی ہوں

پیدائشی حاکم وقت ہوں۔

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا ۔۔۔ لِخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالٖ

اس وقت ہی میں نے تمام روئے زمین پر نظر ڈالی تو مجھے یہ رائی کے دانہ

کی برابر حقیر وصغیر نظر آئی۔

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْبًا ۔۔۔ وَنِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَوْلَی الْمَوَالِیْ

پھر میں نے ظاہری و باطنی علوم و کمالات حاصل کئے یہاں تک کہ میں قطب

ہو گیا اور مجھے یہ سعادت و عظمت خدائے احکم الحاکمین کے دربار سے حاصل

ہوئی ہے۔

رِجَالِیْ فِیْ ھَوَاجِرِھِمْ صِیَامٌ ۔۔۔ وَفِیْ ظُلَمِ اللَّیَالِیْ کَاللّآلِیْ

میرے مرید اور شاگرد سخت گرمیوں میں بھی روزے رکھتے ہیں اور راتوں کی

تاریکیوں میں موتیوں کی طرح چمکتے ہیں۔ یعنی دن کو روزے رکھتے ہیں، اور

راتوں کو نمازیں پڑھتے ہیں۔

وَکُلُّ وَلِیٍّ لَہٗ قَدَمٌ وَاِنِّیْ ۔۔۔ عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالٖ

ہر ولی کا ایک طریقہ ہوتا ہے لیکن میرا طریقہ صرف اتباع نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم ہے جو کمالات کے ماہتاب ہیں۔

فَمَنْ فِیْ اَوْلِیَاءِ اللّٰہِ مِثْلِیْ ۔۔۔ وَمَنْ فِی الْعِلْمِ وَالتَّصْرِیْفِ حَالٖ

پھر اولیاء اللہ میں میرا مثل کون ہے اور کون ہو سکتا ہے جو میرے علم اور

تصرف کا مقابلہ کر سکے۔

نَبِیٌّ ھَاشِمِیٌّ مَکِّیٌّ حِجَازِیٌّ ھُوَ جَدِّیْ بِہٖ نِلْتُ الْمَنَالِ

حضور جلیل القدر نبی ہیں، ہاشمی ہیں، اعلیٰ نسب ہیں، مکی ہیں، بلد محترم کے رہنے والے ہیں، حجازی ہیں، مدینہ کی شاداب سرزمین کے مالک ہیں، میرے جد اعلیٰ و امجد ہیں، اور آپ ہی کے اتباع و اقتدا اور پیروی میں میں نے عزت و حکومت کی یہ دولتیں و نعمتیں حاصل کی ہیں۔

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ وَاشٍ فَاِنِّیْ عَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِ

میرے مرید! کسی بھی خطرناک دشمن کا خوف نہ کر کہ میں بہت صاحب ہمت ہوں، بیحد بہادر ہوں اور دشمن سے تیرے مقابلہ کے وقت میں اسکو قتل کر دونگا۔

اَنَا الْجِیْلِیْ مُحْیُ الدِّیْنِ اِسْمِیْ وَاَعْلَامِیْ عَلٰی رَاْسِ الْجِبَالِ

جیلان میرا وطن ہے اور لقب محی الدین ہے اور دین کی اسی خدمت کی وجہ سے میرا لقب محی الدین ہوا ہے۔ اس لئے میری عظمت و حکومت کے جھنڈے پہاڑوں کی انتہائی بلند چوٹیوں پر لہرا رہے ہیں۔

اَنَا الْحَسَنِیُّ وَالْمَخْدَعْ مَقَامِیْ وَاَقْدَامِیْ عَلٰی عُنُقِ الرِّجَالِ

میں سید ہوں، امام حسنؓ کا بیٹا ہوں، میری جگہ مخدع ہے اور اسی عظمت و علو کی وجہ سے میرے پاؤں تمام اولیاء و بزرگان دین کی گردن پر ہیں۔

وَعَبْدُ الْقَادِرِ الْمَشْھُوْرُ اِسْمِیْ وَجَدِّیْ صَاحِبُ الْعَیْنِ الْکَمَالِ

اور عبد القادرؓ میرا مشہور نام ہے اور میرے جد محترم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمالات کے چشموں کے مالک ہیں۔

شانِ غوث پاک رحؒ

مسند نشینِ مسندِ عرفانِ اولیاء
پیرانِ پیر، غوثِ جہاں، جانِ اولیاء

دا آتشش گرہشت نورِ سراجِ منیر بدر
آں غوثِ پاک شمعِ شبستانِ اولیاء

سبطِ رسولؐ، سبطِ علیؓ، دلبرِ حسنؓ
قطبِ عراق آئینۂ شانِ اولیاء

رویت کہ نورِ صاحبِ قرآں ازو نمود
آں مصحفِ جمالِ تو قرآنِ اولیاء

رنگِ نگارِ روئے حسنؓ، طلعتِ حسینؓ
گلدستۂ بہارِ گلستانِ اولیاء

درویش و بادشاہ و فقیر و گدا نواز
مخدوم و خواجہ سرورِ سلطانِ اولیاء

خواہی چو قربِ حق بدرِ غوثؒ ما بیا
معراجِ قرب عرشۂ ایوانِ اولیاء

برگردنِ شرف قدمِ نازِ تو نہاد
قائم ز اتباعِ تو ایمانِ اولیاء

نازم ضیاؔ کہ از کرمِ غوثؒ مقتدر
مایم بہ زیرِ سایۂ دامانِ اولیاء

شانِ یکتائی و بےمثالی

جسے جہاں میں درِ غوث دوسرا نہ ملا
اُسے تقرّبِ حق، قُربِ مصطفےٰ نہ ملا

جو غوثِ پاک رحؒ سا محبوب رہنما نہ ملا
عبث ہے ذوقِ تصوف ملا ملا نہ ملا

بہشتِ کعبۂ جذب و سلوک ہی بغداد
ملا نہ یہ تو مقامِ فنا بقا نہ ملا

وہ مقتدر وہ غنی وہ گدا نواز ہو تم
گدا کو موقعۂ اظہارِ التجا نہ ملا

تجلیاتِ الٰہی کا آئینہ دیکھا
جمالِ غوث سے جلوہ کوئی جدا نہ ملا

قدم ہو جس کا سرِ اولیائے عالم پر　　کسی کو دہر میں یہ اوجِ مرتبہ نہ ملا

خدا سے دور رسولِ خدا سے دور ہے وہ　　جسے تقربِ غوثِ خدا نما نہ ملا

نصیب مجھ کو رسائی ہے غوثِ اعظمؓ تک　　نگاہ مجھ سے الٹے بخت نارسا نہ ملا

حضور قبلۂ حاجات اہلِ عالم ہیں　　درِ کریم سے کس بے نوا کو کیا نہ ملا

کوئی مقام جہاں ذکرِ غوثِ پاکؓ نہ ہو　　حرم سے تا نجف و چشت و کربلا نہ ملا

ضیا کرامت پیرانِ پیر کے صدقے
مری بیاض میں جز نعتِ مصطفےٰؐ نہ ملا

آستانۂ غوثِ اعظمؓ

جناں بر کف ہے ایوانِ شہانہ غوثِ اعظمؓ کا　　دکھا یارب مجھے بھی آستانہ غوثِ اعظمؓ کا

تصور میں حرم کا نور ہے، بغداد کے جلوے　　یہ دل کعبہ ہے یا آئینہ خانہ غوثِ اعظمؓ کا

"مریدی لاتخف" کی غیب سے آواز آتی ہے　　مریدوں پر ہے لطفِ غائبانہ غوثِ اعظمؓ کا

بنایا آپ کو اللہ نے محبوبِ سبحانی　　پسند آیا جو نازِ عاشقانہ غوثِ اعظمؓ کا

الٰہی رو بقبلہ ہو نظر جانبِ مدینہ ہو　　ہو جب بغداد کو شیدا روانہ غوثِ اعظمؓ کا

ابد آثار پایا ہے خدا سے فیضِ روحانی　　رہے گا تذکرہ خانہ بہ خانہ غوثِ اعظمؓ کا

جھکی ہیں گردنیں زیرِ قدم اہلِ ولایت کی　　تعالی اللہ اوجِ خسروانہ غوثِ اعظمؓ کا

سرِ محشر ہیں سایہ میں خدا کے قادری سارے　　ہے ظلِ عرشِ حق یا شامیانہ غوثِ اعظمؓ کا

اٹھا شورِ ہو القادر جدھر ہم قادری گزرے　　فضائے دہر میں گونجا ترانہ غوثِ اعظمؓ کا

تمنا ہے ضیا ہر دم یہ اپنی اپنے خواجہ سے
وہ دن آئے کہ دیکھوں آستانہ غوثِ اعظمؒ کا

ترانۂ روحانی

غوثِ اعظمؒ پیرِ لاثانی ہیں آپ — محی دیں محبوبِ سبحانی ہیں آپ
آمنہؓ کے چاند کے نورِ نظر — حق نما تصویرِ نورانی ہیں آپ
زیبِ سر الفقر فخری کا ہے تاج — صاحبِ اورنگِ سلطانی ہیں آپ
ہوتے ہیں اربابِ عرفاں فیضیاب — ہادیٔ تعلیمِ روحانی ہیں آپ
فاطمہؓ کے لاڈلے حیدرؓ کے لال — خسروا، حسنینؓ کے جانی ہیں آپ

نورِ ایماں کی ضیا کو ہے طلب
نورِ جاں ہیں شمعِ نورانی ہیں آپ

شجرۂ غوثیہ

اے خدا بہرِ محمدؐ مصطفٰے سلطانِ دیں — شافعِ روزِ قیامت رحمۃ للعٰلمیں!
الفتِ اسلام دے اسلامیانِ دہر کو — اہلِ ملت کو عطا کر دولتِ صدق و یقیں
دے مسلمانوں کو عشقِ تاجدارِ کائنات — نور سے سینوں کو بھر دے یا الٰہ العالمیں
دے محبت انبیاء و اولیائے دہر کی — جاں نثارانِ محمدؐ کو بنا دے صالحیں
الفتِ اصحاب و اہلبیت ہر مسلم کو دے — کر عطا جوشِ ولائے غوثِ اعظم محی دیںؒ
قادری شجرہ کو دے رنگِ بہارِ جاوداں — قادریوں کو دکھا گلزارِ طیبہ کی زمیں

قادری شجرہ کے پڑھنے کی مجھے توفیق دے / کر عطا یارب مجھے ایمان و عرفان و یقیں

مرشدِ برحق سعیدؒ باصفا کا واسطہ / عشق کی اپنے سعادت دے الٰہ العالمیں

کر شرف یاب لقائے غوثِ اعظمؒ اے خدا / بہرِ انوارِ جمالِ سید اشرفؒ شرفِ دیںؒ

مصطفٰے کا واسطہ، سید محمد کا طفیل / از پئے عبدالعزیزؒ حق نما جنت مکیں

بہرِ عبداللہؒ و بہرِ عبدِ قادرؒ باوقار / بہرِ شیخ و سید سلطانؒ ولیِ حق گزیں

عبدِ قادرؒ، عبدِ رزاقِؒ اولیاء کا واسطہ / بہرِ محمودؒ مکرم شاد کر قلبِ حزیں

بہرِ فرح اللہؒ، پئے سید محمدؒ بے خبر / شایقِ دیدار کو دکھلا جمالِ شمسؒ دیں

بہرِ شرف الدینؒ قاسم، بحر محی دینِؒ حق / بہرِ بدرالدینؒ کر روشن قلوبِ سالکیں

از پئے حضرت شہاب الدین احمدؒ باصفا / بہرِ بوصالحؒ نشانِ نصرتِ دینِ متیں

عبدِ رزاقؒ ابنِ غوثؒ دوسرا کا واسطہ / رزق و روزی دے مسلمانوں کو خیر الرازقیں

قدرتِ کامل دکھا، اُمت کو نصرت یاب کر / از برائے غوثِ اعظم عبدِ قادر محی دیںؒ

بہرِ حضرت بوسعیدؒ و بہرِ حضرت بوالحسنؒ / بہرِ طرطوسی شہ بوالفرح شیخِ حق گزیں

عبدِ رحمٰنِ تمیمی شیخ شبلیؒ کا طفیل / اے خدا بہرِ جنیدؒ ہادیِ روئے زمیں

اے خدا بہرِ سری سقطیؒ امامِ اہلِ حق / از پئے معروف کرخیؒ عارفِ حق بالیقیں

اے خدا بہرِ علی موسیٰ امام / از برائے جعفرِ صادقؒ امام العارفیں

اے خدا بہرِ محمد باقرؓ عالی مقام / از برائے حضرتِ سجاد زین العابدینؓ

از پئے شاہِ شہیداں سبطِ پیغمبر حسینؓ / از پئے مولا علیؓ حضرت امیر المومنیں

اے خدا بہرِ امام الانبیاء ختمِ رسلؐ / شافعِ محشر محمدؐ رحمۃ للعالمیں

اے خدا تیری کریمی تیری رحمت کا طفیل / صدقہ تیری کبریائی کا الٰہ العالمیں

دین و دنیا کی سعادت دے بنا ہم کو سعید — مطمئن کر امن و راحت سے دلِ اہلِ زمیں
شجرہ خوانِ غوثِ اعظمؓ کو ہمیشہ شاد رکھ — قادریوں کو جہاں بھر میں رکھ آئندہ نگیں
کفر و الحاد و جفا و جور دنیا سے مٹا — کر دلِ مسلم میں پیدا تابشِ صدق و یقیں
خوگرِ اعمالِ مستحسن بنا مولا ہمیں — دے ہمیں رحمت سے اپنی مژدۂ فتحِ مبیں
رزق و روزی خیر و برکت زہد و تقویٰ دے ہمیں — مرحمت کر ہم کو یا قیوم! اولادِ حسیں
عمر بھر رکھ ہم کو یا رب مائلِ صوم و صلوٰۃ — بعدِ رحلت مرحمت فرما ہمیں خلدِ بریں
مغفرت فرما ہماری، خاتمہ بالخیر کر — ہوں دمِ آخر سرِ بالیں شفیع المذنبیں

اپنے محبوبوں کے زمرہ میں ہمارا حشر کر
رکھ مدینہ کی ضیا سے قلب و دل ماہ مبیں

شجرۂ ثانیہ

زیبا ہے حمدِ خالقِ رحمٰن کے واسطے — موزوں ہے نعت شاہِؐ رسولاں کے واسطے
اے مالکِ کریم، خدائی پہ رحم کر — سلطانِؐ انبیا رشہِ خوباں کے واسطے
یارب ہمیں محبتِ اسلام ہو عطا — مشکل کشا علیؓ شہِ مرداں کے واسطے
شوقِ جہاد و ذوقِ شہادت کریم دے — حضرت حسینؓ شاہِ شہیداں کے واسطے
مولا ہمیں نماز و عبادت کا شوق دے — زین العباؓ عابدِ دوراں کے واسطے
صدق و صفا کے نور سے سینہ اُجال دے — باقرؓ امام، جعفرؓ ذیشاں کے واسطے
مسلم کو دیدے کاظمؓ و موسیٰ رضاؓ کا عشق — معروفؓ کرخ عارفِ دوراں کے واسطے
دل کو بنا دے محرمِ سرّ سریؓ پاک — یارب جنیدؓ مرشدِ پاکاں کے واسطے

مولا شکوہِ شبلیؒ ذی جاہ دے ہمیں! — شیخ تمیمؒ بندۂ رحمٰن کے واسطے

بوالفرحؒ کے طفیل میں دے فرحت سرور — ہر بیکس و غریب و پریشاں کے واسطے

یارب برائے زہد و ریاضِ ابوالحسنؒ — دے مژدۂ نجاتِ مسلماں کے واسطے

مولا ابوسعید مبارک کے در کی بھیک — دے اس گدائے بے سروساماں کے واسطے

یارب دکھا دے جلوۂ محبوبِ بے حجاب — عشاق عبدِ قادرِ جیلاںؓ کے واسطے

فرزندِ غوثؒ، بندۂ رزاقؒ کا طفیل — دے رزق ہر غریب مسلماں کے واسطے

نصرت عطا ہو، صدقہ ابو صالح نصرؒ کا — ہر سرفروش غازیِ میداں کے واسطے

احمد شہابؒ ملت و الدین کا طفیل — دے شوقِ زہد شائقِ عرفاں کے واسطے

صدقہ رُخِ شرفؒ کا، رُخِ شمس دینؒ کا — دے نورِ معرفت دلِ حیراں کے واسطے

ربِ العلا طفیل، وقارِ علاءِ دینؒ — دے عز و جاہ صاحبِ ایماں کے واسطے

انوارِ بدرِ دینؒ و کمالاتِ محی دینؒ — یارب عطا ہوں طالبِ عرفاں کے واسطے

بنیادِ شوکت و شرفِ دینِؒ مصطفےٰ — کر استوار دین کے ایواں کے واسطے

اے شمس دینؒ شعاعِ رُخِ حق نما دکھا — ہے احتیاج عالمِ امکاں کے واسطے

یارب وصالِ شیخ محمد نویدِ زیست — ہے ہر مرید بے دل و بے جاں کے واسطے

لے نام شیخ فرحؒ کا مشکل میں ہم نفس — اکسیر ہے شفائے مریضاں کے واسطے

محمودؒ اپنے بندۂ رزاقؒ کو بنا — اس عبدِ قادرِ شہِ ذیشاں کے واسطے

سلطان و عبدِ قادرِ عالی کا واسطہ — دے اپنا عشق سائل و سلطاں کے واسطے

عبداللہؒ ہم کو اپنا بنا اے خدائے پاک — عبدالعزیزؒ صاحبِ عرفاں کے واسطے

یارب بحقِ شیخ محمدؒ جناں مکیں! — دے مصطفےٰ کا عشق مسلماں کے واسطے

بہر کمالِ سید احمدؒ شرف وقار — دے ہر شرف مریدِ شرف داں کے واسطے
صدقہ وقار و جاہ محمد سعیدؒ کا — یارب اس عاشقِ شہِ جیلاں کے واسطے
علم و عمل، سعادتِ ایماں، متاعِ فقر — دے ہر مریدِ بے سروساماں کے واسطے
کر خاتمہ بخیر مرا اے مرے کریم! — پیرانِ پیر خسروِ جیلاں کے واسطے

شجرۂ ثالث

الٰہی بحرمت و عزت حضور سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

الٰہی بحرمت و عزت حضرت امیر المومنین امام المسلمین خاتم الخلفاء الراشدین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت و عزت حضرت سیدنا شیخ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت و عزت حضرت سیدنا شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت و عزت حضرت سیدنا شیخ حبیب العجمی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت و عزت حضرت سیدنا شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت و عزت حضرت سیدنا شیخ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت و عزت حضرت سیدنا شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت و عزت حضرت سیدنا شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت و عزت حضرت سیدنا شیخ عبد الرحمٰن تمیمی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت و عزت حضرت سیدنا شیخ ابو الفرح طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت و عزت حضرت سیدنا شیخ ابوالحسن ہنکاری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت و عزت حضرت سیدنا شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت و عزت حضرت غوث الثقلین قطب الکونین محبوب سبحانی سیدنا ابو محمد محی الدین عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی البغدادی رضی اللہ عنہ۔

الٰہی بحرمت و عزت حضرت سیدنا شیخ عبدالرزاق جمال العراق رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت و عزت حضرت سیدنا شیخ ابی صالح نصر رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت و عزت حضرت سیدنا شیخ شہاب الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت و عزت حضرت سیدنا شیخ شرف الدین یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت و عزت حضرت سیدنا شیخ شمس الدین محمد رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت و عزت حضرت سیدنا شیخ علاء الدین علی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت و عزت حضرت سیدنا شیخ بدرالدین حسین رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت و عزت حضرت سیدنا شیخ محی الدین یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت و عزت حضرت سیدنا شیخ شرف الدین قاسم رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت و عزت حضرت سیدنا شیخ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت و عزت حضرت سیدنا شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت و عزت حضرت سیدنا شیخ فرح اللہ رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت و عزت حضرت سیدنا شیخ محمود رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت و عزت حضرت سیدنا شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت و عزت حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت وعزت حضرت سیدنا شیخ سلطان رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت وعزت حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت وعزت حضرت سیدنا شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت وعزت حضرت سیدنا شیخ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت وعزت حضرت سیدنا شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت وعزت حضرت سیدنا شیخ مصطفٰی القادری رحمۃ اللہ علیہ
الٰہی بحرمت وعزت حضرت سیدنا شیخ السالکین قطب الواصلین سیدنا شیخ الولی سید احمد شرف الدین القادری البغدادی دامت برکاتہم۔

ذکر اسمار مبارک سیدنا الشیخ حضرت غوث الاعظم رضؓ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِجَمَالِكَ وَ حَبِیْبِكَ وَنَبِیِّكَ وَرَسُوْلِكَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۞

الٰہی بعزت وحرمت قطب الاقطاب غوث الثقلین غوث الاعظم الحسنی والحسینی قطب ربانی غوث صمدانی محبوب حقانی ابو محمد سید محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قطب الانس والجن والملائکۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بعزت وحرمت قطب الاقطاب غوث الثقلین غوث الاعظم حضرت شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانی شیخ الانس والجن والملائکہ رضی اللہ عنہ۔

الٰہی بعزت وحرمت قطب الاقطاب غوث الثقلین غوث الاعظم حضرت سلطان محی الدین

شیخ عبد القادر جیلانی قطب البر و البحر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بعزت وحرمت قطب الاقطاب غوث الثقلین غوث الاعظم حضرت بادشاہ
محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی قطب الجنوب والشمال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بعزت وحرمت قطب الاقطاب غوث الثقلین غوث الاعظم حضرت مولانا محی الدین
شیخ عبد القادر جیلانی قطب المشرقین والمغربین رضی اللہ عنہ

الٰہی بعزت وحرمت قطب الاقطاب غوث الثقلین غوث الاعظم حضرت مخدوم
محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی قطب النجوم والشہاب رضی اللہ عنہ

الٰہی بعزت وحرمت قطب الاقطاب غوث الثقلین غوث الاعظم حضرت اولیا
محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی قطب الارض والسموات رضی اللہ عنہ

الٰہی بعزت وحرمت قطب الاقطاب غوث الثقلین غوث الاعظم حضرت خواجہ
محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی قطب العرش والکرسی رضی اللہ عنہ

الٰہی بعزت وحرمت قطب الاقطاب غوث الثقلین غوث الاعظم حضرت درویش
محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی قطب اللوح والقلم رضی اللہ عنہ

الٰہی بعزت وحرمت قطب الاقطاب غوث الثقلین غوث الاعظم حضرت فقیر
محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی قطب الفوق والارض وتحت الثریٰ رضی اللہ عنہ

الٰہی بعزت وحرمت قطب الاقطاب غوث الثقلین غوث الاعظم حضرت غریب مسکین
محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی راکب الملائکہ سامع المزاج تابع النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

ختم شد